

وسیم سب نبی کا تو علم ہر طرح کے دیکھ
پھر ہر دم ہے نبی کی ہر طرح نبی کا ہے

الدر السیفہ

سیر

من

خیر البریہ

مصنف
مفتی محمد وسیم سیالوی



جامعہ نعیمیہ قم اسلامیہ پیر محل

ناشر

سادہ سا ہے اپنا اصولِ زندگی کوثر
جوان سے بے تعلق ہوا ہمارا ہو نہیں سکتا

الدر السنیہ من

سیرت

خیر البریہ

محمد وسیم سیالوی

جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام، پیر محل

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

الدراسنیہ من سیرت خیر البریۃ

مصنف

محمد وسیم سیالوی

ڈیزائننگ

محمد حبیب احمد قادری

کمپوزنگ

مولانا محمد اکرم سعیدی صاحب

نظر ثانی

مولانا محمد طاہر صاحب

پروف ریڈنگ

مولانا محمد نصر اللہ قمری صاحب، مولانا عبید اللہ صاحب، علی اکبر فریدی صاحب

خصوصی تعاون

احباب محبت

سن اشاعت

یکم ذی الحج 1438ھ بمطابق 2 ستمبر 2017

مطبوعہ

شوقِ مدینہ پرنٹنگ پریس پیر محل

ملنے کا پتہ

جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام پیر محل

لابریری خالقہ رزاقیہ مکی مسجد پیر محل

نوٹ! تمام حوالہ جات نیک نیتی سے جذبہ اصلاح کے تحت انتہائی غور و فکر کے بعد سپرد تحریر کئے گئے ہیں اگر کوئی غلطی نظر آئے تو براہ کرم ادارہ کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

فہرست

79	حضور ﷺ کے جانوروں کا بیان	3	انتساب
90	حضور ﷺ کے بگڑانوں کا بیان	4	اٹھارہ تنکر
93	حضور ﷺ کے مؤذنوں کا بیان	7	تقریر
93	حضور ﷺ کے قاضیوں کا بیان	9	مقدمہ
95	حضور ﷺ کے مقتیان کرام کا بیان	13	حضور ﷺ کا نسب مبارک
95	حضور ﷺ کے مخاطب کا بیان	15	حضور ﷺ کے والد گرامی کا تعارف
96	حضور ﷺ کے قراء کا بیان	17	حضور ﷺ کے چچاؤں کا بیان
97	حضور ﷺ کے حکمرانوں کا بیان	20	حضور ﷺ کی پھوپھیوں کا بیان
101	حضور ﷺ کے قابضین کا بیان	21	حضور ﷺ کی والدہ کا بیان
109	حضور ﷺ کے کاعین کا بیان	22	حضور ﷺ کی رضاعی ائمہات کا بیان
112	حضور ﷺ کے خطباء کا بیان	23	حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا بیان
113	حضور ﷺ کے شعراء کا بیان	37	حضور ﷺ کی باندیوں کا بیان
114	حضور ﷺ کے حدی خواں کا بیان	38	حضور ﷺ کی اولاد پاک کا بیان
115	حضور ﷺ کے پاس آتہ اے و فود کا بیان	46	حضور ﷺ کے لباس مبارک کا بیان
116	حضور ﷺ کے سامان جہاد کا بیان	52	حضور ﷺ کی خوشبو کا بیان
128	حضور ﷺ کے غزوات کا بیان	55	حضور ﷺ کے کھانے کا بیان
128	حضور ﷺ کے مشہور سرائے کا بیان	69	حضور ﷺ کے کنوؤں کا بیان
145	اسماء مدینہ منورہ کا بیان	75	حضور ﷺ کے کاشانہ اقدس کا بیان
146	اسمائے مصطفیٰ کا بیان	77	حضور ﷺ کے مرد خادمین کا بیان
152	خاتمہ	78	حضور ﷺ کی عدت گزار خواتین کا بیان
153	کتابیات	78	حضور ﷺ کے غلاموں کا بیان

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو

سید الشہداء، امیر ملت، عم رسول، عاشق صادق، کائنات الکربات، بیکر جرات و
شجاعت، سیدنا

امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

کے نام منسوب کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد وسیم سیالوی

جامعہ نعیمیہ پیر محل

اظہارِ شکر

اللہ رب العالمین کی حمد اور پیارے محبوب کریم ﷺ کی ثنا کے بعد راقم الحروف اپنی ادنیٰ سی کاوش ”الدور السنیہ من سیرۃ خیر البریہ“ کے تکمیلی مراحل میں اپنے متعلقین و متوسلین کا تہہ دل سے شکر گزار ہے، جنہوں نے اس کام میں میری معاونت فرما کر مجھے منزل کے قریب کیا۔ کیوں کہ سرکارِ ﷺ کا فرمان ہے مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ (مسند احمد بن حنبل، رقم 11219) جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا۔ بالخصوص اپنے والد گرامی رانا علم الدین صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ) کا، جنہوں نے عہد پیری میں مجھے اپنی خدمت کے بجائے دینِ مصطفیٰ ﷺ کی خدمت کے لیے وقف فرمایا۔ اسکے بعد اپنے برادرانِ کاجنہوں نے معاملاتِ زندگی میں اپنا دست و بازو بنانے کی بجائے مجھے عرتِ اسلام اور عظمتِ اسلام کے لیے مصروف کیا اور میرے تمام تر ظاہری وسائل و مسائل کے کفیل ٹھہرے۔

خوشی کے اس عظیم موقع پر میں اپنے اساتذہ کرام اور شیخ طریقت حضور امیر شریعت خواجہ محمد حمید الدین سیالوی صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ) کو بھی کیسے بھول سکتا ہوں جن کی محنت اور نظر عنایت نے اس ناچیز کو اس قابل بنایا کہ آج چند الفاظ لکھنے کے قابل ہوں۔

اور میں شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ جگر گوشہ شہید پاکستان علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ لاہور) خطیب عرب و عجم حضرت علامہ مولانا پیر سید مختار شاہ صاحب گیلانی اشرفی (دس چرین رویت مال بکھی ٹیکس امریکہ) پیر سید آفتاب جیلانی شاہ صاحب (کوٹ شریف)

خورشید ملت علامہ ڈاکٹر فادم حسین خورشید الازہری صاحب (سربراہ ادارہ وحدت اسلامیہ "لاہور") پیر طریقت علامہ محمد حامد سرفراز رضوی قادری صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ رضویہ رشتہ الایمان "ذکوت") مفتی محمد سعید رضوی صاحب (سمندری) پیر طریقت میاں عبدالحق صاحب (سجادہ نشین آٹانہ غانیہ سلطان عبدالحکیم)، مولانا جاوید احمد چشتی صاحب (عبدالحکیم) پیر سید رشید حسین شاہ صاحب (308 گب) پیر سید سلطان محی الدین صاحب (320 گب) پیر محمد اقبال صاحب (718 گب) مولانا محمد ارشد نعیمی صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ فرائض و داروۃ والا لاہور) علامہ مولانا مفتی مقصود احمد قادری صاحب (ناظم تعلیمات جامعہ فرائض و داروۃ والا لاہور)، مولانا اعجاز گلشن سیالوی صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ مازاغ البصر "لاہور") مولانا طاہر رضا سیالوی صاحب (جامعہ رضویہ نیاء القرآن ڈنڈہ) مجاہد ملت علامہ پیر محمد شمس الزمان قادری صاحب (بانی ختم نبوت فاؤنڈیشن "نوی") علامہ ثمر عباس قادری صاحب، علامہ مولانا مفتی صادق سیالوی صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ "ممبئی") مولانا نور محمد چشتی صاحب، مفتی محمد اقبال سیالوی صاحب، مولانا محمد عرفان حسینی صاحب (دبائے) مولانا شاہد رضوی صاحب (مرید والا) مولانا محمد عبد اللہ چشتی صاحب (ناظم اعلیٰ دارالعلوم صاحب ولولہ پیر محل)، قاری منظور احمد صفدر صاحب (مدرسہ چشتیہ جمیہ القرآن)، صاحبزادہ سعد الدین رضوی صاحب، مولانا صبغت اللہ سعیدی صاحب، مولانا محمد رجب علی نعیمی (674/15 گب) مولانا قاری ارشد صدیق سعیدی صاحب، قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی صاحب، قاری محمد طاہر صاحب، قاری محمد جمیل صاحب، قاری حبیب اللہ صاحب، مفتی محمد شاہد صاحب اور قاری محمد وسیم سیالوی صاحب (مذہبین: جامعہ نعیمیہ پیر محل) کا جنہوں نے ہمیشہ مجھے مفید شوروں اور نیک دعاؤں سے سرفرازی بخشی۔

اس کے بعد بے حد شکر گزار ہوں مفتی محمد اکرم سعیدی صاحب (مدرسہ جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان) کا جنہوں نے دن رات کافرق کیے بغیر اس کام کی کمپوزنگ سے تحقیق و تخریج تک میرا ساتھ دیا۔

مفتی محمد طاہر نقشبندی صاحب، مفتی محمد نصر اللہ قمری صاحب، مفتی محمد اسد الرحمن چشتی صاحب کا جنہوں نے تحقیق و تخریج میں معاونت کی۔ مولانا عبید اللہ اکبری صاحب، مولانا علی اکبر فریدی صاحب اور محمد ندیم عطاری صاحب (مذہبین: جامعہ نعیمیہ پیر محل) جنہوں نے پروف ریڈنگ کی۔

اور شکر گزار ہوں مولانا محمد احسن سیالوی صاحب اور حافظ محمد معاذ سیالوی کا جنہوں نے کتابیں اٹھا کر دینے میں معاونت کی اور اس کتاب کی اشاعت میں میرا ساتھ دینے والے انتظامیہ مکی مسجد، چوہدری محمد ذکاء اللہ صاحب، محمد محسن علی عطاری صاحب (الرحیم کلینیکل لیبارٹری)، عبد اللطیف گجر صاحب، حافظ اعظم سیالوی صاحب، حافظ ریاض رسول قادری صاحب، میاں عبدالرحمان صاحب، حافظ محمد اشفاق صاحب، محمد الطاف صاحب، محمد عظیم صاحب، محمد بابر صاحب، محمد عمران صاحب (683/24 گ ب) سیٹھ عبد السلام صاحب، محمد امین گولڑوی صاحب، عبد الغفار صاحب، محمد طارق صاحب کا بھی شکر گزار ہوں۔ بالخصوص حاجی اسلام الدین قادری صاحب، حافظ محسن عطاری صاحب، محمد حیدر قادری صاحب (شرقِ مدینہ پرنٹنگ پریس، پیر محل) کا جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کتاب ”الدرد السنیہ من سیرۃ خیر البریہ“ کو عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آپ کے ہاتھوں تک پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ تمام مجاہدین و متوسلین کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

تقریر الطیف

خورشید ملت، خطیب اہلسنت، مفکر اسلام، محقق العصر، حضرت علامہ ڈاکٹر خادم حسین خورشید
الازہری (سربراہ ادارہ وحدت اسلامیہ لاہور پاکستان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دور حاضر کا سب سے اہم مسئلہ نئی نسل کا دین متین سے دور ہونا اور مسجد و مدرسہ سے
بیگانہ ہونا ہے۔ اس دور کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہوگی کہ ہم نئی نسل کو دین کی روشنی دیں اور
مسجد و مکتب سے آشنا کریں۔ یہ منصوبہ بندی ہمیں بہت جلد اور بڑے پیمانہ پر کرنی ہوگی۔
قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث مصطفیٰ ﷺ کا ذوق نئی نسل تک منتقل کرنا ہوگا
جس سے بے راہ روی کا شکار نہ جو ان قرآنی آیات کی تلاوت کی لذت سے سرشار ہو کر اس
مقدس منزل کی طرف گامزن ہو سکتا ہے۔ چاروں طرف سے جلنے والی اس آگ سے ہم سب
مل کر اپنی نئی نسل کو بچانے کا اہتمام کریں۔

موبائل کمیونیکیشن کے ذریعے فحاشی، عریانی، ناچ گانا، کھیل تماشا ہمارے دل
و دماغ تک پہنچ چکا ہے۔ اس طوفان سے بچنے کا میرے نزدیک ذریعہ وہ ہے جو ایک
صدی قبل حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمایا۔

وقت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

ہم سب یہ عہد کریں کہ مل کر نئی نسل کے لیے روشنی کا اہتمام کریں گے، ان کو دین
کی راہ اور قرآن و حدیث کی مقدس روشنی، اسلامی لٹریچر، مذہبی رسائل، دینی کتب اور اصلاحی

دروس کے ذریعے فراہم کریں گے۔ بقول حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

ذره نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اگر ہم ان اداکاروں، فنکاروں، گلوکاروں کو آئیڈیل بنانے والے نوجوان کے سامنے اپنے کریم آقا، محبوب خدا، سرورِ انبیاء ﷺ کا اسوہ حسنہ رکھیں تاکہ اپنی عقیدت اور جھوٹی محبت کے تراشے ہوئے اصنام سے ان کو دوری ہو اور حقیقت کی طرف بہرہوری ہو۔

اس کام کا بہترین آغاز فاضل نوجوان اتاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد وسیم سیالوی صاحب (عالم اعلیٰ: جامعہ نعیمیہ قرآن اسلام، پیر محل) نے ہمیشہ کی طرح اس سال بھی ایک بہترین کتاب ”الدور السنہ من سیرۃ خیر البریہ“ حسین شاہکار عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر پیش کیا، تاکہ نئی نسل کو اسوہ رسول ﷺ کی جھلک پیش کر کے ان کے مستقبل کو حین اور مضبوط کیا جاسکے۔ قبلہ مفتی صاحب درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تحریر کے میدان میں نمایاں اور وعظ و تقریر کے میدان میں بھی بے مثال ہیں۔

اللہ کرے مفتی صاحب کے اخلاص اور محنت سے نوجوانوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں ہو، اور مسجد و مکتب کی راہ نصیب ہو۔ اور دل و دماغ عشق محمدی ﷺ سے سرشار ہوں۔

آمین ثم آمین

مقدمہ

کسی بھی شخصیت کا تحقیقی جائزہ لینے کے لیے ہمارے پاس دو ہی پیمانے ہیں۔ ایک اس کے افکار و نظریات، دوسرا عمل و کردار۔ اگر ہم تاریخ انسانی پر طائرانہ نظر ڈالیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ تاریخ کے ماتھے پر جن کے اسماء بطور نمونہ لکھے گئے، وہ افکار و نظریات میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے یا عمل و کردار میں بلند قامت۔ بیک وقت دونوں اوصاف میں بندگانِ خدا نے عروج و ضرور پایا ہوگا مگر کمال نہیں۔ اگر ہمیں کمال کہیں نظر آتا ہے تو وہ جانِ کائنات ﷺ کی زندگی ہے۔ کیونکہ فکر کو طہارت اور عمل کو پاکیزگی کی خیرات اسی ذرے میسر آتی ہے۔ اسی وجہ سے فکر و نظریات پر مشتمل ہر جملہ اور عمل و کردار پر مبنی الفاظ تحریر کی شکل میں قلم و قرطاس کو زینت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اسی فکری بندی اور عمل کی پاکیزگی کی وجہ سے آپ ﷺ کی زندگی کو ہمارے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا اور سند کے طور پر فرمایا "مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ" (النساء: 80) رسولِ مکرم ﷺ کی اطاعت کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی ایک مقام پر نبی ﷺ کی غیر مشروط اطاعت و فرمانبرداری کا حکم ارشاد فرمایا۔ اصحابِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہم نے جب کامل اسوہ کو اپنایا تو وہ ہدایت کے ستارے کہلائے۔ یہ سیرت پر عمل پیرا ہونے کا پہلا مرحلہ تھا۔ رہی سیرتِ طیبہ لکھنے کی بات تو یہ وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی ابتدا کس نے اور کب کی ہے؟ اگرچہ عام طور پر سیرتِ طیبہ کی تدوین کا اعزاز حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، امام زہری، موسیٰ بن عقبہ یا محمد بن اسحاق رحمہم اللہ علیہم اجمعین کو دیا جاتا ہے۔ یہ تمام بزرگ پہلی صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز سے تعلق رکھتے ہیں۔

یاد رہے سیرتِ نبوی ﷺ وہ روشن باب ہے جو تحریر کا محتاج نہیں، اس لیے کہ

جب باقاعدہ اس کو مدون نہیں کیا گیا تھا تو اس کا عملی مطالعہ تب بھی ملتا تھا۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ گھر تشریف لائے۔ اس وقت ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے تسلی دیتے ہوئے چند کلمات عرض کیے، جنہیں سیرت مصطفیٰ ﷺ کے مطالعہ کی بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے۔

”كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحْمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ

وَتَكْسِبُ الْمَغْدُومَ وَتُقْرِى الضَّيْفَ وَتُعِين عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ“ (بخاری: رقم 3)

اللہ تعالیٰ ہرگز آپ ﷺ کو تنہا نہیں چھوڑے گا بے شک آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، مقروض کا بوجھ اٹھاتے ہیں، نادار کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت زدہ کی مدد کرتے ہیں۔ اسی بات کی مزید تائید شاہ ہرقل کے الفاظ سے بھی ہوتی ہے کہ جب آپ ﷺ کا گرامی نامہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے سننے سے پہلے ابوسفیان بن حرب اور ان کے ساتھیوں کو دربار میں بلایا اور آپ ﷺ کی ذات، خاندان، حسب و نسب اور آپ ﷺ کے اخلاق و کردار کے بارے ضروری سوالات کیے۔ سیرت کے مطالعہ کا یہی تجسس اور جذبہ جو نو مسلمانوں کے دلوں میں ابھرتا تھا بعد میں اس کی تدوین اور تالیف کا باعث بنا۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ سیرت طیبہ کی تدوین کا آغاز فن مغازی یعنی ان جنگوں کے حالات و واقعات ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ نے شرکت فرمائی۔ شاید اس کی وجہ اہل عرب کا فکری رجحان ہو گا کہ وہ جنگوں کے حالات و واقعات پڑھنے اور سننے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ پہلے شخص جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا وہ نامور صحابی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور نامور صحابیہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے بیٹے، حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا کے بھانجے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نواسے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں، جو کہ ثقہ اور مستند راوی جانے جاتے ہیں۔ ان کی طرف ”کتاب المغازی“ منسوب ہے۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ: ج 14، ص 273)

اگرچہ کتاب المغازی کو ابو حسان الزیادی کی تصنیف بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایات مغازی، جو مختلف کتابوں میں ملتی تھیں یکجا کر دیا، تاہم فن مغازی کی باقاعدہ تدوین کا سہرہ بھی علم الحدیث کی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز کے سر ہے، کیونکہ انہوں نے یہ حکم دیا تھا کہ غزوات نبوی ﷺ کے بیان کا خلاصہ حلقہ قائم کیا جائے۔ جس میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے لیے فن مغازی پر ید طولی رکھنے والی شخصیت حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ الانصاری کو مامور کیا گیا کہ وہ جامع مسجد میں بیٹھ کر مناقب اور مغازی کا درس دیا کریں۔

(تہذیب التہذیب: ج 5، ص 53)

اس فن مغازی میں مشہور محدث ابن شہاب زہری کی خدمات کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ جنہوں نے اس فن کو محفوظ کرنے کے لیے عبد اللہ بن عمر، انس بن مالک، سائب بن یزید، سہل بن سعد رضی اللہ عنہم جیسے عظیم صحابہ سے روایات حاصل کیں پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مدینہ منورہ کے ایک ایک دروازہ پر جاتے اور جوان، معمر، مرد ہو یا عورت ہر ملنے والے سے روایات حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ پردہ نشین عورتوں کے پاس جاتے اور روایات پوچھ کر انہیں قلم بند کرتے تھے۔

(سیر اعلام: ج 5، ص 232)

اس فن مغازی کی ابتدائی خدمات جلیلہ میں حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا نام بھی سرفہرست ہے جنہوں نے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم حاصل کیا۔ اگرچہ ان کا شمار دوسرے درجہ کے تابعین میں ہوتا ہے، مگر انہیں مغازی کا ماہر مانا جاتا تھا۔ انہوں نے اس فن میں کتاب لکھی اگرچہ مرور زمانہ سے وہ ناپید ہو گئی۔ ان کے تجرملی کی وجہ سے امام

زہری کے پاس بلا اجازت جانے کی رخصت تھی ورنہ امام زہری کے ہاں دربان ہوتا، اور ہر آنے والے کو اجازت لینا ضروری تھا۔ ان کے اس فن میں یہ طوطی کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ علیہ لوگوں کو ترغیب دیا کرتے تھے کہ مغازی سیکھنا ہو تو مرد صالح حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے سیکھا کرو۔ (سیر اعلام: ج 6، ص 115)

تابعین میں دوسری شخصیت جنہوں نے اس فن مغازی میں نام پیدا کیا وہ محمد بن اسحاق ہیں، جنہوں نے مستقل مغازی پر کتاب ”السیرۃ والمبدأ والمغازی“ لکھی جس پر بعد میں مشہور محدث عبد الملک المعروف ابن ہشام نے اضافات قائم کیے، جو کہ آج سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے۔

اور انہیں سے متصل ایک معروف نام امام واقدی کا بھی ہے کہ انہوں نے بھی اس فن کی تدوین و اشاعت میں وافر حصہ پیش کیا۔ پھر اپنے اپنے زمانہ میں علماء و مؤرخین نے اس فن کو تحریری انداز میں پیش کیا۔

سیرت النبی ﷺ کا یہ انداز جو راقم الحروف فقیر سیالوی نے اپنایا، اس پر بھی مشہور ائمہ اپنی شہرہ آفاق تصانیف و رشہ مسلم بنا چکے ہیں، جیسا کہ ابن جوزی رحمہ اللہ علیہ کی ”الوفا باحوال المصطفیٰ“ امام سمہودی رحمہ اللہ علیہ کی ”وفاء الوفا باخبار المصطفیٰ“ ابن جماعہ رحمہ اللہ علیہ کی ”الغرد والدرر فی سیرۃ خیر البشر“ مشہور ہیں۔

لیکن اس کتاب ”الدرر السنیہ من سیرۃ خیر البریہ“ کو سوال جواب لکھا گیا ہے۔ راقم الحروف نے اس کتاب کو ترتیب دینے میں ماخذ امام محمد بن یوسف الصالحی الشافعی متوفی 943ھ کی کتاب ”سبل الہدی والرشاد“ کو بنایا۔ جب کہ اکثر روایات و احادیث کی تخریج کر دی گئی ہے۔

محمد وسیم سیالوی

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاءَ، وَالصَّلَوةَ عَلَى مَنْ أَظْهَرَ حُسْنَهُ لِمَنْ شَاءَ،
وَالسَّلَامَ عَلَى مَنْ فِي يَدِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوَاءِ، وَعَلَى إِلَهٍ الَّذِي يَخْضَعُونَ بِسَيَرَتِهِ ضِيَاءَ
أَمَّا بَعْدُ! فَاغْوُذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب، 21)

بیشک تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کا مکمل نمونہ ہے۔

محترم قارئین! ہمارا تعلق اس ملت اسلامیہ کے ساتھ ہے جس کی عظمت کے
پھریرے صدیوں مشرق و مغرب کی فضاؤں میں لہراتے رہے، اور جس کے پیوتوں کی
بیت و جلال سے کبھی قیصر و کسری کے ایوانوں میں لرزہ طاری رہتا تھا، مگر افسوس صد
افسوس! آج اس ملت کے افراد کو اپنے گھروں میں بھی راحت و سکون کا سانس لینا نصیب
نہیں ہے۔ آج دنیا میں سب سے زیادہ کمزور، بے بس قوم، جو طاقت و رقموں کے ظلم کا نشانہ
بنی ہوئی ہے، وہ امت مسلمہ ہے۔ جس کی مرکزی وجہ اسوہ حسنہ اور سیرت طیبہ سے بیزاری ہے
یہ بات حقیقت ہے کہ اسلاف سے مخالفت کی وجہ سے عظیم قوم جب اپنی عظمتوں سے محروم ہوتی
ہے تو پھر صفحہ ہستی سے مٹنے سے دیر نہیں لگتی۔ لہذا آج امت مسلمہ کی بقا اور امن و امان
صرف اور صرف اسی میں ہے کہ سیرت مطہرہ سے وابستگی کو یقینی بنایا جائے، زندگی کے ہر شعبہ
میں اسوہ مصطفیٰ ﷺ کو کامل نمونہ سمجھ کر اسے اپنی عملی زندگی پر نافذ کیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک

س: والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے آپ ﷺ کا متفق علیہ نسب کیا ہے؟
ج: سیدنا محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ
بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس

بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان رحمۃ اللہ علیہم۔

یہاں تک سب مورخین کا اتفاق ہے۔ اس سے اوپر اختلاف ہے،

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عدنان حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد پاک سے ہیں بلکہ اختلاف اس بات میں ہے کہ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان کتنے آباء تھے، پھر کسی نے زیادہ اور کسی نے کم بیان کر دیے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیکر حضرت آدم علیہ السلام تک نسب شریف میں اختلاف بیان کیا جاتا ہے۔
(سبل الہدی والمرشاد: ج ۱، ص ۲۳۹)

س: آپ ﷺ کے آبا کا سلسلہ مادری بیان کریں؟

ج: عبد اللہ بن عبد المطلب: فاطمہ بنت عمرو
ہاشم بن عبد مناف: عاتکہ بنت مرہ بن ہلال
قصی بن کلاب: فاطمہ بنت سعد بن یل
مرہ بن کعب: عثیہ بنت ثیبان بن محارب
لوی بن غالب: عاتکہ بنت یخلد بن النضر
فہر بن مالک: جندلہ بنت عامر بن الحارث
نضر بن کنانہ: تیرہ بنت مرہ بن ادین
خزیمہ بن مدرکہ: سلمی بنت اسلم بن الحاف
الیاس بن مضر: رباب بنت عبدہ بن مضر
نزار بن معد: معاذہ بنت جوشم بن حلیمہ
عبد المطلب بن ہاشم: سلمی بنت عمرو بن زید
عبد مناف بن قصی: حبشیہ بنت حلیل بن حبشہ
کلاب بن مرہ: ہندہ بنت عامر بن کعب
کعب بن لوی: ماویہ بنت کعب بن القین
غالب بن فہر: لیلی بنت حارث بن تمیم
مالک بن نضر: عکرمہ بنت عدوان بن عمر
کنانہ بن خزیمہ: عوانہ بنت سعد بن قیس
مدرکہ بن الیاس: لیلی بنت علوان بن عمران
مضر بن نزار: سودہ بنت عک بن الربیع
معد بن عدنان: مہدہ بنت نجم بن حلیمہ
(طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۷۵۷۳)

س: والدہ کی طرف سے آپ ﷺ کا نسب مبارک بیان کریں؟

ج: آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ

نوٹ: آپ ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ اور والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما دونوں کا سلسلہ نسب حضرت کلاب بن مرہ سے جا کر مل جاتا ہے۔

س: آپ ﷺ کا سلسلہ نسب مادری بیان کریں؟

ج: آمنہ بنت وہب: برہ بنت عبد العزی برہ بنت عبد العزی: ام حبیب بنت اسد

ام حبیب بنت اسد: برہ بنت عوف بن عبید برہ بنت عوف: قلابہ بنت حارث

قلاہ بنت حارث: امیمہ بنت مالک امیمہ بنت مالک: دب بنت ثعلبہ

دب بنت ثعلبہ: عاتکہ بنت غاضرہ بن خطیط عاتکہ بنت لیلی بنت عوف بن قس

(طبقات ابن سعد: ج 1، ص 68)

آپ ﷺ کے والد گرامی کا تعارف

س: آپ ﷺ کے والد گرامی کا مختصر تعارف بتائیں۔؟

ج: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا مشہور لقب ذبیح تھا، جس کی وجہ یہ واقعہ بنا، آپ ﷺ کے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ آب زمزم کا کنواں کھود رہے تھے مددگاروں کی جب قلت محسوس ہوئی تو نذرمانی اللہ تعالیٰ اگر مجھے دس بیٹے دے اور وہ جوانی کی عمر کو پہنچیں تو میں ایک بیٹا بیت اللہ کے قریب ذبح کر دوں گا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے دس بیٹے عطا فرمادیے جب ذبح کا وقت آیا تو لوگوں کے مشورہ سے قرعہ اندازی ہوئی جس میں تینوں مرتبہ نام حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا آیا، جب حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ انہیں ذبح کرنے نکلے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے چھری کے نیچے سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو نکال لیا، جس سے آپ کے چہرے پر زخم ہو گیا جس کا نشان وصال کے وقت بھی موجود تھا پھر

ایک کاہنہ سے مشورہ ہوا جس نے پوچھا تمہارے ہاں ایک جان کی دیت کیا ہے؟ قریش نے جواب دیا دس اونٹ، اس نے کہا تم قرعہ نکالو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور اونٹوں کے درمیان اگر قرعہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام نکلے تو دس اونٹ بڑھا کر پھر قرعہ اندازی کرنا یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آئے جب قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ ہر بار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نام نکلا یہاں تک کہ اونٹ بڑھتے بڑھتے سو (100) ہو گئے تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا، اہل قریش کہنے لگے عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تمہارا خاتم سے راضی ہو گیا آپ نے فرمایا میں تین بار قرعہ نکالوں گا اگر اونٹوں کا نکلا تو میں جان جاؤں گا میرا رب تعالیٰ اسی میں راضی ہے، تو پھر سوا اونٹوں کے عوض جب قرعہ نکالا گیا تو ہر تین بار قرعہ اونٹوں کے نام نکلا جن کو ذبح کیا گیا، اسی وجہ سے نبی ﷺ نے فرمایا ”أَنَا ابْنُ الذَّيْبِ حَتِّينَ“ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ جب کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد و ابو احمد تھی، مکہ میں پیدا ہوئے، پاکدامنی اور پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے۔ (تاریخ دمشق الکبیر رقم 1669)

عالم شباب میں پرہیزگاری کا عالم یہ تھا کہ فاطمہ بنت مرہ جیسی حسینہ و جمیلہ، عقیقہ اور پاکدامن عورت جن کے جوانوں میں چرچے تھے انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو عرض گزار ہوئیں کیا تو مجھ سے متمتع ہونے سے راضی ہے بدلہ میں تجھ کو ایک سوا اونٹ بھی دوں گی۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

أَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَوْتُ ذُوْنَهُ وَالْحِلُّ لَا حِلَّ فَاسْتَبِيْنَهُ

(طبقات ابن سعد: ج 1، ص 106، 116)

فعل حرام تو ممکن نہیں، بجائے اس کے مرجانا قبول ہے، اور حلال کی کوئی صورت نہیں کہ اس کی سبیل نکلے پھر آپ کا نکاح حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ یوں ان دونوں شخصیات کو ابو بن مصطفیٰ ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ملک شام تجارت کے لیے تشریف لے گئے، واپسی پر صحت خراب ہوئی تو قافلہ والوں کے مشورہ سے آپ مدینہ منورہ اپنے بھائیال ہی ٹھہر گئے قافلہ کے مکہ پہنچنے پر حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی بیماری کی خبر ملی تو آپ نے اپنے بڑے بیٹے حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ روانہ کیا، پہنچنے پر پتہ چلا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ تو وصال فرما گئے ہیں انہیں ”تابغہ“ کے گھر میں دفن کر دیا گیا ہے۔ حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے مکہ واپس آ کر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر دی تو آپ کے والد گرامی اور بہن بھائیوں کو شدید صدمہ ہوا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حال دل بیان کرتے ہوئے کچھ اشعار کہے جن میں سے ایک یہ ہے۔

فَإِنْ يَكْ غَالَتْهُ الْمُنَايَا وَرَبَّيْهَا فَقَدْ كَانَ عَطَاءَ كَثِيرٍ النَّوَاحِمِ

(طبقات ابن سعد: ج 1، ص 119، 120)

وہ تشریف لے گئے مگر اپنے پیچھے آثار اچھے چھوڑ گئے کیونکہ وہ نہایت درجہ فیاض اور بہت ہی رحم دل تھے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی وصال کے وقت عمر مبارک پچیس (25) سال تھی جب کہ نبی ﷺ ابھی شکم مادر میں ہی جلوہ گر تھے۔

(طبقات ابن سعد: ج 1، ص 120)

آپ ﷺ کے چچاؤں کا بیان

س: سرکار ﷺ کے چچ کتنے اور کون کون سے تھے؟

ج: حضرت عبد المطلب کے بیٹوں کی تعداد کے بارے مشہور تین قول ہیں۔

1: نو

2: گیارہ

3: تیرہ۔

حارث	ابو طالب	زبیر رضی اللہ عنہ	عبد الکعبہ	حمزہ رضی اللہ عنہ
عباس رضی اللہ عنہ	مقوم	مغیرہ	ضرار	قثم

ابولہب غیداق حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 82)

س: آپ ﷺ کے کتنے چچاؤں نے اعلانیہ قبول اسلام فرمایا؟
ج: آپ ﷺ کے دو چچا حضرت عباس اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما نے اعلانیہ اسلام قبول فرمایا۔

س: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف بیان کریں؟
ج: حضرت عباس رضی اللہ عنہ واقعہ فیل سے تین سال پہلے پیدا ہوئے

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 93)

نبی ﷺ ان کے ساتھ بے پناہ محبت فرماتے تھے۔ جنگ بدر کے قیدیوں میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کراہ رہے تھے تو نبی ﷺ بے تاب ہوئے، اصحاب نے بے تابی کی وجہ پوچھی تو سرکار ﷺ نے فرمایا مجھے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے کراہنے نے بے تاب کر دیا ہے صحابی گئے اور بند ڈھیلے کر دیے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 98)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت پہلے اسلام قبول کر چکے تھے مگر حکمت کے پیش نظر اپنا ایمان چھپائے رکھا یہی وجہ تھی کہ یوم بدر سرکار ﷺ نے فرمایا انہیں قتل کوئی نہ کرے یہ مجبوراً نکلے ہیں۔

(المستدرک للحاکم: رقم 4988)

فتح مکہ کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایمان ظاہر کیا، دوسرے قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ اس سے پہلے قبول اسلام کر چکے تھے۔ نبی ﷺ باپ کی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا احترام فرماتے تھے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 98)

اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے ”أَمَّا عَلِمْتُ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنُوْا بَنِيْهِ“ (ابوداؤد: رقم 1623)
چچا تو باپ کی مثل ہوتا ہے۔ اور فرمایا ”الْعَبَّاسُ عَمِّيْ وَصِنُوْا أَبِيْ“ عباس رضی اللہ عنہ میرے چچا ہیں جو کہ میرے والد گرامی کی مثل ہیں۔

(الفوائد الشهير للبيزازی: رقم 313)

آپ ﷺ نے تین مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا فرمائی۔

”اللّٰهُمَّ انصُرِ الْعَبَّاسَ وَوَلَدَ الْعَبَّاسِ“ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 101)

اور فرمایا چچا کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت مہدی علیہ السلام آپ کی اولاد میں سے ہوں گے انہیں توفیق ملے گی وہ اپنے رب تعالیٰ سے اور رب تعالیٰ ان سے راضی ہوگا

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 101)

فرمایا جنت میں، میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے سامنے ہوں گا میرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان ہوں گے جیسے ایک مومن دو خلیلوں کے درمیان ہوتا ہے۔

(معجم لابن عساکر: رقم 1293)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وصال اٹھاسی (88) سال کی عمر میں چودہ (4) رجب المرجب بائیس (22) ہ بروز جمعۃ المبارک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا بقیع شریف میں دفن ہوئے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 104)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی نبی ﷺ کا بے پناہ ادب کیا کرتے تھے پوچھا گیا آپ رضی اللہ عنہ بڑے ہیں یا جناب رسول اللہ ﷺ؟ فرمانے لگے ”هُوَ أَحَبُّ مِنِّي وَأَنَا وَلَدْتُ قَبْلَهُ“ آپ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں اور میری ولادت پہلے ہوئی۔ (ترمذی: رقم 3619)

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ۔

س: حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات بیان کریں؟

ج: حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت نبی ﷺ کی ولادت سے کچھ عرصہ قبل ہوئی آپ ﷺ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ثویبہ کا دودھ بھی پیا تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 90)

سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے انہوں نے خبر دی کہ ساتوں آسمانوں پر لکھا ہے ”حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَسَدُ اللَّهِ وَأَسَدُ

(المعجم الكبير للطبرانی: رقم 2952)

رَسُولُهُ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر ہے۔

سرکاری ﷺ نے فرمایا۔

”خَيْرُ اخْوَتِي عَلِيٌّ وَخَيْرُ اَعْمَامِي حَمْزَةُ“ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 90)

میرے بھائیوں میں بہترین علی رضی اللہ عنہ اور چچاؤں میں بہترین حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے، حالت جنابت میں شہید ہونے کی وجہ

سے فرشتوں نے غسل دیا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 91)

فخن کے لیے کپڑا اتانے تھا، کہ چہرے پر ڈالتے تو پاؤں ننگے، پاؤں پر ڈالتے تو چہرہ ننگا

ہو جاتا، سرکاری ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا سر ڈھانپ کر علجان کی

بوٹی پاؤں پر ڈال دو۔ (المعجم الكبير: رقم 12107)

جبکہ وصال کے وقت ان کی عمر مبارک اٹھ (59) سال تھی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 92)

میدان احد میں ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن کیا گیا۔ آپ

رضی اللہ عنہ کامزار پر انوار آج بھی مرجع خلافت ہے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 92)

سرکاری ﷺ کی پھوپھیوں کا بیان

س: نبی ﷺ کی پھوپھیاں کتنی اور کون کون سی ہیں؟

ج: حضور ﷺ کی چھ (6) پھوپھیاں تھیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

1 ام کلثوم (البیضا) 2 برہ 3 امیمہ 4 عاتکہ 5 اروی 6 صفیہ

س: آپ ﷺ کی پھوپھیوں میں سے کون کون مشرف باسلام ہوئیں؟

ج: حضور ﷺ کی پھوپھیوں میں سے حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بالاتفاق ایمان لائیں

جبکہ عائشہ اور اروی کے قبول اسلام میں اختلاف ہے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 86)

س: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا وصال کب ہوا؟

ج: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا وصال عہد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیس (20) ھ میں ہوا اس وقت آپ کی عمر تہتر (73) سال تھی۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 86)

آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کا تعارف

س: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مختصر حالات ذکر کریں؟

ج: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی کا نام وہب بن عبد مناف تھا، جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا پرہ بنت عبد العزی کے شکم اطہر سے پیدا ہوئیں جب کہ اپنے چچا وہیب بن عبد مناف کے ہاں تربیت پائی۔ شرافت اور پاکدامنی میں اپنی مثال آپ تھیں بلکہ اس وقت کی دانا عورتیں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی ظاہری صفات دیکھ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی والدہ بننے کی بشارت دیا کرتی تھیں۔ (سبل الہدی، ج 1، ص 325)

حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو لے کر مدینہ منورہ آئے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی خواستگاری کی باہمی رضامندی کے نتیجہ میں نکاح ہوا، اس طرح حضرت آمنہ نور مصطفیٰ ﷺ کی امینہ بنی اور ام نبی ﷺ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بھی اسی مجلس میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی چچا زاد بہن حالہ بنت وہیب کے ساتھ نکاح فرمایا اور مکہ مکرمہ کے لیے رخت سفر باندھا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تو چونکہ مدینہ منورہ میں ہی نور نبی ﷺ کی امینہ بن چکی تھیں۔ مکہ پہنچنے کے بعد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لے گئے واپسی پر مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت آمنہ رسول اللہ ﷺ کو لے کر مدینہ منورہ آئیں اس وقت آپ ﷺ کی ظاہری عمر مبارک چھ (6) سال تھی، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ ”دار النابغہ“ میں ایک وقت تک قیام پذیر رہیں۔

رسول اللہ ﷺ ایک روز چاہ بنی عدنان النجار میں مدینہ کے لڑکوں کے ساتھ تیراکی کر رہے تھے کہ وہاں سے یہود کی ایک جماعت گزری جنہوں نے آپ ﷺ کی مہربوت کو دیکھا اور کہا یہ لڑکا آخری نبی بن کر مبعوث ہوگا۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی انہوں نے فوراً مدینہ سے مکہ کی طرف روانگی کا حکم دیا یہ مختصر ترین قافلہ دار ہجرت سے دار ولادت کی طرف روانہ ہوا دوران سفر جب مقام ابواپر پہنچے تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت ناماز ہونے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا بے ہوش ہو گئیں جب دوبارہ ہوش میں آئیں تو یہ اشعار کہے۔

بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ مِنْ غَلَامٍ
فَأَنْتَ مَبْعُوثٌ إِلَى الْأَنَامِ
إِنْ صَخَّ مَا أَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ
مِنْ عِنْدِ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

(سبل الہدی والرشاد، ج 2، ص 121)

اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اے بیٹے! اگر وہ سب صحیح ہے جو ہمیں دکھایا گیا ہے تو

اللہ رب العزت، آپ ﷺ کو مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجے گا۔ (طبقات ابن سعد، ج 1، ص 134)

اسی مقام پر وصال ہوا اور مقام ابواپر ہی آخری آرام گاہ بنی۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ واپس آ گئیں۔

آپ ﷺ کی رضاعی امہات کا بیان

س: آپ ﷺ نے کتنی خواتین کا دودھ پیا؟

ج: سرکار ﷺ نے دس (10) خواتین کا دودھ نوش فرمایا۔

س: آپ ﷺ کی رضاعی ماؤں کے اسماء بتائیں؟

ج: 1 والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے سات ایام تک آپ ﷺ کو اپنا شیر پلایا

2 ابو لہب کی لونڈی ثویبہ نے کئی روز تک آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔

3 خولہ بنت منذر نے آپ ﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی

4 ام ایمن بركہ نے بھی سعادت حاصل کی جب کہ بعض نے کہا ہے کہ نہیں! صرف آپ ﷺ کی کفالت کی ہے۔

5 ام فروہ کا دودھ بھی نبی ﷺ نے نوش فرمایا

6 حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے مکمل مدت رضاعت دودھ پلایا

7 قبیلہ بنو سعد کی کوئی دوسری عورت حضرت حلیمہ کے علاوہ۔

8 قبیلہ بنو سلیم کی تین عورتوں نے یہ شرف حاصل کیا مگر اسماء کو نہیں۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 1، ص 375 تا 378)

ازواج مطہرات کا بیان

س: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی تعداد کتنی ہے؟

ج: ایک قول کے مطابق آپ ﷺ نے پندرہ (15) عفت مآب خواتین سے نکاح فرمایا جن

میں سے تیرہ (13) کے ساتھ آپ نے حق زوجیت ادا فرمایا اور گیارہ (11) آپ کے کاشانہ

اقدس میں رہیں جبکہ آپ ﷺ کے وصال ظاہری کے وقت نو (9) ازواج مطہرات تھیں۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 143)

س: خاندان قریش سے تعلق رکھنے والی ازواج مطہرات کے نام اور تعداد بیان کریں؟

ج: چھ (6) ازواج مطہرات خاندان قریش سے تعلق رکھتی ہیں۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ حضرت عائشہ بنت صدیق حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان

حضرت حفصہ بنت عمر حضرت ام سلمہ بنت امیہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہن
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 143)

س: ان ازواج کی تعداد اور نام بیان کریں جو عربی مگر غیر قریشی ہیں؟

ج: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا
حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 144)

س: اس ام المؤمنین کا نام بتائیں جو غیر عربیہ تھیں؟

ج: حضرت صفیہ بنت حی غیر عربی تھیں جن کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 145)

س: قریشی امہات المؤمنین کا مختصر تعارف بیان کریں؟

ج: ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔

ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ کے والد کا نام خویلد والدہ کا نام فاطمہ بنت زاندہ تھا جبکہ آپ کو زمانہ
جاہلیت میں بھی ”طاھرہ“ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 156)

آپ کا پہلا نکاح عقیق بن عائد سے ہوا جن سے ایک بچی ”ہندہ“ پیدا ہوئی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 155)

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے جب نبی ﷺ نے نکاح فرمایا معروف قول کے
مطابق سیدہ پاک کی عمر چالیس (40) سال تھی۔ جب کہ نبی ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال تھی
حضور ﷺ کی تمام اولاد پاک (ماسوا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ) حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
کے بطن اطہر سے ہے۔ جب تک آپ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں نبی اکرم ﷺ نے کسی عورت
سے نکاح نہ فرمایا وہ آپ ﷺ کے پاس چوبیس (24) سال کچھ ماہ رہیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں بہت سی روایات مروی ہیں جیسا کہ سب سے پہلے دامن اسلام سے پیوستہ ہونے والی خاتون سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 156)

1۔ رب تعالیٰ نے انہیں جبریل امین کے ہاتھ کے ذریعے سرکارِ مہدیؑ تک سلام پہنچایا۔

(المستدرک للحاکم: رقم 4856)

2۔ آپ رضی اللہ عنہا کیلئے جنت میں موتی کے محل کی بشارت دی جہاں شور و غل نہیں ہوگا۔

(بخاری: رقم 1792)

3۔ دنیا میں آپ ﷺ نے انکو جنت کے انگور کھلائے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی: رقم 6098)

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا وصال پینسٹھ (65) سال کی عمر میں معراج سے تین سال قبل ہوا۔ نبی ﷺ نے خود قبر میں اتارا نماز جنازہ نہ پڑھی گئی کیونکہ آپ کا وصال نماز جنازہ کی مشروعیت سے پہلے ہوا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 159)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جبکہ والدہ کا نام ”ام رومان بنت عامر“ ہے جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا ”مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَنْظُرَ اِلَى امْرِءٍ مِّنَ الْخَوَرِ الْعَيْنِ فَلْيَنْظُرْ اِلَى اُمِّ رُؤْمَانَ“ تم میں سے جو چاہتا ہے کہ وہ حور عین کی زیارت کرے وہ ام رومان کو دیکھ لے، یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب انکو لحد میں اتار دیا گیا تھا۔

(المستدرک للحاکم: رقم 6000)

آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبد اللہ تھی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے جو کہ آپ کے بھانجے تھے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 164)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ولادت بعثت سے چار یا پانچ سال بعد ہوئی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 164)

سرکارِ مکی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھ یا سات سال کی عمر میں ہجرت سے دو یا تین سال قبل نکاح فرمایا، رخصتی کے وقت ام المؤمنین کی عمر مبارک نو (9) سال تھی جبکہ نبی ﷺ کے وصال کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اٹھارہ (18) سال تھی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 168)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ازواجِ مطہرات میں سے وہ واحد بیوی ہیں جو مکہ کنواری تھیں۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 174)

آپ کے فضائل کتب حدیث میں بے شمار بیان کیے گئے ہیں چند ایک یہ ہیں۔

1، نکاح سے قبل جبریل امین آپ کی تصویر ریشم کے کپڑے میں لیکر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

(بخاری: رقم 7012)

2، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں نبی ﷺ کی زوجہ ہیں۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 168)

3، ایامِ مرض میں نبی ﷺ نے انکے ہاں قیام فرمایا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 175)

4، آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا دیگر خواتین پر یوں افضل ہیں جیسے شہید تمام کھانوں پر۔

(بخاری: رقم 3433)

5، آپ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے آیتِ تیمم نازل ہوئی۔

6، آپ کی پاکدامنی بیان کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیات نازل فرمائیں۔

7، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو فصیح و بلیغ اور ذہین خطیب نہیں دیکھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 179)

حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما کا وصال سترہ (17) رمضان المبارک

بروز منگل متاول (57) یا اٹھاول (58) ہھ کو مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ نے پڑھائی آپکی وصیت کے مطابق جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 182)

ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ آپ کی والدہ کانام زینب بنت مظعون تھا آپکی ولادت بعثت سے پانچ سال پہلے ہوئی ان دنوں قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 184)

حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما حضرت خنیس بن حذافہ کہی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں جو کہ بدر میں شریک ہوئے زخموں کی شدت کی وجہ سے مدینہ منورہ میں انکا وصال ہوا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 184)

آپ ﷺ نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے ہجرت کے تقریباً تیس

(30) ماہ بعد ماہ شعبان میں نکاح فرمایا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 184)

آپ رضی اللہ عنہما کے بطن اطہر سے نبی ﷺ کی کوئی اولاد نہیں ہے، ان کا وصال ماہ شعبان پینتالیس (45) ہ دوسرے قول کے مطابق اکتالیس (41) ہ میں ہوا۔ نماز جنازہ امیر مدینہ مروان نے پڑھائی اور چند قدم کندھا بھی دیا تھا آپکی میت کو کندھا دینے والے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے پھر مدینہ منورہ جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 184)

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔

آپکا نام ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپکی کنیت ہندیہ بنت قیس والد گرامی کانام ہند والدہ کانام عاتکہ بنت عامر تھا آپکا پہلا نکاح ابوسلمہ سے ہوا جن سے چار بچے سلمہ، عمر، رقیہ اور زینب پیدا ہوئے۔ انہوں نے غزوہ بدر اور احد میں شرکت کی باز و پرتیر لگا ایک ماہ تک علاج جاری رہا ایک سو پچاس (150) سواروں کے ساتھ ”قطن“ کی مہم کی طرف روانہ کیا جن میں اتیس (29) دن

صرف ہوئے واپسی پر وہی تیر کا زخم پھٹنے سے آٹھ (۵) جمادی الثانی چار (۴) ھ میں وصال ہوا۔ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ الفاظ ادا کیے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اَللّٰهُمَّ اجْزِنِيْ فِيْ مُصِيبَتِيْ وَ اَخْلِفْ لِيْ خَيْرَ اَمْنِيْهَا۔

کیونکہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے یہ الفاظ سنے تھے کہ مصیبت کے وقت اگر یہ الفاظ ادا کیے جائیں تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر عطاء فرما دیتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ الفاظ تو ادا کر دیے مگر دل میں تھا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر میرے لیے کون ہو سکتا ہے؟ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو پیغام نکاح بھیجا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رد کر دیا پھر نبی ﷺ نے انکو پیغام نکاح دیا آپ رضی اللہ عنہا نے قبول کر لیا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 187، 188)

پھر سرکار ﷺ نے ماہ شوال چار (۴) ھ میں ان سے نکاح فرمایا حضور ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم پر سیاہ چادر پھیلائی اور یہ دعا مانگی ”اَللّٰهُمَّ الْيَنَکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنَا وَ اَهْلُ بَيْتِيْ“ ”مولائیں اور میری اہل بیت تیری طرف نہ کہ آگ کی طرف“ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میں بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں! ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا ”وَ اَنْتَکِ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ“ ”تم بھی تو اہل بیت سے ہی ہو۔“

(المعجم الکبیر: رقم 2667)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے جناب رسول اللہ ﷺ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ نبی ﷺ نے انکو کربلا کی مٹی عطاء فرما کر کہا جس دن یہ خون ہو جائے تو جان لینا میرا شہزادہ حسین علیہ السلام شہید ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال اکٹھ (61) ھ میں ہوا جب یزید برسر اقتدار تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 191)

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا۔

آپ کا نام رملہ جبکہ کنیت ام حبیبہ تھی والد کا نام ابوسفیان، والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 193)

آپ رضی اللہ عنہا پہلے عبد اللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں ان کے ہاں حبیبہ پیدا ہوئیں۔ ہجرت حبشہ کے دوران آپ کے شوہر عبد اللہ نے نصرانیت قبول کر لی اور اسی پر مر گیا۔ نبی ﷺ نے نجاشی کو لکھ بھیجا کہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا جائے اس نے لبیک کہا۔ چار سو دینار کے بدلے آپ ﷺ کا نکاح کیا اور رکھانے کا پر تکلف اہتمام فرمایا۔ پھر حضرت شریک بن حسنہ رضی اللہ عنہ انکو لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 193)

آپ کو حضور ﷺ سے محبت اس قدر تھی کہ ابوسفیان صلح حدیبیہ کی مدت میں توسیع طلب کرنے کیلئے آئے۔ تو اپنی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس ملنے گئے اور نبی ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگے تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر اٹھا کر دیا ابوسفیان نے کہا بیٹی یہ بستر میرے قابل نہیں یا میں اس لائق نہیں کہ اس بستر پر بیٹھوں؟ (یہ قول اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے) انہوں نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر پاک ہے جبکہ تم ناپاک مشرک آدمی ہو۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 195، 196)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ انہوں نے چوالیس (44) ہ میں وصال فرمایا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 196)

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی کا نام زمعہ اور آپ کی والدہ

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 198)

کا نام شمس بنت قیس تھا۔

آپ ﷺ کے نکاح سے پہلے حضرت سودہ مکران بن عمرو کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے ان کے ساتھ ہی اسلام قبول کر لیا۔ دوسری ہجرت حبشہ کے بعد جب مکہ میں آئے تو انکا وصال ہو گیا عدت گزرنے کے بعد آپ ﷺ نے آٹھ (8) یا دس (10) نبوی کو ان کے ساتھ نکاح کیا اور رخصتی بھی مکہ مکرمہ میں ہو گئی تھی۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 198)

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عمر رسیدگی کی وجہ سے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے رکھی تھی۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 199)

آپ رضی اللہ عنہا کا وصال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخر میں ہوا۔ دوسری روایت کے مطابق آپ کا وصال پچون (54) ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ہوا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 200)

ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔

آپ کے والد گرمی کا نام جحش جبکہ آپ کی والدہ کا اسم گرامی امیمہ بنت عبدالمطلب، جو کہ رسول کریم ﷺ کی چھوٹی چھیلی تھیں۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 201)

انکا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا جو کہ رسول اکرم ﷺ کے ”لے پالک“ بیٹے تھے۔ جب انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہ کو طلاق دے دی تو نبی ﷺ نے انکو پیغام نکاح بھیجا انہوں نے خاموشی اختیار فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”وَنُخَفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ“ (الاحزاب، 37) آپ ﷺ چھپاتے تھے اپنے دل میں ایک چیز تو اللہ تعالیٰ اس کو کھولنا چاہتا ہے۔

یہ نکاح ہجرت کے تیسرے سال ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دیگر امہات المؤمنین پر فخر کیا کرتی تھیں کہ آپ کے نکاح رسول اللہ ﷺ سے آپ کے سر پرستوں نے کیے جبکہ میرا نکاح رب تعالیٰ نے کیا۔ (المختصر النصيح: رقم 2598)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجور پتھر اور گھی کا حلوہ بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے لا کر نبی ﷺ کے سامنے رکھ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم اور فلاں فلاں کو بلا لاؤ۔ ان کے علاوہ بھی جو ملے اسے میرے پاس بلا لاؤ جب سب لوگ آگئے یہاں تک کہ حجرہ بھر گیا آپ ﷺ نے پیالے پر ہاتھ رکھا ”حُكِّمْتُ بِمَا شَاءَ اللَّهُ“ آپ ﷺ نے پڑھا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر فرمایا اسے لوگوں کو کھلاؤ لوگ گروہ درگروہ کھاتے گئے حتیٰ کہ لوگ ختم ہو گئے حلوہ پہلے سے کم نہ ہوا پھر میں یہ تعجب خیز خبر بتانے کیلئے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گیا انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو سارے مدینہ والوں کیلئے کافی فرما دیتا لیکن بتاؤ کتنے صحابہ موجود تھے؟ عرض کی تین سو (300) صحابہ نے تناول فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ، رقم 5658)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے ہاتھ لمبے ہیں، تو ازواجِ مطہرات دیوار کے ساتھ ہاتھ ماسپنے لگیں، آپ ﷺ نے فرمایا میری مراد یہ نہیں بلکہ زیادہ نیکی کرنے والی ہے۔ (مسلم، رقم 2452)

نبی اکرم ﷺ کی اس بشارت سے مراد زوجہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہیں۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے مجھ سے وہ پہلے ملے گی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں ہم ہاتھ ماسپنے لگیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے طویل تھے۔ (مسلم، رقم 2452)

حتیٰ کہ آپ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد امہات المؤمنین میں سے سب پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا عہد فاروقی سن بیس (20) ہجری ۶۰ (53) سال کی عمر میں وصال ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے وصال پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قابلِ ستائش، یتیموں اور یتیموں کی بے مثال دیکھ بھال

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 203، 204)

کرنے والی چلی گئی۔

حضرت زینب بنت خزیمہ الہلالیہ رضی اللہ عنہا۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام خزیمہ جبکہ آپ کی کنیت ام المساکین تھی۔ آپ کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا جو کہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ رضی اللہ عنہا طفیل بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔ عدت کے بعد سرکار ﷺ نے پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے اپنا معاملہ نبی ﷺ کے سپرد کر دیا تو سرکار ﷺ نے بارہ (12) اوقیہ چاندی اور ایک چادر حق مہر کے عوض ان سے نکاح فرمایا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 205)

آپ رضی اللہ عنہا سرکار ﷺ کے کاشانہ انور میں تھوڑی دیر میں ماہ ربیع الاول چھ (6) ہ میں تیس (30) سال کی عمر پر اکبر نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں وصال فرمایا۔ زیادہ سے زیادہ آٹھ (8) ماہ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی معیت میں رہیں۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 206)

حضرت یممونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔

آپ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا جس کو آپ ﷺ نے بدل کر یممونہ رکھا، والد گرامی کا نام حارث والدہ کا نام حندہ بنت عوف تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 207)

حضرت یممونہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے پہلے ابوہریرہ بن عبد العزی، یا ان کے علاوہ کسی اور کے نکاح میں تھیں۔ فتح خیبر کے بعد سرکار ﷺ عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، تو حضرت یممونہ رضی اللہ عنہا نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے اپنے آپ کو سرکار ﷺ کے حضور پیش کر دیا انہوں نے جب اپنا آپ بخضور سرور کوئین ﷺ پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَأَمَّا الْمُؤْمِنَةُ إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ ذُنُوبِ الْمُؤْمِنِينَ۔
(الاحزاب، 50)

اور مؤمن عورتیں اگر اپنے آپ کو نبی اکرم ﷺ کے لیے وقف کر دیں، اگر نبی ﷺ ان سے نکاح کا ارادہ رکھیں تو یہ آپ ﷺ کے لیے حلال ہیں۔ یہ حکم آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا مکہ سے واپسی پر ”سرف“ کے مقام پر ان سے وظیفہ زوجیت ادا کیا یہ ہجرت کا آٹھواں (۸) سال تھا ایک دوسری روایت میں یہ واقعہ پانچ (۵)، یا سات (۷) ہا کا بھی بیان ہوا۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 207)

یہ آخری زوجہ محترمہ تھیں جن سے نکاح کرنے کے بعد آپ ﷺ نے ان سے وظیفہ زوجیت بھی ادا فرمایا۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 209)

حضرت یمکوہ رضی اللہ عنہا کا اسی جگہ مقام ”سرف“ پر تینتیس (33) ہا میں وصال ہوا جہاں آپ ﷺ نے وظیفہ زوجیت ادا فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا مزار پر انوار ویں ہے جہاں نبی اکرم ﷺ کا خیمہ تھا۔ ایک دوسری روایت میں انکا وصال اکٹھ (61) ہا بھی بیان کیا گیا ہے۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 209)

حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔

آپ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا جس سے نبی ﷺ نے تبدیل فرما کر جویریہ رکھ دیا۔ آپ کے والد کا نام حارث بن خرار تھا۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 210)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے پہلے مسافع بن صفوان کی زوجیت میں تھیں وہ حالت کفر میں ہی مرا۔ آپ رضی اللہ عنہا غزوہ بنی مصطلق میں قید ہوئیں اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے انیس (19) اوقیہ پر ان سے مکاتبت کر لی پھر

یہ عرض لیکر نبی ﷺ کے ہاں آئیں تو آپ ﷺ نے انکار کرتا بت ادا کیا۔ پھر آزاد کر کے ان کے ساتھ نکاح فرمایا۔ اور انکے نکاح کی وجہ سے بنو مصطلق کے ایک سو (100) گھرانوں کے اہل کو آزادی نصیب ہوئی اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں کسی عورت کو نہیں جانتی جو اپنی قوم کے لئے برکت کے اعتبار سے جو یہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر ہو۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: رقم 18073)

نکاح کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی آپ کو لینے کیلئے آئے تو آپ ﷺ نے سیدہ جو یہ رضی اللہ عنہا کو اختیار عطا فرمایا جس سے ان کے والد بہت خوش ہوئے جب وہ یہ اختیار کی خبر لیکر حضرت جو یہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے دامن مصطفیٰ ﷺ سے جدائی کا انکار کر کے کہا میں ہرگز نبی ﷺ کو نہیں چھوڑ سکتی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: ج 11، ص 211)

آپ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں غزوہ کیلئے آنے سے تین دن پہلے مجھے خواب آیا مدینہ طیبہ سے چاند آ کر میری گود میں گر گیا میں نے خواب کسی کو بتانا پرندہ جانا جب نبی ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہمیں قیدی بنالیا تو مجھے اپنے خواب کی عملی تعبیر آنے کی امید ہوئی حتیٰ کہ نبی ﷺ نے مجھے آزاد کر کے نکاح فرمایا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: ج 11، ص 211)

حضرت جو یہ رضی اللہ عنہا نے ماہ ربیع الاول چھپن (56)ھ میں وصال فرمایا۔ امیر مدینہ مروان رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی نکاح کے وقت عمر بیس (20) سال جبکہ وصال کے وقت ستر (70) سال تھی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: ج 11، ص 211)

حضرت صفیہ بنت حنی رضی اللہ عنہا۔

آپ کا اسم گرامی صفیہ جب کہ والد کا نام حنی تھا جو کہ قبیلہ بنو نضیر کے سردار تھے جو لوی بن یعقوب پھر حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے آپ کے نسب سے ایک

سو (۱۰۰) نبی علیہم السلام اور ایک سو (۱۰۰) بادشاہ گزرے تھے۔ پھر رب تعالیٰ نے ان کو نبی آخر الزمان ﷺ کے حرم میں داخل فرما دیا۔ آپکی والدہ کا نام برہ بنت سمواں تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج ۱۱، ص ۲۱۲)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پہلے سلام بن مشکم کی زوجیت میں تھیں۔ پھر کنانہ بن ربیع کے نکاح میں چلی گئیں ان سے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ جب نبی ﷺ نے خیر فتح کیا تب آپ کنانہ بن ابی الحقیق کی دہن تھیں۔ اصحاب کی رائے کے مطابق آپ ﷺ نے ان کو آزاد کرنے کے بعد نکاح فرمایا۔ انکی آزادی کو ہی انکا حق مہر ٹھہرا دیا۔ ”الروحا“ کے مقام پر ان سے ولیفہ زوجیت ادا فرمایا اور دسترخوان پر طوہ کا پیالہ رکھ کر ولیمہ فرمایا یہ نکاح شوال سات (۷) ہ میں ہوا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج ۱۱، ص ۲۱۲)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو خواب آیا کہ سورج آپ کے سینے پر آگیا۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے یہ خواب اپنے خاوند کو بتایا تو اس نے کہا بخدا! تو اس بادشاہ کو چاہتی ہے جو ابھی آیا ہے اس خواب کی تعبیر رسول اللہ ﷺ کے نکاح سے پایہ تکمیل کو پہنچی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج ۱۱، ص ۲۱۴)

جب امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت داری کا ان کو طعنہ دیا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں۔ پوچھنے پر وجہ بتائی تو سرکار ﷺ نے فرمایا تم کہو کہ تم مجھ سے بہتر کیسے ہو سکتی ہو؟۔ حالانکہ میرے باپ (ہذا علی) ہارون علیہ السلام میرے چچا موسیٰ علیہ السلام میرے شوہر حضور اکرم ﷺ ہیں۔

(المعجم الاوسط: رقم ۲۵۰۳)

آپکا وصال مبارک پچاس (۵۰) یا باون (۵۲) ہمدینہ منورہ میں ہوا جنت البقیع میں

(سبل الہدی والرشاد: ج ۱۱، ص ۲۱۷)

آرام فرمائیں۔

س: وہ مقدس خواتین جن سے آقا کریم ﷺ نے عقد نکاح فرمایا لیکن مباشرت نہیں کی کتنی

ہیں اور انکے اسماء گرامی کیا ہیں؟

ج: انکی تعداد تقریباً چھبیس (26) ہے۔

خولہ بنت ہزریل	اسماء بنت صلت	اسماء بنت نعمان	امیمہ بنت شرییل
عمرہ بنت یزید	اسماء بنت کعب	آمنہ (فاطمہ بنت ضحاک)	ام حرام
لمی بنت نجدہ	الشبابہ یا الشیب	غزیه (ام شریک)	لیلی بنت خطیم
سابت سفیان	العالیہ بنت ظبیان	فاطمہ بنت ضحاک	لیکہ بنت داؤد
سابت اسماء	عمرہ بنت معاویہ	قتیلہ بنت قیس	ہند بنت زید
الشاہ بنت رفاعہ	عمرہ بنت یزید	ملیکہ بنت کعب کنانیہ	ملیکہ بنت داؤد
شرائع بنت خلیفہ کلبیہ عمرہ بنت یزید الغفاریہ رضی اللہ عنہن			

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 221 تا 231)

س: وہ مقدس خواتین جنہیں آقا کریم ﷺ نے صرف پیغام نکاح دیا تھا مگر نکاح نہ کیا تھا کتنی

ہیں اور انکے اسماء گرامی کیا ہیں؟

ج: انکی تعداد میں اختلاف ہے۔

ام شریک بنت جابر غفاریہ	جرہ بنت حارث	جیبہ بنت سہل	صفیہ بنت بشامہ
جرہ بنت حارث مزنیہ	ضبابہ بنت عامر	سودہ قرشیہ	نعامہ
ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب	خولہ یا خویلدہ بنت حکیم	ام شریک دوسیہ	ام شریک انصاریہ
ام شریک قرشیہ رضی اللہ عنہن			

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 233)

س: وہ خواتین کتنی ہیں اور انکے اسماء گرامی کیا ہیں جنہوں نے آقا علیہ السلام کی طرف پیغام

نکاح بھیجا لیکن سرکارِ مدینہ ﷺ نے قبول نہیں کیا؟

ج: وہ دو خواتین ہیں ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔¹ حضرت امامہ بنت حمزہ 2 عَزَّہ بنت ابی

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 236)

سفیان۔

حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ کی باندیاں

س: آپ ﷺ کی باندیاں کتنی اور کون سی تھیں؟

ج: آپ ﷺ کی چار باندیاں تھیں۔

1 ماریہ قبطیہ 2 حضرت ریحانہ 3 حضرت نفیسہ 4 نامعلوم (رضی اللہ عنہن)

س: آپ کی باندیوں کا مختصر تعارف لکھیں؟

ج: حضرت ماریہ قبطیہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا۔

آپ رضی اللہ عنہا کو مقوقس نے سات (7) ھ میں بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں پیش کیا۔

عالیہ کے مقام پر ٹھہرایا گیا جو کہ مشربہ ام ابراہیم کے نام سے مشہور ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے

بطن سے نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا

وصال سولہ (16) ھ کو ہوا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 219)

حضرت ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا۔

آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق بنو نضیر سے تھا بعض نے کہا بنو قریظہ سے تھا یہ پہلے ایک

شخص حکم کی زوجیت میں تھیں، بنو قریظہ سے قید ہو کر آئیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو حصے

میں ملیں۔ ایک روایت میں نبی ﷺ نے انکو آزاد کر کے بارہ (12) اوقیہ حق مہر کے بدل

چھ (6) ھ میں نکاح فرمایا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ملک یمن

کے طور پر مباشرت کی۔ حضرت ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا کا وصال دس (10) ھ کو ہوا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 219)

اولاد پاک کا بیان

س: آپ ﷺ کی کل اولاد پاک کتنی ہے؟

ج: آپ ﷺ کی کل اولاد پاک جس پر سیرت نگار متفق ہیں وہ چھ⁽⁶⁾ ہے اس کے علاوہ میں اختلاف ہے جبکہ مشہور قول آٹھ⁽⁸⁾ کا ہے۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 16)

س: آپ ﷺ کے بیٹوں کے نام کیا ہیں؟

ج: 1 حضرت قاسم رضی اللہ عنہ 2 حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ (متفق علیہ) 3 حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ 4 حضرت طیب رضی اللہ عنہ (ظاہر) بعض نے یہ دونوں نام حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لقب بھی بیان کیے ہیں۔
(طبقات ابن سعد، (اردو) ج 1، ص 152)

س: حضرت سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ کا تعارف کیا ہے؟

ج: حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے قبل بعثت مکہ میں پیدا ہوئے۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 16)

س: حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال کتنی عمر میں ہوا؟

ج: حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال بروایت حبیب بن مطعم رضی اللہ عنہ دو سال کی عمر میں ہوا جبکہ بعض کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا وصال اتنی عمر میں ہوا کہ آپ جانور پر سواری کیا کرتے تھے۔
(طبقات ابن سعد: ج 1، ص 153)

س: حضرت قاسم کا وصال قبل نبوت ہے یا بعد نبوت؟

ج: حضرت ہشام بن عروہ کہتے ہیں ”إِنَّ الْقَاسِمَ مَاتَ قَبْلَ الْإِسْلَامِ“ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال ظہور اسلام سے پہلے ہوا۔

س: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف بیان کریں؟

ج: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ذوالحجہ آٹھ⁽⁸⁾ ہمدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ساتویں دن

آپ ﷺ نے انکی جانب سے عقیقہ کروا کر بالوں کے ہم وزن چاندی کو صدقہ فرمایا۔
(طبقات ابن سعد: ج 1، ص 154)

س: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دائی کون تھیں؟

ج: آپکی دائیہ نبی ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی سلمیٰ تھیں۔
(طبقات ابن سعد: ج 1، ص 154)

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال کب ہوا؟

جواب: سولہ ماہ کی عمر میں گیارہ (۱۱) ربیع الاول دس (۱۰) ہمدینہ منورہ میں وصال ہوا۔
(طبقات ابن سعد: ج 1، ص 161)

س: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی اور مدفن کیا ہے؟

ج: آپکی نماز جنازہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خود پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا گیا ہے۔
(طبقات ابن سعد: ج 1، ص 161)

س: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف بیان کریں؟

ج: آپکی ولادت بعثت نبوی ﷺ کے بعد ہوئی۔

س: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال کب ہوا؟

جواب: آپکا وصال مکہ مکرمہ میں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے بعد ہوا۔ اسی موقع پر عاص بن وائل سہمی نے طعنہ دیتے ہوئے کہا تھا ”قَدْ انْقَطَعَ وَلَذَهْ فَهَوِ ابْتَر“ آپکی اولاد ختم ہو گئی لہذا ابتر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اسی پر آیت نازل فرمائی ”إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ“ (القرآن: الکوث)
حقیقت میں وہ ابتر ہے جو تیری عیب جوئی کرتا ہے۔
(طبقات ابن سعد: ج 1، ص 152، 153)

س: حضرت طیب رضی اللہ عنہ کا تعارف کیا ہے؟

ج: حضرت طیب رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تعارف نہ مل سکا، ابن اسحاق نے انکو الگ بیٹا شمار کیا جبکہ دیگر سیرت نگاروں نے طیب اور طاہر کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا لقب بتایا ہے۔ اس صورت میں آپ ﷺ کے تین صاحبزادے ہوئے۔ حضرت قاسم، حضرت ابراہیم، حضرت

(طبقات ابن سعد: ج 1، ص 152)

عبداللہ رضی اللہ عنہم۔

س: آپ ﷺ کی شہزادیاں کتنی تھیں؟

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 16)

ج: آپ ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں۔

س: آپ ﷺ کی بیٹیوں کے نام بتائیں؟

ج 1: سیدہ زینب 2 سیدہ رقیہ 3 سیدہ ام کلثوم 4 سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 16)

س: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا تعارف کیا ہے؟

ج: آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں میں سب سے بڑی بیٹی تھیں جو مکہ میں پیدا ہوئیں جو ان عمری میں شادی کی اور انکے بطن اطہر سے اولاد بھی ہوئی بعد میں ہجرت کی سعادت بھی حاصل کی تھی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 29)

س: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کن سے کب ہوا؟

ج: آپ کا نکاح آپکے خالہ زاد ابوالعاص بن ریح جن کا نام لقیط ہے ان سے قبل نبوت مکہ مکرمہ میں ہوا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 29)

جب ابوالعاص قید ہو کر دربار نبی ﷺ میں آئے تو فدیہ میں حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے وہ ہار بھیجا جو ان کو رخصتی کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ رسول ﷺ اسے دیکھ کر آبدید ہو گئے۔ اصحاب کے مشورہ سے انہیں اس شرط پر آزاد کیا گیا کہ وہ مکہ جا کر حضرت زینب کو مدینہ روانہ کر دیں گے پھر سات (7) ہ کو ابوالعاص بن ریح مدینہ منورہ آ کر مسلمان ہوئے اور سرکار ﷺ نے ان کے ساتھ رخصت کر دیا اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً انیس (29) سال تھی۔

(سبل الہدی، ج 11، ص 30)

س: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد تھی؟

ج: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ سے ایک بیٹا علی ہے جو کہ بلوغت کے قریب فوت ہو گئے اور ایک بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا تھیں جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد نکاح فرمایا تھا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 31)

س: آپ رضی اللہ عنہا کا وصال کب اور کیسے ہوا؟

ج: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال آٹھ (۸)ھ کے اوائل میں سواری سے گرائے جانے کی وجہ سے ہوا دشمن کے گرانے سے آپ کا حمل ساقط ہو گیا اسی درد کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئیں اسی وجہ سے آپ کو شہیدہ کہا جاتا ہے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 31)

س: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو غسل کس نے دیا؟

ج: آپ کو غسل حضرت ام ایمن، حضرت سودہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن نے دیا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 31)

س: آپ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

ج: خود نبی ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے شوہر ابو العاص کے ساتھ ملکر لحد میں اتارا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 31)

س: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا تعارف کرائیں؟

ج: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنات رسول اللہ ﷺ میں سے وہ عورت والی شہزادی ہیں جن کو دو ہجرتیں یعنی حبشہ و مدینہ کرنے کی سعادت حاصل ہے۔ آپ پہلے عتبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تقریباً تین سال رہیں لیکن رخصتی نہیں ہوئی۔ جب ابو لہب کی مذمت میں قرآن کی سورت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے عتبہ بن ابی لہب سے شہزادی کی طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ اسی پر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے بھی مطالبہ کیا تو جدائی ہوئی۔

(سبل الہدی: ج 11، ص 32، اسد الغابہ: ج 3، ص 1518)

س: ظہور اسلام کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کن کے نکاح میں آئیں؟
ج: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح بعثت کے تین سال بعد تقریباً دس سال کی عمر میں
وحی خدا کے مطابق خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا اصحاب میں یہ جوڑا قابل
رشتہ تھا۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 33)

س: اس جوڑے کی کوئی خاصیت بیان فرمائیں؟
ج 1: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت حبشہ
کی تو کچھ دیر آپ ﷺ کو ان کی ظاہری خیریت معلوم نہ ہوئی آپ ﷺ مکہ سے باہر نکل کر ان
کے بارے لوگوں سے سوال کرتے ایک عورت نے جب ان کی خیریت کے بارے خبر
دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”صَحِبَهُمَا اللَّهُ أَنْ عُثْمَانَ أَوَّلَ مَنْ هَاجَرَ بِأَهْلِهِ بَعْدَ لَوْطِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ“ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے بے شک عثمان رضی اللہ عنہ اس امت میں پہلے
شخص ہیں جو لو ط علیہ السلام کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ: ج 3، ص 1518)

2 پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے نبی ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید
رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر گوشت دیکر واپسی پر پوچھا اسامہ بتاؤ کیا آپ
نے ان سے بڑھ کر کوئی حسین جوڑا دیکھا؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول
اللہ ﷺ میں نے جب انکو دیکھا تو رشتہ کی وجہ سے دیکھتا ہی رہ گیا۔

(معجم الکبیر للطبرانی: رقم 97)

س: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے کوئی اولاد تھی؟
ج: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حبشہ میں ایک بیٹا
پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ رضی اللہ عنہ تھا مرغ کے آنکھوں میں چونچ مارنے کی وجہ سے

دو (2) یا چھ (6) سال کی عمر میں وصال ہوا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 34)

س: کیا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال کب ہوا؟

ج: سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہجرت کے سترہ (17) ماہ بعد غزوہ بدر سے واپسی کے دن وصال ہوا انہی کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے مگر آپ کی خدمت کی وجہ سے مال غنیمت سے حصہ اور ثواب برابر حاصل کیا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 34)

س: حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا تعارف کروائیں؟

ج: حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا یہ نام نبی ﷺ نے خود رکھا۔ اس کے علاوہ آپ کا کوئی اور نام نہیں رکھا آپ مکہ میں بعثت سے چار سال قبل پیدا ہوئیں، ہجرت مدینہ کی سعادت سے سرفرازی حاصل کی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح بعثت کے سال یا قبل ابولہب کے بیٹے عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا۔ بعثت کے تین سال بعد جدائی لے لی گئی تھی یہ طلاق بھی رخصتی سے پہلے لے لی گئی تھی۔ اس طلاق کے وقت تقریباً عمر مبارک سات (7) سال بنتی ہے جو کہ رخصتی کے لیے مناسب نہیں ہے۔

(اسد الغابہ فی معرفة الصحابة: ج 3، ص 1518)

س: آپ کا دوسرا نکاح کن سے ہوا؟

ج: سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح ماہ ربیع الاول تین (3) ہجرت تقریباً انیس (19) سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 36)

س: سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال کب ہوا؟

ج: آپ کا وصال ہجرت کے نویں سال ماہ شعبان میں ہوا۔ نبی ﷺ نے خود نماز جنازہ

پڑھائی حضرت علی، حضرت فضل اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم نے لحد میں اتارا جبکہ نبی ﷺ قرآنور کے قریب بیٹھ گئے۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 36)

س: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تعارف بیان کریں۔؟

ج: سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول ﷺ کی شہزادیوں میں سے سب سے چھوٹی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا قبل بعثت مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ پیار فرماتے سفر پر جاتے ہوئے سب سے آخر میں ملتے واپسی پر سب سے پہلے سیدہ سلام اللہ علیہا کے گھر کرم فرما ہوتے تھے۔ اور فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور فرمایا! فاطمہ میری امت کی عورتوں کی سردار ہے جبکہ آپ کے اخلاق سے رسول اللہ ﷺ کی سیرت جھلکتی تھی اور یہی وہ رازدار صابرا دی تھیں جنکو نبی ﷺ نے اپنے اہل بیت میں سب سے پہلے ملاقات کی بشارت عطا فرمائی۔
(ترمذی: رقم 3878، 3882)

س: آپ سلام اللہ علیہا کا نکاح کن سے کب ہوا۔؟

ج: سیدہ خاتون جنت کا عقد پندرہ (15) سال اور پانچ ماہ کی عمر میں ہجرت کے دوسرے سال مدینہ منورہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 37)

س: سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا مہر کیا تھا۔؟

ج: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ خاتون جنت کے لیے اونٹ بیچ کر چار سو اسی (480) درہم حق مہر کے طور پر دیئے۔ دوسری روایت میں اونٹ کی بجائے زرّہ کا تذکرہ ہے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 38)

س: سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا جہیز کیا تھا۔؟

ج: آپ رضی اللہ عنہا کا سامان جہیز حق مہر کی رقم سے تیار کیا گیا جس میں ایک چارپائی جو کہ ریسوں سے بنی ہوئی تھی، ایک چادر، ایک تکیہ جن میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے اور

ایک مشکیزہ پر مشتمل تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 40)

س: فاتون جنت رضی اللہ عنہا کی کوئی خاصیت بیان فرمائیں؟

ج: آپکے عقد ظاہری کے خواص میں ایک یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا ہے میں چاہتا ہوں میری امت کے لئے نکاح کے وقت کھانا کھانا سنت بن جائے۔ ایک بکری، چار یا پانچ مد آنالو، پکا کر پیالے میں ڈالو مہاجرین و انصار کو دعوت دیکر مجھے بتاؤ تعمیل حکم ہوئی۔ پیالہ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے پیالے کی چوٹی پر انگلیاں ماریں اور فرمایا کہ لوگوں کو گروہ درگروہ داخل کرو ایسا ہی کیا گیا جب مرد حضرات فارغ ہو گئے پیالہ واپس لایا گیا آپ ﷺ نے اس میں لعاب دہن ڈال کر دعاء برکت فرمائی اور فرمایا اسے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے پاس لے جاؤ انہیں کہو وہ خود بھی کھائیں اور دیگر عورتوں کو بھی کھلائیں۔

(مصنف عبد الرزاق: رقم 9782)

س: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال کب ہوا؟

ج: تین رمضان المبارک گیارہ (۱۱)ھ بروز منگل آپ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 49)

س: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد پاک کتنی اور کون کونسی ہے؟

ج: آپ کی کل اولاد چھ (۶) تھی۔ تین بیٹے ۱ امام حسن ۲ امام حسین ۳ امام محسن (بچپن میں وفات پا گئے) تین بیٹیاں ۱ سیدہ زینب ۲ سیدہ ام کلثوم ۳ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہن۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 50، 51)

آپ ﷺ کا لباس مبارک آپ ﷺ کی ٹوپیاں

س: کیا نبی ﷺ اکیلی ٹوپی پہنتے تھے؟

ج: عام طور پر عمامہ شریف باندھتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا ”إِنَّ الْفَرْقَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِيسِ“ (ترمذی، رقم 1784) ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہے، لیکن کبھی کبھی اکیلی ٹوپی بھی پہنتے تھے حضرت ابن عمر سے روایت ہے ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَلْبِسُ قَلَنْسُوَةً بَيْضًا۔ (معجم الکبیر: رقم 13920)

کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

س: آپ ﷺ کے پاس مشہور کتنی ٹوپیاں تھیں؟

ج: آپ ﷺ کی مشہور ٹوپیاں یہ تھیں

۱۔ قلنسوة بيضا مصرية سفیدی مصری ٹوپی

۲۔ قلنسوة برد حبرة، اس کی جگہ بعض نے ”قلنسوة لاطئة“ کا ذکر کیا ہے

۳۔ ”قلنسوة ذات آذان“ حلقوں والی ٹوپی۔

۴۔ ”قلنسوة اسماط“ چمڑے کی ٹوپی جس میں سوراخ تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 284)

آپ ﷺ کی دستار مبارک

س: آپ ﷺ کے عمامہ شریف کارنگ کیا تھا؟

ج: زیادہ تر آپ ﷺ کی دستار مبارک کارنگ سیاہ ہوتا تھا اور اس کا شملہ دونوں کاندھوں کے

درمیان لٹکا ہوتا تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 271)

غزوہ بدر میں آپ ﷺ نے زعفرانی (زر) عمامہ شریف پہنا ہوا تھا

س: آپ ﷺ کے عمامہ کا نام کیا تھا؟

ج: آپ ﷺ کے عمامہ شریف کا نام ”سحاب“ تھا۔ (الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص 69)

آپ ﷺ کی چادر

س: کیا نبی ﷺ عمامہ شریف کے اوپر چادر کا استعمال فرماتے تھے؟

ج: سرکار ﷺ چادر کے ساتھ اپنے چہرے کو ڈھانپ لیتے تھے، حضرت عبد السلام بن حرب

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ چادر مبارک اوڑھتے تھے اور آپ ﷺ نے اس

چادر کے بارے فرمایا ”هَذَا ثَوْبٌ لَا يُؤْذَى شَكْرُهُ“ (ابن سعد: ج 1، ص 155)

یہ ایسا کپڑا ہے جس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

س: کیا سرکار ﷺ نے سبز عمامہ شریف باندھا؟

ج: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اکثر سفید جبکہ کبھی کبھی سیاہ اور سبز

دستار مبارک باندھا کرتے تھے۔ (ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، ص 3)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سفید کپڑوں اور سبز عمامہ کا

تصور باندھو۔ (کلیات امدادیہ)

س: عمامہ شریف کے اوپر اوڑھی جانے والی چادر کا نام کیا تھا؟

ج: متعدد چادروں میں سے ایک چادر کا نام فتح تھا اسکے علاوہ آپ ﷺ کی دو چادریں تھیں

1۔ ”بلدہ“ یہ وصال کے وقت آپ ﷺ کے اوپر تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی

زیارت کروایا کرتی تھیں۔

2۔ ”نموزہ“ اس میں نماز پڑھنے کے بعد ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنی چادر میری

چادر سے تبدیل کر لو، انہوں نے عرض کی آپ ﷺ کی چادر میری چادر سے اُلی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس میں سرخ دھاریاں ہیں ”فَخَشِيتُ اَنْ اَنْظُرَ اِلَيْهَا فَتَفْتِنَنِي فِي صَلَاتِي“ کہیں اس کو دیکھنا نماز کے خُشوع میں خلل نہ پیدا کر دے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 310)

آپ ﷺ کی قمیص

س: آپ ﷺ کی قمیص مبارک کیسی تھی؟

ج: عام طور پر آپ ﷺ قمیص مبارک ایسی پہنتے جس کی لمبائی زیادہ ہوتی تھی یعنی ٹخنوں کے قریب جبکہ کم لمبائی والی قمیص بھی زیب تن فرمائی ہے۔ یعنی قمیص کی آستین چھوٹی مگر طول میں زیادہ ہوتی اور کم لمبائی والی قمیص کی آستین کف تک ہوتی تھی اور قمیص مبارک کو جیب بھی لگی ہوتی تھی جب کہ قمیص کا کوئی مخصوص نام نہیں ہے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 294)

آپ ﷺ کا جبہ

س: آپ ﷺ کے استعمال ہونے والے جبوں کے اوصاف بیان کریں؟

ج: آپ ﷺ کے جبہ مبارک مختلف اوقات میں مختلف اوصاف کے حامل رہے۔

1- ”جُبَّةُ الرُّومِيَّةِ“ یہ تنگ آستین والا جبہ تھا کہ وضو کرتے ہوئے آپ ﷺ نے بازو مبارک نیچے سے نکال کر وضو کیا۔

2- ”جُبَّةُ الشَّامِيَّةِ“ اس کا درمیانی حصہ کشادہ تھا۔

3- ”جُبَّةُ حُلَيْيَا لِسِه“ یہ ایک خاص قسم کے کپڑے کا بنا ہوا تھا حضرت اسماعیلی اللہ عنہما کے پاس یہی جبہ تھا جسے دھو کر مریضوں کو پلاتی تھیں۔

4- ”جُبَّةُ سُنْدِسِيَّةِ“ یہ ریشم کا بنا ہوا جبہ تھا آپ نے پھر اتار کر جبرہ کی چادر اوڑھ لی اور فرمایا دنیا میں جس نے ریشم پہن لی آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے۔

5۔ ”جَبْنَةُ مِنْ صُوفٍ“ یہ اون سے بنا ہوا جبہ تھا۔

6۔ ”جَبْنَةُ حَمَوَاءٍ“ یہ سرخ رنگ کا جبہ تھا جس میں دوسرے رنگ کی آمیزش تھی۔

7۔ ”جَبْنَةُ مُزَوَّرَةٍ بِالْذَّبِيحِ“ یہ ایسا جبہ تھا جس پر ریشم کا کچھ کام ہوا تھا دشمن سے نبرد آزما ہوتے وقت اسے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔
(سبل الہدی: ج 7، ص 297 تا 299)

آپ ﷺ کا حلہ مبارک

س: آپ ﷺ کے زیر استعمال رہنے والے طوں کے اوصاف بیان کریں؟

ج: حلہ آپ ﷺ کا پلندہ لباس تھا اسی لیے آپ ﷺ نے مہنگے داموں خریدا بھی اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے خرید کر تحائف بھی پیش کیے۔

1۔ حلہ یَمْنِيَه۔ اکثر زیب تن فرماتے تھے

2۔ حلہ حَمَوَاء۔ یہ سرخ دھاری دار حلہ تھا، جسے پہن کر آپ بہت حسین لگتے تھے حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسی حلہ میں دیکھ کر کہا تھا ”فَلَهُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ“
آپ ﷺ میرے نزدیک چاند سے بھی زیادہ حسین ہیں۔
(ترمذی: ج 2، ص 722)

3۔ حلہ حَبْرَہ۔ دھاری دار حلہ جو کہ آپ ﷺ نے عرفہ کی رات کو استعمال فرمایا۔

4۔ حلہ ذِي يَزْن۔ یہ حلہ تین سو دینار کے عوض حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے خرید کر آپ ﷺ کو پیش کیا تھا۔

5۔ حضرت عبد اللہ بن حارث سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے تائیس (27) اونٹنیوں کے عوض ایک حلہ خرید کر زیب تن کیا۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 300)

آپ ﷺ کا تہہ بند اور شلوار

س: آپ ﷺ کو شلوار اور تہہ بند میں سے کون سا لباس پسند تھا؟

ج: آپ ﷺ نے شوار کو پسند فرمایا جیسا کہ منیٰ میں آپ ﷺ نے محرمہ عبدانی سے دراہم کے بدلے شوار خریدی تھی اور اسے فرمایا ”زَنْ وَازْجَع“ وزن کرا اور پلڑا جھکا۔

(ترمذی، رقم 1305، ابو داؤد، رقم 3336، 3337)

ظاہر بات ہے یہ شوار آپ ﷺ نے پہننے کے لیے ہی خریدی تھی، جب کہ عام طور پر آپ ﷺ نے از ارہی باندھا۔ وصال ظاہری کے وقت بھی تہہ بند ہی زیب تن تھا۔

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے لیے ایک مومائینی تہہ بند نکالا اور ایک چادر ”الملبدہ“ بھی ساتھ تھی۔ اور فرمایا اللہ کی قسم وصال کے وقت نبی ﷺ نے یہ پہنی ہوئی تھیں۔

(بخاری، رقم 3108)

س: آپ ﷺ کے کسی ایک از ارکانام بتائیں؟

ج: ”بودہ“ جس کے کنارے پر کشیدہ کاری کی ہوئی تھی۔ ایک عورت نے یہ چادر ہبہ کی تھی ایک صحابی کی خواہش پر آپ ﷺ نے اتار کر اسے عطا فرمادی۔

س: آپ ﷺ کے تہ بند کی لمبائی چوڑائی کتنی ہوتی تھی؟

ج: مختلف تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق لمبائی چار ذراع ایک بالشت چوڑائی ایک ذراع ایک بالشت تھی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 306)

آپ ﷺ کے پسندیدہ رنگ

س: رنگوں میں سے نبی ﷺ کے پسندیدہ رنگ کون سے تھے؟

ج: آپ ﷺ نے کچھ رنگ پسند فرمائے اور کچھ ناپسند۔

1۔ ”الخصرہ“ سبز رنگ، حضرت انس سے روایت ہے ”كَانَ أَحَبَّ الْأَلْوَانِ إِلَى رَسُولِ

(مسند البیاض: رقم 7234)

اللَّهِ الْخَضْرَاءُ“ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ سبز رنگ پسند تھا۔

حضرت یعلیٰ بن امیہ سے روایت ہے کہ ”رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ

مُضْطَبِعًا بِبَزْدٍ أَخْضَرَ“ (ابوداؤد: رقم 1863) میں نے آپ ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے سبز رنگ کی دو چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ کے پاس سبز چادر تھی جس کو آپ ﷺ وفود سے ملاقات کے وقت پہنتے تھے۔

2- ”الاحمر“ اس سے دھاری دار سرخ مراد ہے یہ رنگ آپ ﷺ خاص مواقع پر استعمال فرماتے، جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ بُرْدَةَ الْأَحْمَرِ فِي الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ“ (سنن کبریٰ: رقم 5984)

کہ نبی ﷺ عیدین اور جمعہ کے روز سرخ چادر استعمال فرماتے تھے۔

3- ”البياض“ سفید رنگ آپ ﷺ خود بھی زیب تن فرماتے جیسے کہ حضرت طارق بن عبد اللہ محارب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ”الربذة“ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم مدینہ کے قریب اترے ایک صاحب ہمارے پاس تشریف لے آئے ”وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ“ (مصنف ابن ابی شیبہ: رقم 37917) آپ ﷺ پر سفید چادریں تھیں، اور اصحاب کو سفید کپڑے پہننے کی ترغیب بھی دیتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”عَلَيْكُمْ بِالشَّيَاطِ الْبَيْضِ فَالْبَسُوْهَا أَحْيَاءَكُمْ وَكَفَّنُوْا فِيْهَا مَوْتَكُمْ“ (مسند ابی یعلیٰ: رقم 2410) کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم سفید کپڑے کو لازم پکڑو اپنے زندوں اور مردوں کو بھی سفید ہی بہناؤ۔

4- ”الاسود“ سیاہ رنگ، عمامہ شریف نبی ﷺ تو اکثر سیاہ رنگ کا استعمال فرماتے تھے، لیکن کبھی کبھی سیاہ چادر بھی اوڑھ لیا کرتے تھے حضرت عبد اللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَسْقَى وَعَلَيْهِ خُمِيصَةٌ سَوْدَا“ (نسائی: رقم 1507) اللہ کے نبی ﷺ نے نماز استسقاء کے وقت سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی۔

5 ”صفرا“ سرخی مائل پیلا، زعفرانی رنگ، چونکہ نبی ﷺ زعفران کو پسند فرماتے تھے، اسی لیے اپنے کپڑے بھی اسی سے رنگوا لیتے تھے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے کبل مبارک کو بھی زعفران سے رنگا ہوا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نبی ﷺ کی زیارت کی ”وَعَلَيْهِ تَوْبَانِ مَضْبُونَانِ بِالذَّغْفَرَانِ رِذَاءً وَعِمَامَةً“ (مسند ابی یعلیٰ: رقم 6789) اور آپ ﷺ پر دوزعفران سے رنگے ہوئے کپڑے تھے ایک چادر اور ایک عمامہ۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 312)

آپ ﷺ کے (نعلین) جوتے

س: آپ ﷺ کے نعلین کی جامع صفات بیان کریں۔

ج: آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں جوتے پہنے اکثر تسمہ والے جوتے ان کی جامع صفات تین تھیں۔

(معجم ابن عربی: رقم 2099)

1۔ ”مَعْقَبَه“ ایڑی والے

2۔ ”مُخَصَّرَه“ باریک تلوے والے

(مصنف ابن ابی شیبہ: رقم 24942)

3۔ ”مَلَسَنَه“ زبان نما

یہ تینوں صفات ایک ہی جوتے میں جمع ہوتی تھیں۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 317)

آپ ﷺ کی پسندیدہ خوشبوئیں

س: رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ خوشبوؤں کے نام بتائیں؟

ج: نبی ﷺ خوشبوؤں کے محتاج نہیں تھے، بلکہ ہر خوشبودر مصطفیٰ ﷺ سے معطر ہونے کی بھیک مانگتی ہوئی نظر آتی تھی۔ اس کے باوجود نبی ﷺ خوشبو کو بھی پسند فرماتے اور استعمال بھی کیا کرتے تھے کیونکہ چار چیزیں انبیاء کی سنن میں سے ہیں۔

1۔ غلتہ 2۔ مِساوک 3۔ نکاح 4۔ خوشبو (مصنف عبدالرزاق: رقم 10390)

خوشبو اگر پیش کی جاتی تو نبی ﷺ نے اس کو رد نہیں فرماتے بلکہ ہمیشہ قبول فرماتے اور قبول کرنے کا حکم ارشاد فرماتے تھے (ترمذی: رقم 2789) جب کہ آپ ﷺ کی پسندیدہ خوشبوئیں یہ تھیں۔

1۔ ”الْحِثَاءُ“ مہندی کے پھول کی خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اور اس کے بارے میں فرمایا ”سَيَذَرِيحَانِ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْحِثَاءُ“ (مصنف ابن ابی شیبہ: رقم 33990) حنا کی کٹی اہل جنت کے پھولوں کی سردار ہے۔

2۔ ”ذَكَوَةُ الطَّيْبِ“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا یہ کونسی خوشبو تھی آپ نے فرمایا ”مَشْكُوعٌ عَنِّي“ ہے۔ (نسائی: رقم 5116)

3۔ ”سَكَّةُ“ یہ عام استعمال ہونے والی خوشبو تھی۔ (ابوداؤد: رقم 4162)

4۔ ”ذَوْبِرَةٌ“ مختلف خوشبوؤں کا مجموعہ حجۃ الوداع کے موقع پر استعمال کی۔ (بخاری: رقم 5930)

5۔ ”عود“ اس کی خوشبو آپ ﷺ کو محبوب تھی۔

6۔ ”قَمَارِي“ یہ عود کی قسم جو آپ ﷺ کو بہت پسند تھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”كَانَ أَحَبَّ الْعُودِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ الْقَمَارِي“ (شرح معانی الآثار: 3595) کہ آپ ﷺ کو عود میں سے قماری پسند تھی۔

7۔ ”الْعَالِيَةِ“ شاہ نجاشی رضی اللہ عنہ نے دربار مصطفیٰ ﷺ میں یہی خوشبو دیدی کی تھی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 337)

(مسند احمد: رقم 12546)

8۔ ”الْفَاغِيَةِ“

(مصنف ابن ابی شیبہ: رقم 26331)

9۔ ”الْخُلُوقِ“

آپ ﷺ کی انگوٹھی

س: کیا آپ ﷺ نے انگوٹھی پہنی ہے؟

ج: آپ ﷺ نے خطوط پر مہر لگانے کے لیے انگوٹھی بنوائی کیونکہ امراء بغیر مہر کے خطوط قبول نہیں کرتے تھے۔ اسی لیے آپ ﷺ کے بعد خلفاء اور اصحاب رسول ﷺ نے بھی اپنے اپنے نقش لکھوائے تھے۔

س: آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نقش مبارک کیا تھا؟

ج: آپ ﷺ کی چاندی کی انگوٹھی پر تین لائنوں میں ”مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ“ کندہ تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش ”نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰهُ“ تھا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش ”اَذْكُرْثِ الْمَوْتَ يَا عَمْرُو“ تھا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش مبارک ”بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ“ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش ”اللّٰهُ الْمَلِكُ“ تھا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش ”لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ“ تھا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش ”عَمْرُوْ مِنْ بِاللّٰهِ مُخْلِصًا“ تھا۔

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر، مترجم، ص 70)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کا نقش ”اَسَامَةُ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ“ تھا۔

(سبل الہدی والرشاد، ج 11، ص 341)

س: کیا اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے گینے والی انگوٹھی بھی پہنی ہے؟

ج: بعض اوقات گینے والی انگوٹھی بھی پہنتے مگر گینے تھیلی کی طرف کرتے تھے۔

س: اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو کسی انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے؟

ج: آپ ﷺ انگوٹھی چھنگلیا (بے چوٹی انگلی) میں اور کبھی اس کے برابر والی انگشت میں پہنتے تھے۔ جب کہ نگینہ انگوٹھی ہاتھ کی اندرونی جانب کیا کرتے تھے۔

س: آپ ﷺ کی انگوٹھی کے نگران کون تھے؟

ج: آپ ﷺ کی انگوٹھی مبارک کے نگران حضرت معقیب بن ابی قاطمہ دوسی رضی اللہ عنہ تھے۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 400)

آپ ﷺ کے کھانے کا بیان

آپ ﷺ نے جن جانوروں کا گوشت تناول فرمایا

س: آپ ﷺ نے کن کن جانوروں کا گوشت تناول فرمایا؟

ج: نبی ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف جانوروں کے گوشت تناول فرمائے۔

1- ”لَحْمُ شَاةٍ“ بکری کا گوشت آپ ﷺ کو بہت مرغوب تھا، (مسلم رقم 194) پھر اس میں بکری کی دستی کو بہت پسند فرماتے تھے، جب یہ دستی پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”وَأَقْرَبُ الشَّاةِ إِلَى الْخَيْرِ وَأَبْعَدُهَا مِنَ الْأَذَى“ (سنن کبریٰ رقم 6624) یہ بکری کا وہ حصہ ہے جو بھلائی کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اذیت میں سب سے زیادہ دور ہے۔

2- ”الْقَدِيدُ“ گوشت کے خشک ٹکڑے آپ ﷺ تناول فرماتے تھے۔ (بخاری رقم 2092)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ ایک درزی کے ہاں دعوت پر تشریف لے گئے ”فَقَرَّبَ إِلَيْهِ خُبْزًا مِّنْ شَعِيرٍ وَمِزْقًا فِيهِ ذُبَابٌ وَقَدِيدٌ“ (بخاری رقم 2092) اس نے آپ ﷺ کے لیے جوئی روٹی، شوربہ اور خشک گوشت کے ٹکڑے تیار کیے ہوئے تھے۔

3- ”الْكُرَاعُ“ پائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ”كُنَّا نَرْفَعُ الْكُرَاعَ

فَيَأْكُلُهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ“ (ترمذی، رقم الحديث 1511) ہم پائے نبی ﷺ کے لیے بچا لیتے

تھے جنہیں آپ ﷺ تناول فرماتے تھے۔

4۔ ”الشِّمَاءُ“ بھنا ہوا گوشت، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ”أَنَّهَا قَرَّبَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَكَلَّ مِنْهُ“ (سنن نسائی: رقم 183) انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں پہلو کا بھونا ہوا گوشت پیش کیا آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔

5۔ ”لَحْمُ الْجُزُورِ“ اونٹ کا گوشت، آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں اونٹ کا گوشت تناول فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے سو (100) اونٹ پیش خدمت کیے آپ ﷺ نے تریہ ٹھ (63) اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح کیے پھر ہر اونٹ میں سے ایک ایک ٹکڑا لیا پھر اس کو ہنڈیا میں پکایا گیا۔

”فَاكَلْ رَسُولُ اللَّهِ وَ عَلِيٌّ مِنْ لَحْمِهَا وَ شَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا“ (مسلم: رقم 1218)

نبی ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تناول فرمایا اور شوربہ پیا۔

6۔ ”سَمَكُ الْبَحْرِ“ مچھلی کا گوشت نبی ﷺ نے تناول فرمایا۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم ضبط کے سریہ پر روانہ ہوئے ہمیں بھوک تھی سمندر نے ہمارے لیے مچھلی پھینکی جو کہ پہاڑ کی طرح تھی جس کو عنبر کہا جاتا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہڈی لی جس کے نیچے سے بندہ گزر سکتا تھا، اور اس کی آنکھ کی جگہ پانچ بندے کھڑے ہو سکتے تھے جس میں سے کھایا اور تیل استعمال کیا، مدینہ طیبہ پہنچ کر اس کا تذکرہ دربار مصطفیٰ ﷺ میں پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا ہے اور فرمایا اگر موجود ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ ”فَاتَاهَا بَعْضُهُمْ بِشَيْءٍ فَاسْكَلَهُ“ ہم لیکر آئے آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔

(بخاری: رقم 4362)

7۔ ”الْجَزَادُ“ ”ٹڈی“ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن مجھے ٹڈی لینے بھیجتی تھیں میں لیکر آتا نبی ﷺ کے لیے اسے تیل میں بھونا جاتا ”نَمَمَ

يُطْعَمُونَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، پھر آپ ﷺ اسے تناول فرماتے تھے۔ ابن ابی اوفی کہتے ہیں میں چھ یا سات غزوات میں آپ کے ساتھ شریک ہوا ”فَكُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَزَاءَ“ (بخاری رقم الحدیث 5495) ہم نبی ﷺ کے ساتھ ٹڈی کھایا کرتے تھے۔

8 ”لَحْمُ الْجَاغِ“ مرغی کا گوشت آپ ﷺ نے تناول فرمایا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ لَحْمَ الدَّجَاغِ“ (بخاری رقم الحدیث 5517) میں نے نبی ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا۔

9- ”لَحْمُ الْجَبَّارِ“ سرخاب حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”أَكَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جَبَّارِي“ (ابوداؤد رقم الحدیث 3797) ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا 10- ”لَحْمُ الْأَرْنَبِ“ خرگوش حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے، مقام ظہران پر خرگوش دیکھا، میں نے اس کو پکڑ لیا حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ نے پتھر کی چھری سے ذبح کیا میں نے اسے بھونا حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ نے ایک ران دے کر مجھے نبی ﷺ کے پاس بھیجا ”فَقَبِلَهَا وَأَكَلَهَا“ آپ ﷺ نے اسے قبول کیا اور تناول فرمایا۔

(بخاری رقم الحدیث 2572)

11- ”لَحْمُ الْحَبَلِ“ چکور کا گوشت نبی ﷺ نے تناول فرمایا (الطب النبوی لابی نعیم رقم 689) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں بھونا ہوا چکور پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے یہ دعا مانگی۔

”اللَّهُمَّ أَنْتَ بِي بَاحِبٌ خَلَقْتَكَ إِلَيَّ يَا كُلِّ مَعِي هَذَا الطَّيْرُ“ (ترمذی رقم الحدیث 3730)

اے اللہ میرے پاس اپنے محبوب بندے کو بھیج تاکہ میرے ساتھ وہ یہ پرندہ کھائے، اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آگئے آپ ﷺ کے ساتھ تناول فرمایا۔

12- ”لَحْمُ شَاوِمِنَ الْأَرْدَى“ پہاڑی بکری کا گوشت۔

حضرت حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پہاڑی بکری کا شکار کیا اور بھون کر دربار مصطفیٰ ﷺ میں پیش کیا آپ ﷺ نے قبول فرمایا اور تناول فرمایا، اور مجھے انعام کے طور پر عَدَنیہ عمامہ عنایت عطا فرمایا اور پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا حازم آپ ﷺ نے فرمایا ”لَسْتُ بِحَازِمٍ وَلَكِنَّكَ مُطْعَمٌ“ تیرا نام حازم نہیں مطعم ہے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 192)

13۔ ”الْمُغْ“ ”دماغ“ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایک پلیٹ اور پیالہ دماغ کا پیش کیا آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کیا میں نے چالیس جانور ذبح کیے ہیں میں نے چاہا کہ آپ کو دماغ سے سیر کروں۔ آپ ﷺ نے تناول بھی فرمایا اور دعاؤں سے بھی نوازا عبیران نے جب یہ روایت سنی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اولاد کو بہت سارا مال دیا اور ساتھ میں کہا ”اَكْفَانِي وَلَدُ سَعْدٍ عَنْ فِعْلِهِ بِرَسُولِ اللَّهِ“ (المجالسة و جواهر العلم: رقم 2230)

میں حضرت سعد کی اولاد کو ان کے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اس عمل کی جزا دے رہی ہوں جو انہوں نے دربار مصطفیٰ ﷺ میں چالیس جانوروں کا مغز پیش کیا تھا۔

14۔ ”لَحْمُ الضَّانِ“ ”بھیر کا گوشت“ بھیڑ کا گوشت بھی نبی ﷺ نے تناول فرمایا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 191)

س: آپ ﷺ کو کس حصہ کا گوشت پسند تھا؟

ج: سب سے زیادہ مرغوب آپ ﷺ کے نزدیک بکری کا گوشت تھا پھر اس کے دو حصے آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھے۔

1۔ ”لَحْمُ الذَّرَاعِ“ ”دستی کا گوشت“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا آپ ﷺ نے دستی اٹھالی کیونکہ آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھی۔

(سنن کبریٰ نسائی: رقم 6624)

2۔ ”لَحْمُ الظَّهْرِ“ (پشت کا گوشت) حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے

نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”خَيْرَ اَوْ اَطْيَبَ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ“ (مسند الحمیدی: رقم 549) سب سے بہترین یا عمدہ گوشت پشت کا گوشت ہے۔

آپ ﷺ نے جو کھانے تناول فرمائے

س: آپ ﷺ نے جو کھانے تناول فرمائے ان کا تعارف بتائیں؟

ج: نبی ﷺ نے ہمیشہ صاف ستھرے کھانے ہی پسند فرمائے کیونکہ آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص نفیس الطبع نہیں ہو سکتا، بہت سارے کھانوں کا تناول فرمانا احادیث سے ثابت ہے، جن کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ ”الطَّفِيشَلُ“ (صلوہ) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے صلوہ کا پیالہ بھیجا ”قَرَأَ بَنَهُكَهَا فَهَئِكَذَا لَمْ يَرَهُ يَنْهَكَ غَيْرَهَا“ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 194) میں نے دیکھا آپ ﷺ اسے بڑے شوق سے تناول فرما رہے تھے میں نے اس کے علاوہ کسی شے کو اتنی رغبت سے تناول فرماتے ہوئے نہیں دیکھا۔

2۔ ”هَرِيسَه“ یہ گندم کے دانے کوٹ کر اس میں گوشت ملا کر تیار کیا جاتا۔ حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ”كُنَّا نَعْمَلُ لِرَسُولِ اللَّهِ الْهَرِيسَ فَنَزَلَهُ يُعْجِبُهُ“ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 194) کہ ہم نبی ﷺ کے لیے ہرِیسہ تیار کرتی تھیں کیونکہ یہ آپ ﷺ کو بے حد پسند تھا۔ پسندیدگی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کبھی کبھی بارگاہ رسالت ﷺ میں ہرِیسہ بھیجا کرتے تھے، جس دن آپ ﷺ کو انتظار ہوتا فرماتے ”هَلْ جَاءَتْ قُصْعَةُ اسْعَدَ“ کیا اسعد کا پیالہ آیا ہے؟ ہم عرض کرتے جی! آپ ﷺ فرماتے هَلَمْؤُا! پھر وہ پیالہ لے آؤ۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 194)

3۔ ”الْحَيْسُ“ کھجور، پنیر اور گھی سے تیار شدہ صلوہ کو کہا جاتا ہے، آپ ﷺ شوق سے تناول

فرماتے، یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضور ﷺ تشریف لائے میں نے عرض کیا حمیس کا پیالہ آیا تھا میں نے آپ ﷺ کے لیے کچھ چھپا رکھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا لے آؤ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے تو صبح روزہ رکھا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”إِنَّمَا مِثْلُ صَوْمِ التَّطَوُّعِ مِثْلُ الرَّجُلِ يُخْرِجُ مِنْ مَالِهِ صَدَقَةً إِنْ شَاءَ أَمْضَاهَا وَإِنْ شَاءَ حَبَسَهَا“ (مسلم رقم 1154) نفلی روزہ کی مثال اس نفلی صدقہ کی سی ہے جس کو انسان چاہے تو آگے بھیج دے چاہے تو روک لے۔

4۔ ”وطبة“ کھجور سے گٹھلی نکال کر اسے دودھ میں گوندھ کر یہ کھانا تیار کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے ”فَقَرَّبْنَا إِلَيْهِ طَعَامًا وَوَطْبَةً فَأَكَلَ مِنْهَا“ (مسلم رقم 2042) آپ ﷺ کے پاس کھانا اور وطبة رکھا گیا تو آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

5۔ ”جَشِيشَهْ یا دَشِيشَهْ“ اس کو تیار کرنے کے لیے گندم کو مونٹا مونٹا کر پکایا جاتا ہے پھر اس میں گوشت یا کھجور (یعنی میٹھا بنانے کے لیے کھجور اور نمکین بنانے کے لیے گوشت) ڈال کر تیار کیا جاتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”صَنَعْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَّازَةً فِيهَا دَشِيشَةٌ“ (سنن کبریٰ للنسائی رقم 6585) کہ ہم نے آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا جس میں دَشِيشَهْ تھا۔

6۔ ”حَمْرِيَّة“ دودھ سے تیار شدہ مٹھائی، عصیدہ۔ 1۔ بر آٹے سے بنایا جاتا تھا، حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی خادمہ روایت کرتی ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے لیے حریرہ تیار کرتی تھیں جس سے آپ ﷺ تناول فرماتے ایک دن اصحاب رسول ﷺ نے بھی ساتھ کھایا تھوڑا سا حریرہ بچا۔ آپ ﷺ نے ایک گزرنے والے اعرابی کو یاد فرمایا اس نے وہ بچا ہوا حریرہ اٹھا کر ہاتھ پر رکھ لیا آپ ﷺ نے فرمایا ”صُعْهَاتِمُ قُلُوبِ بَسْمِ اللَّهِ وَكُلُّ مَنْ أَدْنَاهَا فَشِيعَ

مِنْهَا وَفَضَّلَ مِنْهَا فَضْلَةً“ (المعجم کبیر رقم 761) اسے رکھ اور بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنے قریب سے کھا، جس کی برکت یہ ہوتی کہ وہ اعرابی سیر بھی ہو گیا حریہ کچھ بچ بھی گیا۔
7۔ الثَّرِيدُ، روٹی میں سالن یا گھی ملا کر بنائی جانے والی چوری۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الثَّرِيدُ مِنَ الْخُبْزِ وَالثَّرِيدُ مِنَ الْحَنِيسِ“ (ابو داؤد رقم 3783) نبی ﷺ کو روٹی اور حیس کا ثرید بہت پسند تھا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے میں نے دربار مصطفیٰ ﷺ میں ثرید کا پیالہ پیش کیا اور عرض کی میری امی نے بھیجا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ”بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ وَفِي أَفْكَ“ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری ماں کو برکت دے اصحاب کو بلا کر ثرید کو تناول فرمایا۔

8۔ ”الْحَبْنُ“ پنیر توک میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے چھری سے کاٹ کر تناول فرمایا (ابو داؤد رقم 3819) دوسری روایت میں ہے عرض کی گئی یہ مجوس اور عیسائیوں کا کھانا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”ضَعُوفُهَا السَّكِينُ وَادْكُزُوا اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى وَكُلُّوا“ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم 24427) اس میں چھری رکھو اور اللہ تعالیٰ کا نام لیکر کھاؤ۔

9۔ ”خُبْزُ الشَّعِيرِ مَعَ الْإِهَالَةِ الشَّبِخَةِ“ جو کی روٹی کو پگھلی ہوئی چربی کے ساتھ ملا کر تناول فرمایا۔
(سنن کبریٰ نسائی رقم 6602)

10۔ ”الْخَزِيرَةُ“ خاص قسم کا حلوہ، حضرت عتبہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے عذر پیش کیا کہ میری بینائی کمزور ہو گئی ہے جب سیلاب میرے اور میری قوم کے درمیان حائل ہو جاتا ہے تو میرے لیے عبور کرنا مشکل ہو جاتا ہے آپ ﷺ میرے گھر تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھ دیں تاکہ میں اسے مصلیٰ بنالوں۔ آپ ﷺ تشریف لائے میری مطلوبہ جگہ پر آپ نے دو رکعت نماز

پڑھی۔ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ یہ نماز ادا کی ”ثُمَّ اخْتَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرَةٍ صَنَعَتْ لَهُمْ“
(ابن ماجہ رقم 754) میں نے آپ ﷺ کو خزیرہ کے لیے روک لیا جو کہ میں نے آپ ﷺ کے
لیے تیار کیا تھا۔

11۔ ”الزُّبْدُ مَعَ التَّمْرِ“ مکھن کو کھجور کے ساتھ ملا کر تناول کیا جاتا ہے۔

حضرت بسر رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹے روایت کرتے ہیں کہ ”فَقَدِمْنَا إِلَيْهِ زُبْدًا وَتَمْرًا
وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمَرَ“ (ابو داؤد رقم 3837) آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم
نے آپ کی بارگاہ میں مکھن اور کھجور پیش کی کیونکہ آپ مکھن اور کھجور پسند فرماتے تھے۔

12۔ ”اللَّبَنُ بِالتَّمْرِ“ دودھ کو کھجور کے ساتھ ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُسَمِّي التَّمْرَ وَاللَّبَنَ
الْأَطْيَيْنَ“ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم 24552) نبی ﷺ دودھ اور کھجور تناول فرماتے اور اور
اس کا نام ”الطَّيْنِ“ رکھا۔

13۔ ”الْفَلْفَلُ وَالذَّيْتُ“ زیتون کے تیل پر کالی مرچ ڈال کر تناول فرمانا۔

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس حضرت حسن بن علی،
عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم آئے، اور عرض کیا آج ہمیں وہ کھانا کھلاؤ جو
نبی ﷺ پسند فرمایا کرتے تھے حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے جو کی روٹی پکائی زیتون کے تیل
پر کالی مرچ چھڑک بطور سالن دیا اور کہا ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُحِبُّ هَذِهِ وَيُحْسِنُ أَكْلَهَا“
(معجم کبیر رقم 759) حضور ﷺ کو یہ کھانا بہت پسند تھا اور آپ ﷺ اسے محبت سے تناول
فرماتے تھے۔

14۔ ”الْحَلْوَى وَالْعَسَلُ“ حلوا اور شہد، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ”وَكَانَ
رَسُولُ اللَّهِ يُحِبُّ الْحَلْوَى وَالْعَسَلَ“ (بخاری رقم 5431) کہ حضور ﷺ حلوا اور شہد کو پسند

فرماتے تھے۔

15۔ ”الْمَقْنُ“ بیٹھا گوئد۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر بن عبد الملک نے حضور ﷺ کے پاس بیٹھے گوئد کا ایک گھڑا پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ایک ایک ٹکڑا اصحاب میں تقسیم کیا۔ پھر حضرت جابر کو ایک ٹکڑا اور عطا فرمایا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ مجھے مزید عطا فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”هَذِهِ لِبَنَاتِ عَبْدِ اللَّهِ“ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم 333442) یہ عبد اللہ کی بیٹیوں کے لیے یعنی آپ کی بہنوں کے لیے ہے۔

16۔ ”الْخَبِيصُ“ شہد گئی اور گندم ملا کر تیار کیا جانے والا علوہ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دربار مصطفیٰ ﷺ میں غنیمت کا پیالہ پیش کیا آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کی ”يَا رَسُولَ اللَّهِ تَصْنَعُهُ الْأَعَاجِمُ مِنَ الْبَرِّ وَالسَّمَنِ وَالْعَسَلِ تَسْمِيهِ الْخَبِيصُ قَالَ فَآكُلْ“ (مسند الحارث رقم 539) نبی ﷺ اسے عجی لوگ گندم گھی اور شہد سے تیار کرتے ہیں جسے غنیمت کہا جاتا ہے راوی کہتے ہیں آپ ﷺ نے سن کر یہ تناول فرمایا۔

17۔ ”الشُّكْرُ“ شکر۔ موسیٰ بن جعفر اپنے اجداد سے روایت کرتے ہیں ”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ بِطَيْخًا بِسُكَّرٍ“ کہ بے شک نبی ﷺ نے شکر کے ساتھ خربورہ یا تر بوز تناول فرمایا۔

18۔ ”الْحَلَّ“ سرکہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ”كَانَ أَحَبَّ الصَّبَاغِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْحَلَّ“ (الطب النبوی لابن نعیم رقم 901) کہ رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ سالن سرکہ تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”نِعْمَ الْأَدَمُ أَوِ الْأَدَامُ الْحَلَّ“ (مسلم 2051) سرکہ بہترین سالن ہے۔

19۔ ”السُّوْبِقُ“ ستو۔ حضرت سدید بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم

غیر کے لیے نکلے تو مقام صہبا پر آپ ﷺ نے زاوراہ منگوایا ”فَلَمْ يَوْتَ إِلَّا بِسَوْيِقٍ“ (سنن کبریٰ للنسائی: رقم 6666) صرف متو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں چایا ہم نے بھی ایسا ہی کیا پھر آپ ﷺ نے اور ہم نے کلی کی، اور نماز مغرب ادا کی۔
20۔ ”الْتَمَزَ بِالْخَبِزِ“ کھجور کے ساتھ روٹی تناول فرمانا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا پھر کھجور کو اس ٹکڑے پر رکھا اور فرمایا ”هَذِهِ اِذَا مَ هَذِهِ“ (ابوداؤد: رقم 3830) یہ کھجور روٹی کا سالن ہے۔

21۔ ”الْتِمْسِمِ“ تل اسے کب کہتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی عیادت کی تو آپ ﷺ جب دراز گوش سے نیچے اترے تو ”وَقَرَّبَ اِلَيْهِ شَيْئًا مِّنْ سِمْسَمٍ وَشَيْئًا مِّنْ تَمْرٍ حَتَّى اِذَا اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَزَادَ اَنْ يَقُوْمَ دَعَا لَهٗ“ آپ ﷺ کے لیے تل اور کھجور پیش کیے گئے آپ ﷺ نے تناول فرمائے جب اٹھنے لگے تو اس کے لیے دعا فرمائی

(الطب النبوی: رقم 837)

22۔ ”الْتَمَسْنِ وَالْاَقِطُ“ گھی اور پنیر۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس گھی پنیر اور گوشت پیش کی گئی ”فَاَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَالْاَقِطِ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْاَضَاطِ تَقْدَرًا“ (بخاری: رقم 2575) آپ ﷺ نے گھی اور پنیر کو تناول فرمایا لیکن گوشت تناول نہ فرمائی۔

آپ ﷺ کے پسندیدہ پھل

س: آپ ﷺ کیا پھل دیکھ کر ادا شکر کیسے بجالاتے تھے؟

ج: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ

کی خدمت میں نیا پھل پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی چشمان مقدس پر پھیرا اپنے ہونٹوں پر لگایا اور یہ الفاظ کہے ”اللَّهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوْلَاهُ أَرِنَا آخِرَهُ“ (الدعوات الکبیرہ رقم 514) اے اللہ! تو نے جس طرح ہمیں اس پھل کی ابتدا دکھائی ایسے ہی اس کی انتہا بھی دکھا دے پھر وہ پھل کسی بچے کو عطا فرمایا جو اس وقت قریب تھا۔

س: آپ ﷺ کے پسندیدہ پھل کون کون سے تھے؟

ج: آپ ﷺ نے ان پھلوں کو رغبت کے ساتھ تناول فرمایا

1۔ ”الْتَمَرُ“ کجور سے اتنی محبت تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ”عَائِشَةُ إِذَا جَاءَ الزَّطَبُ فَهَنَنْتَنِي وَإِذَا ذَهَبَ فَعَزُّوْنِي“ جب کجور آئے مجھے خوشخبری دینا جب جب جائے تو میرے ساتھ افسوس کرنا۔ (مسند البزاز: رقم 6953)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ”كَانَ أَحَبَّ التَّمْرِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ الْعَجْوَةَ“ (الطب النبوی: رقم 845) کہ آپ ﷺ کو کجوروں میں سے سب سے زیادہ پسند عجوہ تھی اور فرمایا ”بَيْتٌ لَا تَمْرٌ فِيهِ جِنَاغٌ أَهْلُهُ“ (مسلم: رقم 2046) جس گھر میں کجور نہیں اس کے اہل بھوکے رہتے ہیں۔

2۔ ”الْعَنْبُ“ انگور حضرت زید العنسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَحِبُّ مِنَ الْفَاكِهَةِ الْعَنْبَ وَالْبَطِيخَ“ کہ آپ ﷺ کو پھلوں میں انگور اور تربوز زیادہ پسند تھے۔ (الطب النبوی: رقم 808)

3۔ ”الْتَيْنِ“ انجیر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں انجیر کا طبن پیش کیا گیا آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کھاؤ ”فَلَوْ قُلْتُ إِنَّ فَاكِهَةً نَزَلَتْ مِنَ الْجَنَّةِ بِلَا عَجَمٍ لَقُلْتُ هِيَ التَيْنِ“ (الطب النبوی: رقم 467) اگر میں کہتا کہ کوئی کوئی پھل جنت سے اترا ہے جس میں گٹھلی نہیں ہے تو میں کہتا کہ وہ انجیر ہے۔

4۔ ”الذَّبِيبُ“ کشمش حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ تین بار سلام کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آہستہ آواز سے جواب دیا سرکار ﷺ واپس ہو لیے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جا کر عرض کیا کہ آہستہ آواز سے جواب اس لیے دیتا تھا تاکہ آپ ﷺ زیادہ سلامتی کی دعا کریں ”فَقَرَّبَ إِلَيْهِ رَبِّيَافَاكُلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ“ (جامع معمر بن راشد، رقم 19425) آپ ﷺ کے سامنے کشمش پیش کی گئی آپ ﷺ نے تناول فرمائی۔

5۔ ”السَّفَرُ جَلُ“ بھی دانہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں بھی دانہ پیش کیا جو وہ طائف سے لے آئے تھے تو آپ ﷺ نے تناول فرمایا اور کہا ”إِنَّهُ لَيَذْهَبُ بِطَحَاةِ الصَّدْرِ وَيَجْلُو الْفَوَادَ“ یہ سینے کی گھٹن کو دور کرتا ہے اور دل کو صاف کرتا ہے۔

6۔ ”الزَّمَانُ“ انار۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى بِزَمَانٍ يَوْمَ عَرَفَةَ فَاكُلَ“ یوم عرفہ آپ ﷺ کی خدمت میں انار پیش کیا گیا آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔ (مسند کبیری، رقم 2830)

7۔ ”الثَّوْتُ“ شہتوت۔ حضرت براہن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ ثَوْتًا فِي فُصْعَةٍ“ کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ پیالہ میں توت تناول فرما رہے تھے۔

8۔ ”الْكَبَاثُ“ بیلو۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہم مرا الظہران کے مقام پر بیلو کا پھل چن رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُ“ کالے بیلو چننا بہت لذیذ ہوتے ہیں۔ (بخاری، رقم 3406)

9۔ ”الزَّنَجِيلُ“ ”سونٹھ“ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہندوستان

کے کسی بادشاہ نے آپ کے پاس کچھ تحائف بھیجے ”فَكَانَ فِيْمَا اَهْدٰى لَهٗ جَزَءٌ فِيْهَا رَنْجَبِلٌ فَاَطْعَمَ كُلَّ اِنْسَانٍ قِطْعَةً قِطْعَةً وَّ اَطْعَمَنِيْ قِطْعَةً“ (المعجم الاوسط: رقم 2416) ان تحائف میں گھڑا سونھ کا بھی تھا آپ ﷺ نے ان میں سے ہر ایک موجود صحابی کو ایک ایک ٹکڑا دیا مجھے بھی عنایت فرمایا۔

10۔ ”الْفُسْتُقُ وَاللُّوزُ“ پتہ اور بادام۔ حضرت دجیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں شام سے واپس آیا ”وَاهْدَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَكِهَةً يَابِسَةً مِّنْ فُسْتُقٍ وَلُّوزٍ وَكَعْكَبٍ“ تو میں نے دربار مصطفیٰ ﷺ میں خشک میوہ جات میں سے پتہ بادام اور کیک پیش کیے آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی ”اَللّٰهُمَّ اِنْتَبِیْ بِاَحَبِّ اَهْلِيْ یَا کُلُّ مَعِیْ“ اے اللہ! میرے اہل خانہ میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ ترین شخص کو لے آتا کہ وہ میرے ساتھ کھاتے اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آگئے آپ ﷺ نے فرمایا چچا قریب ہو جاؤ انہوں نے بیٹھ کر یہ تناول فرمائیں۔

11۔ ”الْجَمَّازُ“ کھجور کا گابھہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا ”فَرَأَيْتُهُ یَا کُلُّ جَمَّازًا“ میں نے دیکھا آپ ﷺ کھجور کا گابھہ تناول فرما رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا میں ایسے درخت کو دیکھتا ہوں جو ہر وقت مومن کی طرح پھل دیتا رہتا ہے۔

(معجم کبیر: رقم 13515)

12۔ ”الرُّطْبُ مَعَ الْبَطِيخِ“ کھجور کے ساتھ خربوزہ کھانا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَا کُلُّ الرُّطْبِ بِالْبَطِيخِ“

(ابن ماجہ: رقم 3326)

بے شک نبی ﷺ تر کھجور تر خربوز کے ساتھ کھاتے تھے۔

13۔ ”الْقَنَاءُ“ کٹڑی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحِبُّ الْقَنَاءَ“ (ترمذی فی الشمائل 102) کہ آپ ﷺ کو کٹڑی پسند تھی۔

آپ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب بھی کھیر ا تناول فرماتے تو نمک لگا کر کھاتے تھے اور کبھی تر کھجور کے ساتھ بھی کھیر ا تناول کر لیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کی پسندیدہ سبزیاں

س: آپ ﷺ کی پسندیدہ سبزیاں کون کون سی تھیں؟

ج: آپ ﷺ کو ناپسندیدہ خوشبو والی سبزیاں پسند نہیں تھیں، جیسا کہ ”پیاز“ جن کی خوشبو اچھی ہوتی اس کو پسند فرمایا کرتے تھے زیادہ پسندیدہ سبزیاں یہ تھیں

1۔ ”الْبَصْلُ الْمَطْبُوخُ“ (پکے ہوئے پیاز)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ”أَخَذَ طَعَامٌ أَكَلَهُ كَانَ فِيهِ الْبَصْلُ إِنَّهُ كَانَ مَشْوِيًّا فِي قَنْدَرٍ مَطْبُوعًا“ (ابوداؤد رقم 3829) آپ ﷺ کا آخری طعام پیاز تھا جس کو ہنڈیا میں ڈال کر پکا لیا گیا تھا۔

2۔ ”الْبَقْلُ“ ساگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ الْبَقْلُ“ (المستدرک رقم 7116) کہ آپ ﷺ کو ساگ بہت پسند تھا۔ نوٹ یہ لفظ بھی بقل کے معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔

3۔ ”الْبَلْقَاسُ“ ”اروی“ دولابی نے کہا اہل ایلم نے آپ ﷺ کی خدمت میں اروی پیش کی آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا اور عجیب جانتے ہوئے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ زمین کی چربی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ”أَنَّ شَحْمَةَ الْأَرْضِ لَطِيْبَةٌ“ زمین کی چربی کتنی عمدہ ہے۔

4۔ ”الذَّبَابُ“ کدو حضور ﷺ کی پسندیدہ سبزی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

”كَانَ أَعْجَبَ الطَّعَامِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ الدَّبَا“ کہ جو کی روٹی اور کدو کا شوربہ پیش کیا گیا میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ پیالے کے ارد گرد کدو تلاش کر رہے تھے تو میں نے کدو تلاش کر کے آپ ﷺ کے سامنے رکھے میں خود نہیں کھا رہا تھا ”فَلَمْ أَزَلْ أَحِبُّ الدَّبَا مِنْ يَوْمَئِذٍ“ اس دن سے میں بھی کدو سے محبت کرنے لگا۔ (بخاری: رقم 2092)

5۔ ”السُّلْقُ“ چھتر کی جڑوں میں پیسے ہوئے جو ڈال کر پکانا پھر زیتون کا تڑکا لگا نا پھر کالی مرچ کا پوڑ ڈال کر تیار کردہ سالن۔

ام منذر روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ان کے ساتھ حضرت علی بھی تھے، ہمارے انگور لٹکے ہوئے تھے حضور ﷺ تناول فرمانے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کھانے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ تم نہ کھاؤ تم ابھی صحت یاب ہوئے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ رک گئے اتنے میں سلق لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا ”يَا عَلِيُّ مِنْ هَذَا فَاصْبِرْ فَإِنَّهُ أَوْفَقَ لَكَ“ اے علی! یہ کھاؤ یہ تمہاری طبیعت کے موافق ہے۔ (شرح السنة: رقم 2863)

وہ کنوئیں جہاں آپ ﷺ نے پانی استعمال فرمایا

س: وہ کون کون سے کنوئیں ہیں جہاں پانی سرکار ﷺ نے استعمال فرمایا؟
ج: عربی میں کنوئیں کہلئے لفظ بئر استعمال ہوتا ہے پھر انکی نسبت جگہوں یا قبیلوں کی طرف کردی جاتی ہے جو کہ بعد میں ان ناموں سے مشہور ہو جاتے تھے۔

1 بئر اریس۔

یہ ایک یہودی کی طرف منسوب تھا، قدیم شامی زبان میں فلاں کہلئے لفظ اریس بولا جاتا تھا یہ کنواں مسجد قباء کے قریب تھا جو کہ مدینہ منورہ کے شیریں کنوؤں میں سے ایک ہے۔
جسکی وجہ یہ کہ اسکا پانی اتنا تم تھا کہ ایک گدھا پی لیتا تو اسکا پانی ختم ہو جاتا آپ ﷺ نے پینے

کیلئے اس کنویں سے پانی منگوایا اس سے وضو فرمایا پھر اس پانی میں لعاب دہن ڈال کر فرمایا اس پانی کو کنویں میں ڈال دو اس کے بعد پانی کبھی ختم نہ ہوا۔

2. بئر اعواف۔

اعواف بڑے پتھر کو کہتے ہیں، اس کنویں کے کنارے پر آپ ﷺ نے وضو فرمایا مستعمل پانی کنویں کے اندر داخل ہو گیا جسکی برکت سے اسمیں ایک جڑی بوٹی پیدا ہو گئی راوی کے بقول بوقت روایت تک موجود تھی۔

3. بئر انا۔

اسے بعض نے انا بھی پڑھا ہے ابن اسحاق نے کہا ”لَمَّا اتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَنِي قُرَيْظَةَ نَزَلَ عَلَى بئرٍ مِنْ آبَارِهَا وَثَلَاثُ حُقِّ النَّاسِ وَهِيَ بئرُ اَنَا“۔ نبی ﷺ نے جب بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تو آپ ﷺ کا خیمہ اس کنویں کے قریب تھا تو آپ نے اس کنویں سے پانی نوش فرمایا۔

(سبل الہدی والرشاد، ج 7، ص 222)

4. بئر انس۔

زمانہ جاہلیت میں اس کا نام ”الابروہ“ تھا اسکی نسبت حضرت انس بن مالک بن نضر کی طرف ہے اور اسے بئر ابی انس بھی کہتے تھے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور ہمارے گھر تشریف رائے۔ ”فَحَلَبْنَا لَهُ شَاةً لَنَأْتَمَّ شَبْتَهُ مِنْ بئرِ نَاهِذِهِ فَأَعْطَيْنَاهُ“ ہم نے بکری کا دودھ نکالا پھر اسے اپنے کنویں کے پانی میں ڈال کر پیش کیا۔

ابن شیبہ نے روایت کیا ”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ مِنْ بئرِ أَنَسٍ“ بے شک اللہ کے نبی ﷺ نے بئر انس کا پانی نوش فرمایا۔

(سبل الہدی والرشاد، ج 7، ص 223)

5. بئر اہاب۔

یہ کنواں الحارہ کے مقام پر واقع ہے حضرت سعد بن عثمان رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں تھا ایک مرتبہ آپ ﷺ تشریف لے گئے وہاں انکے بیٹے حضرت عباد رضی اللہ عنہ کو کھنگھی کرتے دیکھا تو آپ ﷺ جلدی واپس تشریف لے گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آتے ہی پوچھا یہاں کوئی آیا تھا؟ انہوں نے علیہ انور بتایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جلدی ان سے جاملوہ تو محبوب خدا ﷺ تھے۔ حضرت عبادہ نکلے حتیٰ کہ ملاقات ہو گئی آپ ﷺ نے ان کے سر انور پر ہاتھ رکھ کر برکت کی دعا فرمائی جس کی برکت یہ ہوئی، فَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ وَمِائَتَيْنِ، کہ اسی سال کی عمر میں وصال ہوا، اور ابھی بڑھاپا انکے قریب بھی نہ گیا تھا۔ ابن زبالہ کہتے ہیں ”وَشَرِبَ مِنْهَا وَتَوَضَّأَ“ کہ آپ نے پانی بھی پیا اور وضو بھی فرمایا دوسری روایت میں ہے ”وَبَصَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَنِيهَا“ کہ آپ ﷺ نے اس میں کلی بھی کی تھی۔ ابن زبالہ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ بہت محبوب جانتے تھے۔

لَمْ يَزَلْ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَتَّبِعُونَ كُؤُوبَهَا، وَيَشْرَبُونَ مِنْ مَاءِهَا وَيَنْقُلُ إِلَى الْإِثَاقِ مِنْهَا كَمَا يَنْقُلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَيُسَمُّونَهَا زَمْزَمَ أَيْضًا لِيُؤْكِلَهَا‘ (سبل الہدی، ج 7، ص 224)

اہل مدینہ اس سے برکت حاصل کرتے تھے۔ اس کا پانی پیتے اور اپنے گھروں کو لے جاتے جیسا کہ آب زمزم لے جایا جاتا ہے اور اس پانی کی برکت کی وجہ سے اسے بھی آب زمزم کہتے تھے۔

6 بنو الصقر۔

بعض الماء يصا سے مشتق جو کا معنی ہے ٹپکنا یہ کنواں قباء کے راستہ پر بقیع کے قریب تھا ایک دن سرکار ﷺ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ سرکار ﷺ کے حکم پہ پیری کے پتے پیش کئے جنہیں لیکر کنویں کی طرف تشریف لے گئے ان پتوں اور اس کنویں کے پانی سے زلف عنبریں کو سنوارا، اور مستعمل پانی کو اس کنویں میں

(سبل الہدی والرشاد، ج 7، ص 224)

ڈال دیا۔

7 بشر بضاعۃ۔

ابوسعید المعلیٰ سے روایت ہے کہ ”اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْرَبُ مِنْ بَشْرِ بَضَاعَةٍ وَبَصَقَ فِيْهَا وَبَرَكَ فِيْهَا“ آپ ﷺ نے اس بشر بضاعہ سے پانی پیا اسمیں کلی کی اور اسکو برکت والا بنایا۔ اور اسکی برکت تھی کہ آپ کے زمانہ میں اگر کوئی بیمار ہو جاتا اسکو حکم دیتے اغسلوہ من بَضَاعَةٍ۔ بشر بضاعہ سے غسل کرو۔ فَيَغْسِلُ حُلَّ مِنْ عِقَالٍ“ وہ نہاتے ہی بیماری سے آزاد ہو جاتا۔

(سبل الہدی والرشاد، ج 7، ص 225)

8 بشر جمل۔

یہ وادی عقیق کے آخر میں کنواں تھا۔ اس میں اونٹ گر کر مر گیا تھا جسکی وجہ سے اسکا نام جمل (اونٹ) مشہور ہوا یا پھر اس کے کھودنے والے کا نام ”جمل“ تھا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ بشر جمل کی طرف گئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ اس کنویں میں داخل ہوئے اصحاب کہتے ”لَا نَتَوَضَّأُ حَتّٰی نَسْأَلَ بِلَالًا لَا كَيْفَ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَسَحَ عَلٰی الْخُفَيْنِ وَالْخِمَارِ“ کہ ہم اس وقت تک وضو نہیں کریں گے جب تک یہ نہ پوچھ لیں کہ آپ ﷺ نے وضو کیسے فرمایا اور موزوں اور عمامہ پر مسح کیسے کیا۔

(سبل الہدی والرشاد، ج 7، ص 226)

9 بشر حاء۔

یہ کنواں بھی ایک شخص کی طرف منسوب ہے یہ کنواں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں تھا جو کہ مدینہ منورہ کے قریب ہے ”كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٌ“ سرکار ﷺ اسمیں تشریف لائے اس سے پانی بھی نوش فرمایا۔ جب قرآن مجید کی آیت ”لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ“ (ال عمران: 92) نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ

رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی میرا پسندیدہ مال بزماء ہے۔ یہ قبول فرمائیں آپ نے فرمایا اس کو اپنے خاندان کے غریبوں میں وقف کر دو انہوں نے اپنے عزیزوں میں اس کو وقف کر دیا۔
(سبل الہدی والرشاد، ج 7، ص 226)

10 بئر خلوف۔

یہ کنواں اس گلی میں تھا جس میں حضرت آمنہ بنت سعد رضی اللہ عنہا کا گھر تھا۔ اسی لئے اس گلی کو زقاق طوف کہا جاتا تھا اس کنویں کے قریب آپ نے کم و بیش اتیس راتیں بسر کیں، یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے ایلاء کیا ہوا تھا۔

11 بئر ذرع۔

اسے بئر بنی ختمہ بھی کہا جاتا تھا۔ ابن زبالہ کہتے ہیں کہ آپ بنی ختمہ کی جانب گئے انکی مسجد میں نماز پڑھی ”ثُمَّ مَضَى إِلَى بَيْرِهِمْ ذُرْعَ فَجَلَسَ فِي قَفْهَاتِهَا فَتَوَضَّأَ وَبَصَّقَ فِيهَا“ پھر ان کے کنواں ذرع کی جانب تشریف لے گئے اسکی منڈیر پر بیٹھ گئے اس سے وضو کیا اور اس میں اپنا لعاب دہن بھی ڈالا۔
(سبل الہدی والرشاد، ج 7، ص 227)

12 بئر رومہ۔

یہ بھی وادی عقیق میں واقع ہے جو کہ مزنیہ کے ایک شخص کی ملکیت تھا وہ اسکا پانی بیچا کرتا تھا۔ ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا کون یہ بہترین صدقہ کرے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خرید کر وقف کر دیا۔ جب سرکار ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے دعائی ”اللّٰهُمَّ اَوْجِبْ لَهُ الْجَنَّةَ“ اے اللہ! ان کیلئے جنت کو واجب فرما۔ پھر آپ نے ڈول منگوایا اس سے پانی پیا۔
(سبل الہدی والرشاد، ج 7، ص 227)

13 بئر سقیاء۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَسْقِي لَهُ الْمَاءَ

العَذَابِ مِنَ بَشَرِ الشَّقِيَاءِ“ کہ آپ ﷺ بزرگوار کا میٹھا پانی نوش فرماتے تھے۔
14 ”بشر العقبہ۔

یہ وہی کنواں ہے جس میں آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اپنی ٹانگیں لٹکائی تھیں۔ اگرچہ یہ بزرگوار کے بارے بھی منقول ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ بزرگوار میں انگوٹھی گری تھی ”العقبہ“ میں حضرات شیعین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ٹانگیں لٹکائی تھیں۔
(سبل الہدی والرشاد، ج 7، ص 228)

15 بشاری غنیہ۔

بدر کھلتے جاتے ہوئے اس مقام پر لشکر کو روک کر بچوں کو واپس مدینہ بھیجا اگرچہ آپ ﷺ کے پانی نوش کرنے پر روایت نہ مل سکی لیکن گمان غالب کی بنا پر اسے سیرت نگاروں نے شامل کیا ہے اور ایسا ہی گمان بشار العین کے بارے بھی ہے۔
16 بشار غرس“

حضور اکرم ﷺ نے اس کنوئیں کا پانی نوش فرمایا اور اس کھلتے برکت کی دعا کی اور فرمایا ”ہی غین من غیون الجنة“ یہ جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے۔
ایک دن آپ بزرگوار کے مندر پر بلوہ افروز تھے آپ نے فرمایا۔ ”رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ إِنِّي جَالِسٌ عَلَى غَيْنٍ مِنْ غَيُوبِ الْجَنَّةِ“ میں نے خواب دیکھا کہ میں جنت کے چشموں میں ایک چشمہ پر بیٹھا تھا۔ اس سے مراد یہی بشار غرس تھا۔ ابتداءً اس میں ان کے وقت پانی نہیں ہوتا تھا آپ ﷺ نے اس کا پانی ڈول میں لیکر اس میں کلی فرمائی تو فوراً پانی ابلنے لگا۔
17 بشار قرضا فہ۔

آپ ﷺ نے اس کا پانی بھی نوش فرمایا اور اسمیں اپنا لعاب دہن بھی ڈالا تھا۔
18 بشار قرصہ۔

آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا اور اسکا پانی نوش بھی فرمایا۔

19 بئر الیسیر۔

آپ ﷺ نے اس سے پانی نوش فرمایا برکت کی دعا فرمائی اور لعاب دہن ڈال کر اسکا نام پوچھا تو اصحاب نے عرض کی الیسیر ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اسکا نام الیسیر ہے۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 227)

آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس کا سامان

س: سرکار ﷺ کے گھر میں استعمال ہونے والے سامان کی وضاحت کریں؟
ج: دو عالم کے سردار ﷺ کے گھر کا سامان انتہائی محدود تھا جو مختصر ترین تعارف یہ ہے۔
1۔ ”سریہ“ چار پائی۔ اکثر نبی ﷺ فرش زمین کو ہی پسند فرماتے مگر ظاہری حیات طیبہ کے آخر میں آپ ﷺ نے چار پائی بھی استعمال فرمائی جسے کھر درے بان سے بنایا گیا تھا اسی پر آپ ﷺ کا وصال ہوا، اسی کو جنازے کے لیے استعمال کیا گیا (المستدرک: رقم 4409) حتیٰ کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی اسی پر اٹھایا گیا پھر اس چار پائی کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے موالی نے چار ہزار درہم کے بدلے خرید لیا تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7 ص 354)

2۔ ”وَسَادَہ“ چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ (بخاری: رقم 1980)
3۔ ”مِلْحَفَہ“ کبیل اسے زعفران سے رنگا گیا تھا اسے آپ ﷺ کے لیے پچھایا جاتا اور اس پر پانی چھڑکا جاتا تا کہ اس سے خوشبو پیدا ہو۔

4۔ ”عَصَا“ یہ ناص عصا تھا جسے ”ممشوق“ کہا جاتا ہے۔ (المعجم الكبير: رقم 2676)

5۔ ”قَدَحَہ“ چھوٹا پیالہ عام وضو کے لیے استعمال ہوا کرتا تھا۔ (المعجم الكبير: رقم 95)

6۔ ”جَفَنَہ“ بڑا پیالہ جو کم استعمال ہوتا تھا۔ (ابن ابی شیبہ: رقم 353)

7۔ ”زَیَّان“

8۔ ”مَضْطَب“ یہ پتھر کا پیالہ تھا جس میں مہندی کو پیا جاتا تھا۔ (ابن ابی شیبہ: رقم 7169)

9۔ ”مَضْبَب“

10۔ غَبْرَا یا الْغَوَا۔ چار کنڈوں والا بڑا پیالہ تھا جس میں ٹرید بنائی جاتی تھی۔

11۔ ”کُوسِی“ کرسی جس کے پائے لوہے کے تھے بعض نے کہا کہ سیاہ لکڑی کے تھے جس

کو موٹی گھاس سے بنا گیا تھا۔ (مسلم: رقم 876)

12۔ ”قَطِیفَہ“ یہ اون کا بنا ہوا گدا تھا جس کو نیچے پکھایا جاتا تھا۔ (مسلم: 967)

13۔ ”زُحِی“ چکی جسے آٹا پیسنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ (مسند البزار: رقم 6897)

14۔ ”کِتَانَہ“ ترکش جس میں تیر ڈالے جاتے تھے۔

15۔ ”بَسَاط“ چٹائی۔ یہ کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی تھی جسے ’الکن یا الیکن‘ کہا جاتا تھا۔

16۔ ”زُكُوۃ“ یہ گھر میں استعمال ہونے والا پانی کا ڈول تھا جسے ”صَادِرۃ“ کہتے تھے۔

17۔ ”مِرَاۃ“ شیشہ تھا جس میں آپ ﷺ چہرہ انور دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے تھے۔

18۔ ”مَقْرَاس“ قینچی تھی جس کو الجامع کہا جاتا تھا۔

19۔ ”صَاع“ وزن کرنے کا خاص پیمانہ تھا۔

20۔ ”مُد“ یہ بھی وزن کا ایک پیمانہ تھا۔

21۔ ”مَشْط“ یہ کنگھی ہاتھی کے دانت کی بنی ہوئی تھی جسے دہل کہا جاتا تھا۔

22۔ ”مُكْحَلۃ“ سرمہ دانی۔

23۔ ”مُدْهَن“ تیل ڈالنے والی شیشی۔

24۔ ”مُدْرِی“ کھریا۔ مخصوص آگ جس کے ذریعے کھجلی کی جاتی تھی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 356)

آپ ﷺ کے خادمین

س: آپ ﷺ کے خدام کی تعداد اور اسماء ذکر کریں؟

ج: آپ ﷺ کے خدام کی حتمی تعداد کا اندازہ تو مشکل ہے کیونکہ خدام میں مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی تھے، مگر میلاد النبی ﷺ بارہ (۱۲) ربیع الاول کی مناسبت سے مشہور بارہ خدام کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

1 حضرت ابو حمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ

2 حضرت ربیعہ بن کعب السلی رضی اللہ عنہ

3 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، نعلین مصطفیٰ ﷺ کے محافظ تھے۔

4 حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ، دراز گوش کے محافظ تھے۔

5 حضرت اسلم بن شریک رضی اللہ عنہ، بھی سوار یوں کے محافظ تھے۔

6 حضرت بلال رضی اللہ عنہ، موذن تھے۔

7 حضرت سعد رضی اللہ عنہ، یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے۔

8 حضرت ابوالحکم ابلال بن حارث رضی اللہ عنہ۔

9 حضرت ذوخمیر یہ نجاشی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے۔

10 حضرت بکیر رضی اللہ عنہ، انہیں بکر بن شداخ لیشی بھی لکھا ہے۔

11 حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ۔

12 حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ،

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص 56)

آپ ﷺ کی خواتین خدمت گار

س: آپ ﷺ کی خدمت گزار مستورات کے نام بتائیں؟
ج: ازواج مطہرات کے علاوہ یہ آٹھ عورتیں تھیں جنہوں نے خدمت گزاری میں نام پیدا کیا۔

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا	سیدہ رضوی رضی اللہ عنہا	سیدہ خضرہ رضی اللہ عنہا
سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا	سیدہ ریحہ رضی اللہ عنہا	سیدہ ام خنیمہ رضی اللہ عنہا
سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا	سیدہ سمونہ بنت ابی عسیب رضی اللہ عنہا	

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص 58)

آپ ﷺ کے غلام

س: آپ ﷺ کے غلاموں کی تعداد اور اسماء ذکر کریں؟
ج: ویسے تو ہر مسلمان ہی آپ ﷺ کی غلامی پر ہزار مرتبہ اپنی آزادی قربان کرنے کو تیار ہے مگر جنہوں نے حقیقی معنی میں یہ سعادت حاصل کی ان کی تعداد مختلف فیہ ہے، جن میں مشہور اٹھارہ دریکتا ہیں۔

حضرت زید بن حارثہ بن شراحیل رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا رفیع رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا کرہ رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا اسلم بن عبید رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا ابوبکثہ رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا ابورافع ابراہیم رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا فضالہ یمانی رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا ثوبان بن یحییٰ رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا باذان رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا بایح رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا ہر رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا یسار رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا ابواسمخ رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ایمن بن عبید جشی رضی اللہ عنہ، یہ سیدہ ام ایمن کے بیٹے تھے۔
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، یہ حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔
حضرت سیدنا ماء بوزعلی رضی اللہ عنہ، یہ مخنث تھے جنہیں مقوقس نے ہدیہ پیش کیا تھا۔
حضرت سیدنا الطہمان رضی اللہ عنہ، انہیں کیسان۔ ذکوان اور مروان بھی کہا گیا ہے۔
(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص 57)

آپ ﷺ کے جانوروں کا بیان

س: آپ ﷺ کی پسندیدہ سواری کونسی ہے؟

ج: نبی ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف ساریوں کو سرفرازی بخشی مگر پسندیدہ سواری گھوڑا ہے۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسُحُ وَجْهَ فَرَسِهِ بِكُمِّهِ“ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا وہ اپنی قمیص کی آستین سے اپنے گھوڑے کا چہرہ صاف کر رہے تھے۔
(مسند الحارث: رقم 651)

گھوڑوں سے اس غاصل محبت کی وجہ بھی حدیث میں مذکور ہے۔

یحییٰ بن نعیم بن ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جب رسول ﷺ کو گھوڑے کا چہرہ صاف کرتے ہوئے دیکھ کر وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”إِنَّ جَبْرِيلَ عَاتَبَنِي فِي الْفَرَسِ“ حضرت جبریل امین علیہ السلام آج رات مجھے گھوڑوں کی عزت کے بارے وصیت کرتے رہے۔

س: اچھی صفات کے حامل گھوڑوں کی نشاندہی کریں؟

ج: نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں ہر اچھی اور بری چیز میں فرق واضح کر دیا ایسے ہی گھوڑوں کی اچھی صفات اور بری صفات کو بیان فرمایا۔ مختلف احادیث میں بیان کردہ گھوڑوں کی اچھی صفات یہ ہیں۔

- 1 کُمِيت (سرخ و سیاہ گھوڑا)
 - 2 أَشْقَر (سرخ مائل سفید گھوڑا)
 - 3 أَدْهَم سیاہ گھوڑا جو پنج کلیان ہو۔ یعنی جسکے چاروں پاؤں اور پیشانی سفید ہو۔
 - 4 أَقْرَح سفید پیشانی والا۔
 - 5 أَرْنَم جس کے ناک کے سرے پر سفید نشان ہو
 - 6 مُخَجَّل سفید پاؤں
 - 7 خُو سرخ گھوڑا
 - 8 أَحْوَى أَحْمَر سیاہ و سرخ مائل
- (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 389)
- س: وہ کون سے گھوڑے ہیں جنکو نبی ﷺ نے ناپسند فرمایا؟
 ج: نبی ﷺ نے دو طرح کے گھوڑوں کو ناپسند فرمایا۔
 1 الشَّكَّال: جس کے مخالف ہاتھ پاؤں میں سفیدی ہو۔
 2 الْمَنْقَلَه

آپ ﷺ کے گھوڑوں کی تعداد

س: آپ ﷺ کے گھوڑوں کی تعداد بیان کرتے ہوئے اسماء ذکر کریں۔؟
 ج: آپ ﷺ کی طرف منسوب کل چھبیس گھوڑے ہیں۔ مگر ان میں سے سات پر اتفاق ہے
 انیس (19) میں اختلاف۔ آپ ﷺ کے متفق علیہ گھوڑے یہ ہیں
 1 ”الشَّكْب“

یزید بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ایک گھوڑا جسے ”السب“
 ”کہا جاتا تھا السب پانچ کلیان مطلق الیمن تھا جبکہ بعض نے اسے کمیت اور ادھم بھی لکھا ہے
 اس کی تیز رفتاری کی وجہ سے پانی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 396)

یہ پہلا گھوڑا تھا جو آپ ﷺ کی ملکیت میں آیا آپ ﷺ مدینہ طیبہ میں بنو فزارہ کے ایک شخص سے دس اوقیہ چاندی میں خریدا آپ ﷺ نے سب سے پہلے غزوہ احد میں اس پر شرکت کی۔
(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص 73)

2. متبعہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے اس گھوڑی پردوڑ میں مقابلہ کیا جسے ”السمہ“ کہا جاتا تھا وہ سب سے آگے نکل گئی آپ ﷺ کو بہت مسرور کیا آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے تمام گھوڑوں کو روکا پھر اسے چھوڑ دیا اس پر تسبیح بھی یہ گھوڑی آگے بڑھی اس کے سوار نے جھنڈا پکڑا اس لیے اسکا نام ”سمہ“ رکھا گیا۔ یہ ”شقر“ گھوڑی تھی جسے آپ ﷺ نے بنو جہینہ کے ایک اعرابی سے اونٹوں کے عوض لیا تھا۔ ایضاً

3 ”الفرحجیز“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ایک گھوڑا تھا جسے ”المرجز“ کہا جاتا تھا۔ اس کا رنگ سفید تھا اس کے ہنہانے کی عمدہ آواز کی وجہ سے اسے مرجز کہا جاتا تھا کیونکہ مرتجز لفظ الرجز سے مشتق ہے جو کہ شعر کی ایک قسم ہے یہ گھوڑا بنو خزہ کے ایک اعرابی سے خریدا تھا اسی گھوڑے کے بارے میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تھی۔
(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص 73)

4 ”اللزاز“

لازیزہ سے مشتق ہے بمعنی مطلوب کو پالینا گویا بہت سرعت کے ساتھ مطلوب کو حاصل کرنے والا تھا۔ مصدق بن عباس اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک گھوڑے کا نام ”لزاز“ تھا یہ گھوڑا 6 ماہ کے بعد مقوقس نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا اسی پر سوار ہو کر آپ ﷺ غزوات میں تشریف لے جاتے تھے۔

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص 73)

5”الظرب۔

یہ بہت عمدہ نسل کا گھوڑا تھا ”الظرب“ یہ عمدہ گھوڑوں کے اوصاف میں سے ایک وصف ہے یہ گھوڑا حضرت فروہ بن عمرو جزائی رضی اللہ عنہ نے پیش خدمت کیا تھا۔

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص 73)

6”اللحیف“

حضرت کھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے باغ میں آپ ﷺ کا ایک گھوڑا تھا جسے ”اللحیف“ کہا جاتا تھا۔ یہ گھوڑا ربیعہ بن ابی البراء نے پیش کیا تھا انہوں نے بنو کلاب کی زکوٰۃ کا مال اس پر آپ ﷺ کو پہنچایا تھا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 398)

7”الورد“

حضرت عباس بن کھل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت تمیم داری نے آپ کی خدمت میں گھوڑا پیش کیا جسے ”الورد“ کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے یہ گھوڑا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کئی مجاہد کو سوار کرایا اس نے یہ گھوڑا آگے فروخت کر دیا تھا۔

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص 73)

آپ ﷺ کے مختلف فیہ گھوڑے

1”التجیب“ یہ لفظاً اور معنی کریم کی طرح ہے۔

2”البحر“ آپ نے اسکو یعنی سے خریدا۔ آپ ﷺ گھنٹوں کے بل بیٹھ کر اس کے چہرے کو چھوتے اور فرماتے ”مَا أَنْتَ إِلَّا بَحْرٌ“ تم تو سمندر ہو۔ یہ کیت یا ادھم گھوڑوں میں سے تھا۔

(الغرر والدرر فی سیرۃ خیر البشر: ص 73)

3”ذواللمہ“

4”ذوالغفّال“ عقال ایسی مرض کا نام ہے جو جانوروں کے بازوؤں میں پائی جاتی ہے۔

5 "السجل" یہ بھت الماء سے مشتق بمعنی حوض کو پانی سے بھرنا

6 "الشَّخَا" وہ گھوڑا جو دو در در قدم رکھے اسے بعید الشحو بھی کہا جاتا ہے۔

7 "السيرخان" پھرے ہوئے شیر کیلئے یہ لفظ سرخان استعمال ہوتا ہے۔

8 "المرقحل" ایسے گھوڑے کو کہا جاتا ہے جو تیزی کی وجہ سے گردن کو کسی چیز کے ساتھ

ملا دے۔

9 "الآدهم"

10 "الیعسوب"

اس پرندے کو کہا جاتا ہے جو ٹڈی سے بڑا ہوتا ہے گرتے وقت اپنے پر نہیں

ملاتا۔ ضمیر میں گھوڑے کو اس کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔

11 "يعبوب" تیز رفتار گھوڑے کو کہا جاتا ہے نخعی نے اس کا معنی طویل بھی کیا ہے۔

12. "أَبْلَق" ابلق سفیدی میں سیاہی کو کہتے ہیں۔

13 "كَمِيت"

14 "ملاوح" وہ ضامر گھوڑا جو موٹا ہو جانے کے باوجود سریع رفتار ہو اور بڑی ہڈیوں والا

ہو اسے منوح بھی کہتے ہیں۔

15 "الطرف"

16 "الضرس" برے اخلاق والا، ابن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یہ پہلا گھوڑا تھا جس کے

آپ ﷺ مالک بنے۔

17 "مندوب"

18 "مرواح" حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رہا دین کے وفد نے

حضور ﷺ کو کچھ تحائف پیش کیے جن میں ایک گھوڑا بھی تھا جسے "مرواح" کہا جاتا تھا اس

نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا آپ ﷺ نے اسے پسند فرمایا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 396)

19 "النحیب"

آپ ﷺ کی خجریں

س: آپ ﷺ کے خجروں کی تعداد و تعارف بتائیں؟

ج: حضور ﷺ کے خجروں کی تعداد سات ہے جسکا مختصر تعارف یہ ہے۔

1 "ذلل"

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کی خجرا کا نام ذلل تھا وہ سیاحی مائل سفید تھی اس کے لئے جو کوٹے جاتے تھے حضور ﷺ کے وصال کے بعد تک زندہ رہی بوڑھی ہو گئی تھی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 403)

2 "فضہ"

زامل بن عمرو سے روایت ہے کہ حضرت فروہ بن عمرو جذامی نے حضور ﷺ کو خجری پیش کیا جسے فضہ کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے وہ خجرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا تھا۔

3۔ ایلہ کے بادشاہ نے سفید رنگ کی خجرا پیش خدمت کی جس کا نام معلوم نہ ہو سکا یہ طویل مگر کٹے ہوئے کانوں والی تھی گویا کہ وہ ٹیلہ پر کھڑی ہو۔ آپ ﷺ نے اسے بہت پسند فرمایا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 404)

4۔ "کسری" وہ خجرا جسے کسری نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا آپ ﷺ نے اسے بالوں کی بنی ہوئی لگام ڈالی تھی اور اسی خجرا پر سوار ہوئے اور اپنے پیچھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بٹھایا تھا۔

5۔ "دومۃ الجندل" کے بادشاہ نے آپ ﷺ کے حضور ایک خجرا اور سندس کاجبہ پیش کیا جس پر صحابہ کرام نے تعجب کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے

جنت میں رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہونگے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 405)

6 نجاشی بادشاہ نے آپ کی بارگاہ میں خچر پیش کیا۔

7 ”جمارہ شامیہ“

آپ ﷺ کے گدھے

س: آپ ﷺ کے پاس دراز گوش کتنے تھے تعداد کے ساتھ تعارف بتائیں؟

ج: حضور ﷺ کے چار گدھے تھے۔ جنکا تعارف یہ ہے۔

1 ”غفیر“ بعض نے اسے غفیر (رنگ کے ساتھ) بھی لکھا ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے آپ کے گدھے کا نام غفیر تھا۔

(بخاری: رقم 2856)

یہ العفرہ سے مشتق ہے جسکا معنی ہے مٹی کے رنگ والا ہونا اسے شاید غفیر اسی وجہ سے کہا جاتا

تھا کہ اسکی سرخ رنگت میں سفیدی نظر آتی تھی جو کہ مٹیالہ ظاہر ہوتی ہے۔ (معجم کبیر: رقم 246)

2. ”یعفور“ ہرن کے بچے کو اسکی تیزی کی وجہ سے یعفور کہا جاتا ہے یہ گدھا آپ کو 2ھ میں فروہ

بن عمرو جذامی رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا جبکہ ایک قول کے مطابق مقوقس نے یہ

اور فروہ نے غفیر پیش کیا۔ یعفور نے اسی روز خود کو کنویں میں گرا کر مار لیا تھا جس روز

نبی ﷺ کا وصال ہوا تھا۔

3. حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی بارگاہ میں ایک گدھا پیش کیا۔

4 وہ گدھا جو مہاجر صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ کو پیدل چلتے دیکھ کر پیش خدمت کیا۔ عرض کیا

یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس پر سوار ہوں میں نے یہ آپ ﷺ کیلئے مقرر کر دیا ہے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 465)

آپ ﷺ کی اونٹنیاں

آپ ﷺ کی اونٹنیاں دو طرح کی تھیں۔ 1. دودھ کیلئے 2. سواری کیلئے

س: دو دھڑینے والی مشہور اونٹنیوں کے نام بتائیں؟

ج: شیردار اونٹنیوں کی تعداد کم و بیش بیس ہے جن میں مشہور یہ ہیں۔

- | | | | |
|------------|--------------|----------------|--------------|
| (1) الحناء | (2) السّمراء | (3) العریس | (4) السّعدیہ |
| (5) البغوم | (6) الیسیرہ | (7) الرّیّا | (8) بردہ |
| (9) الحفّہ | (10) فہرہ | (11) الشّقرّاء | |

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 407)

س: سواری کیلئے کھی گئی اونٹنیوں کے نام کیا ہیں؟

ج: دو مشہور اونٹنیاں ہیں جن پر نبی ﷺ نے سفر فرمایا

1 "قصواء"

اس کو بدعاء اور غضباء بھی کہا جاتا تھا۔ یہ بنو قریش کے جانوروں میں سے تھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے چار سو درہم میں خریدا تھا اس پر ہی آپ ﷺ نے سفر ہجرت فرمایا تھا یہ دوڑ میں ہمیشہ جیتنے والی اونٹنی تھی۔

2. صہباء

حضرت قدامہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حجۃ الوداع کے وقت آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اونٹنی صہباء پر سوار ہو کر رمی فرما رہے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ خطبہ بدعاء پڑھ دیا تھا یہ بھی ممکن ہے کہ صہباء بدعاء کی طرح قصواء کا ہی ایک نام ہو۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 408)

س: سواری کیلئے رکھے گئے اونٹ کا نام بتائیں؟

ج: آپ کی سواری کا مشہور اونٹ ایک ہی تھا جس کا نام "عسکر" تھا۔

س: شیردار اوٹنیوں کیلئے رکھے گئے اونٹ کا نام کیا تھا؟

ج: غزوہ بدر کے مال غنیمت میں ابو جہل کا اونٹ ملا جس کا نام سنہو یا تھا یہ سحر بن حیدان کی طرف منسوب تھا آپ ﷺ نے اس کو شیردار اوٹنیوں کیلئے رکھا تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 409)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے سال قربانی کے جانوروں میں ابو جہل کا اونٹ بھی مشہور تھا۔ اسکی ناک میں چاندی کی ٹکیل تھی تاکہ اسکی وجہ سے مشرکین آتش غیظ میں چلیں۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 409)

آپ ﷺ کی بکریاں

آپ ﷺ کے پاس سو بکریاں تھیں جب کوئی بکری بچہ دیتی آپ ﷺ اس کی جگہ ایک دوسری بکری ذبح فرمایا دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ وفد کے آنے پر آپ ﷺ نے بکری کو ذبح کرنے کا حکم فرمایا۔ اور اہل وفد سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم یہ گمان نہ کرنا ہم تمہارے لئے ذبح کر رہے ہیں۔ بلکہ ہماری ایک سو بکریاں ہیں ہم ان میں اضافہ نہیں چاہتے جب ایک بکری بچہ پیدا کر دیتی ہے تو ہم اسکی جگہ دوسری بکری ذبح کر لیتے ہیں۔

س: مشہور بکریوں کے نام بتائیں؟

ج: ابراہیم بن عبد سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی مشہور دس بکریاں تھیں جنکے نام یہ ہیں

(1) عَجْوہ (2) ذَمْرَم (3) سَنْقِیَا (4) بَرْکَہ

(5) وَرْسَہ (6) اِطْلَال (7) اِطْرَاف (8) قَمْرَہ

(9) غَوْثَہ یا غَوْثِیَہ (10) یَمَن۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 412)

س: آپ ﷺ کی بکریاں کون چراتا تھا؟

ج: آپ ﷺ کی بکریاں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اور دیگر خادم بھی چرایا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کے مرغ کا بیان

نبی ﷺ نے مرغ خود بھی رکھا جس کا نام ریک تھا اور رکھنے کی ترغیب بھی فرمائی۔

1۔ آپ ﷺ نے فرمایا مرغ کو گالی مت دو کیونکہ یہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔

2۔ آپ ﷺ نے فرمایا مرغ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا فضل مانگو کیونکہ اس نے فرشتہ کو دیکھا

ہے۔

3۔ جو بندہ سفید مرغ رکھے اللہ تعالیٰ اس کی تین چیزوں کے شر سے حفاظت فرماتا ہے۔

1۔ شیطان کے شر 2۔ جادو گر کے شر 3۔ کائنات کے شر۔

4۔ آپ ﷺ نے فرمایا کلخی والا سفید مرغ میرے دوست کا دوست، اور میرے دشمن کا دشمن

(بل الصدی والبرقاد، ص 7، 414)

ہے۔

آپ ﷺ کا اپنے ساتھ کسی کو سوار کرنا

س: کیا نبی ﷺ اپنی سواری پر کسی کو سوار کیا کرتے تھے؟

ج: نبی ﷺ اپنے ساتھ بچوں اور بڑوں کو بٹھانا پسند فرماتے تھے۔ ضرورت کے وقت ایک شخص کو آگے دوسرے کو پیچھے بھی بٹھالیتے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”اَتْنِي زَنْوُلُ اللَّهِ ﷻ وَقَدْ حَمَلَ قَتْمًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلُ خَلْفَهُ“ (بخاری: رقم 5966) نبی ﷺ سوار ہو کر تشریف لائے آپ ﷺ نے حضرت قتم رضی اللہ عنہ کو اپنے آگے اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔

س: ان خوش نصیب افراد کے نام بتائیے جنہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ سواری کا شرف حاصل کیا ہے؟

ج: کم و بیش پچاس افراد نے یہ شرف حاصل کیا ہے مشہور افراد یہ ہیں۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام	حضرت سیدنا ابوملح بن اسامہ رضی اللہ عنہما
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	حضرت علی رضی اللہ عنہ
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	حضرت قثم رضی اللہ عنہ
حضرت سہیل بن بیضار رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما	حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما
حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
حضرت اسامہ بن عمیر الحدادی رضی اللہ عنہ	حضرت ابو عمر وشرید بن سوید النخعی رضی اللہ عنہ
حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	حضرت ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	حضرت سلمہ بن عمرو والا کوع الاسلمی رضی اللہ عنہ
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	حضرت علی بن ابی العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ	حضرت ابو امامہ بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ
بنو عبد المطلب کا ایک غلام	حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ
حضرت ابو ایاس رضی اللہ عنہ	حضرت خوات بن جعبہ انصاری رضی اللہ عنہ
حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
بنو غفار کی ایک عورت	حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا
حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا	حضرت ام المؤمنین صفیہ بن حی رضی اللہ عنہا
حضرت آمنہ بنت وہب ام النبی رضی اللہ عنہا	(مسئل الہدی والرشاد: ج 7، ص 376)

آپ ﷺ کے نگران

س: ان شخصیات مبارکہ کے اسماء گرامی بتائیں جنہوں نے مختلف اوقات میں نگرانی کی ذمہ داری لی؟

ج: آپ ﷺ کے نگران حقیقی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے وعدہ فرمایا ”وَاللّٰهُ يَخَصِّصُكَ مِنَ النَّاسِ“ (المائدہ، 67) اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے بیٹھنا کارنامے پیش کیے۔

1۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ: تمام غزوات میں شرکت کرنے والے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ”جو کہ ایک سوستر (170) احادیث کے راوی ہیں“ نے بدر کی شب آپ ﷺ کی نگرانی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے یہ دعا حاصل کی ”اللّٰهُمَّ احْفَظْ اَبَا قَتَادَةَ كَمَا حَفِظْتَ نَبِيَّكَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ“ اے اللہ! ابو قتادہ کی یوں حفاظت فرما جس طرح آج رات اس نے تیرے نبی ﷺ کی حفاظت کی ہے۔ (معجم الصغیر: رقم 1194)

2۔ حضرت ادرع السلمی رضی اللہ عنہ: اس رات آپ ﷺ کی حفاظت پر معمور تھے جب حضرت عبداللہ ذوالجہادین رضی اللہ عنہ کا جسد خاکی پیش خدمت کیا گیا۔

3۔ حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک غزوہ میں سخت سردی کے باعث میں زمین میں گڑھا کھود کر اس میں داخل ہو گیا اپنے اوپر ڈھال رکھ لی اتنے میں سرکاری ﷺ نے فرمایا ”مَنْ يَحْضُرُ مَعَنَا اللَّيْلَةَ“ کون ہے جو آج رات ہماری نگرانی کرے؟ میں اس کے لیے دعا کروں، جس میں فضل و کرم ہو گا ایک انصاری صحابی کے بعد میں نے کہا یہ ذمہ داری میں نبھاؤں گا۔ آپ ﷺ نے قریب بلا کر دعا فرمائی۔ (المستدرک: رقم 2432)

4۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر کے دن عریش میں تلوار لہراتے ہوئے

نگرانی کی ذمہ داری نبھائی۔

- 5۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اسی دن اسی مقام پر آرام کے وقت ڈیوٹی کی تھی۔
- 6۔ حضرت ابوالیوب ذکوان بن قیس رضی اللہ عنہ نے غیر کے راستے میں نگرانی کی ذمہ داری اس وقت نبھائی جب آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو وظیفہ زوجیت ادا کیا۔
- 7۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے وادی القریٰ میں اس وقت نگرانی فرمائی جب اللہ کے نبی ﷺ نے رات کے وقت جاگتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا کاش آج اصحاب میں سے صالح شخص میری نگرانی کرے اتنے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے سلام عرض کیا پوچھنے پر بتایا یا رسول اللہ ﷺ میں آج آپ کی حفاظت کر رہا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد آپ ﷺ اتنے سکون سے سوئے کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔
- (مسلم: رقم 2410)

8۔ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ: یہ اس وقت نگرانی فرما رہے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی
”وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ“

- 9۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ: نے غزوہ احد میں نگرانی کی ذمہ داری خوب نبھائی۔
- 10۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ: نے وادی القریٰ میں یہ ذمہ داری ادا کی۔
- 11۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے وقت تلوار لیکر آپ ﷺ کے سراقدس پر کھڑے تھے۔

- 12۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ: غزوہ خندق میں آپ ﷺ کے نگران تھے۔
- 13۔ حضرت ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ: وادی القریٰ میں آپ ﷺ کے نگران تھے۔
- 14۔ حضرت مرثد بن ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ: نے بھی یہ ذمہ داری ادا کی۔

15۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 397 و 399)

س: آپ ﷺ کے نعلین پاک کی کون حفاظت کرتا تھا؟

ج: عموماً نعلین مبارک اور مسواک مبارک کی حفاظت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ محو استراحت ہوتے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کو بیدار کرتے جب آپ ﷺ غسل فرماتے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی پردہ کیا کرتے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ماجدہ کے کاشانہ انور میں زیادہ آنے جانے کی وجہ سے کچھ عرصہ میں ان کو اہل بیت رسول ﷺ سے ہی سمجھتا رہا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد: ج 11، ص 400)

س: آپ ﷺ کے لوٹے کانگراں کون تھا؟

ج: یہ عظیم ذمہ داری حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نبھایا کرتی تھیں۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: ج 11، ص 400)

س: کاشانہ انور پر آنے والوں کو اذن کون لیکر دیتے تھے؟

ج: حضرت رباع بن مسعود، انس بن مالک، ابو موسیٰ اشعری اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: ج 11، ص 400)

س: قضائے حاجت کے لیے جاتے ہوئے رفاقت کون کرتا تھا؟

ج: حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ، رفع حاجت کے لیے جاتے وقت ساتھ ہوتے تھے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: ج 11، ص 400)

س: آپ ﷺ کی سواری کون ہانکتا تھا؟

ج: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سواری کو آگے سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیچھے سے ہانکتے تھے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: ج 11، ص 404)

س: ناقہ مبارک کے بجاوے کانگراں کون تھا؟

ج: حضرت اسلم بن شریک رضی اللہ عنہ، بجاوہ باندھنے کا فریضہ سرانجام دیتے تھے ان کے

بعد حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہ فریضہ باحسن نبھایا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 404)

آپ ﷺ کے مؤذن

س: آپ ﷺ کے مؤذنین کی تعداد اور ان کے اسماء گرامی تحریر کریں؟

ج: ان کی تعداد چار ہے، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

1 حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

2 حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ یہ دونوں مدینہ منورہ میں اذان دیا کرتے تھے۔

3 حضرت ابو محمد ورہ اوس بن مغیرہ جمعی رضی اللہ عنہ

4 حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ مسجد قبا میں مؤذن تھے۔ (الغرر والدور، فی سیرۃ خیر البشر، ص 64)

آپ ﷺ کے مقرر کردہ قاضی

حضور ﷺ نے اپنی ظاہری زندگی میں باقاعدہ اجتماعی طور پر قاضی مقرر نہیں فرمائے لیکن مختلف اوقات میں مختلف امور میں کچھ لوگوں کو فیصلہ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

س: آپ ﷺ کے مقرر کردہ قاضیوں کے اسماء ذکر کریں؟

1: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ“

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ دو متنازع آدمی آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کے مابین فیصلہ کرو عرض کی آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے میرا فیصلہ کرنا؟ حالانکہ آپ ﷺ زیادہ متحق ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر فیصلہ درست کیا تو دس نیکیاں ملیں گی۔ اگر فیصلے میں اجتہادی خطاء ہوگی تو ایک نیکی پھر بھی مل جائے گی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 325)

2. حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو بھگڑا کرنے والے آدمی فیصلہ کروانے آپکی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا عقبہ رضی اللہ عنہ اٹھو فیصلہ کرو، عرض کیا میں فیصلہ کر دوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”اجتہد وان اصبحت فلک عَشْرَةٌ اَجُورٌ وان اجتهد فَاخطأت فلک اَجْزَ وَاَجْد“ اگر درست فیصلہ کیا تو دس نیکیاں ورنہ ایک نیکی پھر بھی مل جائے گی۔
(دارقطنی: رقم 4459)

3. حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے کسی قوم کے درمیان فیصلہ کرنے کو کہا میں نے عرض کی میں اچھی طرح فیصلہ نہیں کر سکتا آپ ﷺ نے فرمایا ”اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِيْنَ مَا لَمْ يَخَفْ عَمْدًا“ رب تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک وہ حد سے تجاوز نہیں کرتا۔
(المستدرک: رقم 6470)

4. حضرت عمارہ بن حزم

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمارہ بن حزم کو حکم دیا کہ ”اَنْ يَقْضِيَ بِالْيَمَنِ مَعَ الشَّاهِدِ“ وہ یمن میں گواہوں کے ساتھ فیصلہ کریں۔
(مسند احمد: رقم 24009)

5. حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

حضرت جاریہ بن ظفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک قوم بانس کے بنے ہوئے گھر کے بارے میں فیصلہ کروانے نبی ﷺ کے ہاں آئے۔ آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کے درمیان فیصلہ کرو انہوں نے اس شخص کیلئے فیصلہ کر دیا جس کے بانس ساتھ ہی پڑے تھے جب بارگاہ اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اَصْبَحْتَ

آپ ﷺ کے مقتیان کرام

حضور ﷺ اپنے ظاہری زمانہ میں خود بھی فتویٰ صادر فرماتے اور کچھ اصحاب رضوان اللہ علیہم کو بھی یہ ذمہ داری سونپ رکھی تھی۔

س: نبی کریم ﷺ کے زمانہ انور میں مقرر کردہ مقتیان کرام کی تعداد اور اسماء ذکر کریں؟
ج: آٹھ صحابہ کرام دارالافتاء کا کام سرانجام دیتے تھے جن کے اسماء یہ ہیں۔

1 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ 2 حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

3 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ 4 حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

5 حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ 6 حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

7 حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ 8 حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

جنگو اشعار کی صورت میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَقَدْ كَانَ فِي عَصْرِ النَّبِيِّ جَمَاعَةٌ يَقُومُونَ بِالْإِفْتَاءِ قَوْمَةٌ قَانَتْ

وَأَبْنَى وَأَبْنَى عَوْفٍ وَأَبْنَى ثَابِتٍ فَارْبَعَةُ أَهْلِ الْخِلَافَةِ مَعَهُمْ مُعَاذُ

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 328)

بعض نے حضرت عمار بن یاسر، حدیفہ بن یمان، زید بن ثابت، حضرت ابو درداء اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کا بھی تذکرہ کیا ہے یوں ان مقتیان کرام کی تعداد تیرہ ہو جائے گی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 328)

آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں حفاظ کرام

س: آپ ﷺ کے زمانہ اقدس میں کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید یاد کیا تھا؟

ج: آپ ﷺ کے کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حفاظ تھے۔ مگر آپ ﷺ کے زمانہ میں کتنے لوگوں نے یاد کیا اس میں اختلاف ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن جمع کرنے والے اس وقت چار انصاری اصحاب رضی اللہ عنہم تھے۔

2 حضرت معاذ بن جبل

1 حضرت ابی بن کعب

4 حضرت ابو زید رضی اللہ عنہم

3 حضرت زید بن ثابت

ایک دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا۔

2 سالم مولیٰ ابی حذیفہ

1 حضرت عبداللہ بن مسعود

4 حضرت سعد بن عبادہ

3 حضرت جابر بن جع

6 حضرت سعد بن عید رضی اللہ عنہم ہیں۔

5 حضرت عبداللہ بن عمر

پہلے چار متفقہ جبکہ علاوہ ازیں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 330)

آپ ﷺ کے زمانہ انور کے قراء صحابہ کرام

س: آپ ﷺ کے ظاہری زمانہ انور کے مشہور قراء صحابہ کرام کے اسماء بتائیں؟

ج: ویسے تو آپ ﷺ کا ہر صحابی ہی بہترین قاری ہے مگر مشہور قراء کے نام یہ ہیں۔

حضرت عثمان غنی

حضرت عمر فاروق

حضرت ابو بکر صدیق

حضرت طلحہ

حضرت سعد

حضرت علی

حضرت سالم

حضرت حذیفہ

حضرت عبداللہ بن مسعود

حضرت عبداللہ بن عمر

حضرت عبادہ بن سائب

حضرت ابو ہریرہ

حضرت عبادہ بن صامت

حضرت عبداللہ بن مسعود

حضرت عبداللہ بن عباس

حضرت معاذ بن جبل حضرت مجمع بن جاریہ حضرت فضالہ بن عبید
حضرت مسلمہ بن مخلد حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ حضرت عقبہ بن عامر
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہم)
(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 332)

آپ ﷺ کے مقرر کردہ حکمران

س: کیا حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں مفتوحہ علاقوں میں حکمران یا امیر مقرر کیے تھے؟
ج: سرکار صلی اللہ ﷺ نے اپنی ظاہری زندگی میں متعدد نفوسِ قدسیہ مختلف علاقوں میں حکمران اور امراء مقرر کیے تھے۔ جن کے اسماء اور تقرری کے علاقہ جات درج ذیل ہیں۔

1 "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ"

آپ رضی اللہ عنہ کو نو (9)ھ میں حج کے امور کا امیر بنایا گیا تھا۔

2. حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

انہیں اخیاس عرب اور اخیاس یمن کا امیر اور قاضی مقرر کیا گیا تھا۔

3 "بازان بن ساسان رضی اللہ عنہ"

عجم کے بادشاہوں میں سب سے پہلے مشرف باسلام ہونے والے بازان بن ساسان کو کسری کے مرجانے کے بعد پورے یمن کا امیر بنایا گیا تھا۔

4 "شہر بن بازان رضی اللہ عنہ"

یہ بازان کے بیٹے تھے انکو "صنعا" اور اس کے ذیلی علاقوں کا امیر بنایا گیا تھا۔

5 "خالد بن سعید رضی اللہ عنہ"

حضرت شہر کو جھوٹے مدعی نبوت اسود غسانی نے جب شہید کروایا تو انکی جگہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو "صنعا" کا والی اور امیر مقرر کیا گیا تھا۔

6 ”عمر بن سعید رضی اللہ عنہ“

یہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے انہیں وادی ”قرالقری“ کا والی بنایا گیا۔

7 ”حکم بن سعید رضی اللہ عنہ“

یہ بھی خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے انہیں ”عُزْرَ سَنَہ“ (یہ فداک اور اس کے ملحقہ جگہ ہے) نامی جگہ کا والی بنایا گیا تھا۔

8 ”ابان بن سعید رضی اللہ عنہ“

خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے انہیں بحرین ”علی“ نامی جگہ کا امیر بنایا گیا۔

9 ”مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ“

انہیں ”کندہ“ اور ”صَدَق“ کا والی بنایا گیا تھا لیکن روانگی سے قبل ان کا وصال ہو گیا تو مقررہ علاقے کی طرف جانے کی بجائے خالق حقیقی کی ملاقات کیلئے رخت سفر باندھا۔

10 ”زیاد بن ولید رضی اللہ عنہ“

انہیں ”حضر موت“ کا والی بنایا گیا تھا۔

11 ”ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ“

انہیں ”زبید، عدن، زمع اور ساعل“ پر امیر بنایا گیا تھا۔

12. معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ“

انہیں ”جندہ“ کا امیر مقرر کیا گیا تھا۔

13 ”عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ“

انہیں مکہ مکرمہ کا والی بنایا گیا، نیز آٹھ (۸) ہج کے حج اور اس کے متعلقہ امور کی ذمہ داری بھی انہیں سونپی گئی تھی۔

14 "یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ"

انہیں "سبماء" کا والی مقرر کیا گیا تھا۔

15 "ابوسفیان رضی اللہ عنہ"

انہیں "نجران" کا امیر مقرر کیا گیا تھا۔

16 "علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ"

آپ کو بحرین میں "قطیف" نامی جگہ کا حاکم بنایا گیا تھا۔

17 "عمرو بن ماص رضی اللہ عنہ"

انہیں "عثمان" اور اس کے ملحقہ جگہ کا امیر بنایا گیا تھا۔

18 "عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ"

آپ کو "طایف" کا والی بنایا گیا تھا۔

19 "عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ"

انہیں "صدقات بنو اسد کا نگران اور طے" کا والی بنایا گیا تھا۔

(سبل الہدی والرشاد : ج 11، ص 340) (الفردو الدرر فی سیرۃ خیر البشر ص 64)

س: نبی ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو مدینہ میں اپنا نائب کس کو مقرر فرماتے؟

ج: غزوات کے ابواب میں گزر چکا ہے کہ مختلف اصحاب کو یہ ذمہ داری سونپی گئی مگر اکثر یہ

ذمہ داری حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبھایا کرتے تھے۔

س: مختلف سرایا میں مقرر کیے گئے امراء کا تعارف بیان کریں؟

ج 1- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

ان میں ایک بہت بڑا نام حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بھی ہے جو کہ جناب

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور متبنی زید بن حارثہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہما کے بیٹے تھے

ان کو آپ ﷺ نے ایک بہت بڑے لشکر کا امیر منتخب کیا جس میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر و قدیم الاسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے اور تاحیات امیر رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ان سے ملتے تو ان الفاظ سے سلام کرتے ”السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَیُّهَا الْاَمِیْرُ“ وہ آگے سے جواب دیتے ”غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ تَقُوْلُ لَیْ هٰذَا“؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے میں جب تک زندہ ہوں میں تجھے امیر ہی کہوں گا کیونکہ جب نبی ﷺ کا وصال ہوا تم مجھ پر امیر تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انکا وظیفہ پینتیس سو (3500) درہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تین ہزار (3000) درہم مقرر کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عرض گزار ہوئے امیر المؤمنین اس زیادتی کی وجہ؟ حالانکہ وہ کسی غزوہ میں مجھ سے ہلکت لے جانے والے نہیں ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وجہ ہلکت نہیں وجہ یہ ہے اسکا باپ رسول اللہ ﷺ کو تیرے باپ سے پیارا تھا۔ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو تجھ سے زیادہ پیارے تھے

(ترمذی: رقم 3813)

”فَاَنْزَلَ خَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلٰی خَبِیْیَ“

اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ کے محبوب کو تجھ پر ترجیح دی ہے۔

2. حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

آپ کو سرایا میں امیر مقرر کیا گیا غزوہ موتہ میں جب انکا اعلیٰ کردار نبی ﷺ نے مدینہ منورہ سے مشاہدہ فرمایا تو انکو اس وقت ”سیف اللہ“ کا لقب عطا فرمایا۔

س: سرکار ﷺ نے کسی عورت کو کہیں حاکم مقرر فرمایا۔؟

ج: نہیں۔ بلکہ اسکی مذمت میں بہت سے ارشادات صادر فرمائے۔

(بخاری: رقم 4425)

”لَنْ یُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ اٰمَرُوْهُمْ اِمْرَاۃً“

وہ قوم کامیاب نہیں ہو سکتی جنہوں نے امر کی سرپرستی کسی عورت کو دے دی۔

س: حاکمیت کے متعلق جامع اصول اسلام بیان کریں؟

ج: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْأَمَارَةُ بَابُ عَنْبِ الْأَمْنِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى

امارت خطا کا دروازہ ہے مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: رقم 32547)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

الْأَمَارَةُ أَمَانَةٌ وَهِيَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ حِزْبِي وَنَدَامَةٌ إِلَّا لِمَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَآذَى

(مسلم: رقم 1825)

الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا۔

حکمرانی امانت ہے روز محشر رسوائی اور ندامت ہے مگر جس نے اسے حق کے ساتھ

حاصل کیا اور اس کا حق ادا کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”الْأَمَارَةُ أَوَّلُهَا مَلَامَةٌ وَآخِرُهَا نَدَامَةٌ وَالْعَذَابُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ“ (بیہقی: رقم 20226)

اول ملامت ہے آخر ندامت ہے روز محشر عذاب ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ”أَوَّلُهَا سَلَامَةٌ“ بھی ہے۔

آپ ﷺ کے قاصدین

س: شاہان عالم کو آپ ﷺ نے مکتوبات کب لکھے؟

ج: صلح حدیبیہ کے بعد چھ (۶)ھ کو آپ ﷺ نے شاہان عالم کو مکتوبات گرامی بھیجنے کا فیصلہ

فرمایا اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ بادشاہ وہی خط قبول کرتے ہیں جن پر مہر لگی ہوئی ہو

۔ آپ ﷺ مہر ثبت فرما کر خطوط ارسال فرماتے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 344)

س: مکتوبات گرامی لیکر جانے والے اصحاب رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی لکھیں؟

ج 1:- حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ

سات (7) ہوا انہیں شاہ حبشہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی طرف مکتوب شریف دیکر روانہ فرمایا۔

2. حضرت وحیہ گلبی رضی اللہ عنہ

کو مکتوب گرامی دیکر قیصر روم کی طرف بھیجا اس نے پڑھنے کے بعد خط گو د میں رکھ کر اپنی قوم کو دعوت دی مگر وہ منکر رہے۔

3 ”حضرت اقرع بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

ان کو ذی مران کی طرف دعوت اسلام کا پیغام دیکر روانہ فرمایا۔

4 ”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

ان کو سعد ہندیم کی طرف روانہ فرمایا۔

5 ”حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

ان کو ذوالکلاع اور ذوعمر کی طرف تبلیغ اسلام کی دعوت دینے کیلئے بھیجا انہوں نے دعوت قبول کی۔

6 ”حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف روانہ

فرمایا اس نے مکتوب گرامی کو عرت دی مگر مشرف باسلام نہ ہوا۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ

کے ہاتھ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور انکی بہن سیرین بزاز نامی گھوڑہ دلدل نامی خنجر

اور شیشے کا جام ایک ہزار مشقال سونا اور دیگر تحائف پیش خدمت کیے۔

7 ”حضرت حارث بن عمیر از دی رضی اللہ عنہ

ان کو شاہ روم بصری کی طرف روانہ فرمایا۔

8 ”حضرت حریش بن زید رضی اللہ عنہ“

ان کو سکنہ بن روثہ الایلی کی طرف بھیجا۔

9 ”حضرت حرمہ بن حریش رضی اللہ عنہ“

ان کو سکنہ بن روثہ الایلی کی طرف بھیجا۔

10 ”حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ“

ان کو نجران کی طرف بھیجا گیا آپ ہی کو امیر صاحب رومہ کی طرف بھیجا جسکو قید

کر کے بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کیا گیا۔

11 ”حضرت رفاعہ بن زید رضی اللہ عنہ“

ان کا تعلق بنو ضبیب کیساتھ تھا تو انکو اپنی قوم ہی کی طرف بھیجا۔

12. حضرت زیاد بن حنظلہ رضی اللہ عنہ“

ان کو قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر کی طرف بھیجا تاکہ وہ میلہ کذاب اور اس

کے ہمنواؤں کے خلاف اسلام کی مدد کریں۔

13 ”حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ“

دو ہجرتیں کرنے والے بدری صحابی ہیں انکو ہوذہ اور ثمامہ کی طرف بھیجا گیا ہوذہ

نے مکتوب گرامی پڑھ کر عرض نامہ لکھ کر بھیجا تو اس نے کہا کہ میں شاعر اور خطیب ہوں، کچھ

معاملات میرے سپرد کریں تو میں آپ کی اتباع کروں گا آپ ﷺ نے فرمایا یہ بات ہے

تو میں ایک کچھو بھی نہیں دیتا فتح کے بعد آپ ﷺ مدینہ پہنچے تو جبریل امین علیہ السلام نے

آپ ﷺ کو اسکی موت کی خبر دی۔

14 ”حضرت سائب بن عوام رضی اللہ عنہ“

حضرت زید بن عوام رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے انکو مسلمہ کذاب کی طرف بھیجا گیا۔

15 ”حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ“

دو ہجرتیں کرنے والے وہ بدری صحابی ہیں جنہوں نے تمام غزوات میں شرکت

کی۔ جنگ یمامہ میں شہادت نوش کی پہلے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شاہ ہرقل پھرا نہیں حارث بن ابی ثمر کی طرف بھیجا گیا۔

16 ”حضرت صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ“

ان کو جبہ بن الایسم کی طرف روانہ فرمایا۔

17 ”حضرت اٰصلصل بن شریل رضی اللہ عنہما“

ان کو صفوان بن امیہ کی طرف بھیجا تھا۔

18 ”حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ“

جنگ یمامہ میں شہادت پانے والے وہ صحابی ہیں جنہوں نے برائی کے بدلے اچھائی خرید کر کہا ”لَا فَيَا رَبِّ تُغْنِي صَفْقَتِي فَقَدْ بَغْتُ أَهْلِي وَمَالِي بَدَلًا“ اے اللہ! مجھے اس تجارت میں نقصان نہ دینا، میں نے اس دین کو اپنے اہل اور مال کے بدلے خریدا ہے۔

آپ ﷺ نے انکو بنو صیداء اور بنو الدل کی طرف بھیجا۔ (مستدرک: رقم 542)

19 ”حضرت ظبیان بن مرثد رضی اللہ عنہ“

حضرت ظبیان بن مرثد رضی اللہ عنہ کو بکر بن وائل کی طرف بھیجا۔

20 ”حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ“

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ”اولین مسلمانوں اور اولین مہاجرین میں سے

ہیں جنہوں نے نبی ﷺ سے اپنے نسب کی تصدیق کروائی آپ رضی اللہ عنہ بدر کے علاوہ دیگر غزوات میں بھی شریک ہوئے روم میں قید ہونے والے لشکر میں آپ بھی تھے، شاہ روم کی کسی آفر کو قبول نہ کیا، بالآخر اس نے کھولتے ہوئے پانی میں ڈالنا چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے پوچھنے پر بتایا میں موت کے ڈر سے نہیں رویا بلکہ ”کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں“ بادشاہ نے کہا میری پیشانی کو بوسہ دے تیرے ساتھ تیرے اسی (80) قیدی بھی آزاد کر دوں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بوسہ دیکر مسلمانوں کی آزادی کا علم بلند کیا۔ اور حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو مکتوب دیکر شاہ کسری کی طرف بھیجا اس نے مکتوب شریف کو پھاڑ دیا آپ ﷺ نے فرمایا اسکی سلطنت پارہ پارہ ہوگئی۔

21 ”عبداللہ بن بدیل“

آپ رضی اللہ عنہ ”حنین، طائف اور تبوک“ میں شرکت کر کے صفین میں شہادت پانے والے صحابی رسول رضی اللہ عنہ ہیں انکو یمن کی طرف بھیجا تھا۔

22. عبید اللہ بن الحاق رضی اللہ عنہ“

آپ ﷺ نے فرمایا کون سرکش بادشاہ کے پاس میرا خط لیکر جائے گا؟ یہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اسے جنت دے گا حضرت عبید اللہ بن عبدالحق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض کی جنت کے بدلے جانے کو تیار ہوں مکتوب گرامی لیکر روانہ ہوئے دربار کے باہر جا کر کہا! رسول رب العالمین ﷺ کا قاصد ہوں اجازت مل گئی آپ رضی اللہ عنہ نے خط دیا جس کے بعد ایک درباری مسلمان ہو گیا جسے فوراً قتل کر دیا گیا حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے صورت حال عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ مقتول یوم حشر پوری امت ہو کر اٹھے گا۔

23 ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ“

ان کو سرکار ﷺ نے مکتوب گرامی دے کر ”سمعان“ کی طرف روانہ فرمایا اس نے اس خط کے ساتھ اپنے ذول کو بیوند لگایا پھر مسلمان ہو گیا۔

24 ”حضرت علاء حضرت رضی اللہ عنہ“

ان کو بحرین کے بادشاہ منذر بن ساوی کی طرف مکتوب گرامی دیکر بھیجا وہ مسلمان ہو گیا اور اس نے اپنے علاقہ کے مجوسیوں کے بارے سوال کیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مسلمان ہو گیا وہ امان میں ہے دیگر کو جزیہ دے کر رہنا ہو گا اور ہم تمہیں معزول نہیں کرتے بلکہ مسلم حاکم کی حیثیت سے برقرار رکھیں گے۔

25 ”حضرت عمرو بن ماص رضی اللہ عنہ“

آپ رضی اللہ عنہ عرب کے ماہر تیر اندازوں میں سے ایک ہیں آپ رضی اللہ عنہ کو عمان کے دو بادشاہوں، ”حیفر اور عبد“ کی طرف بھیجا انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا تینتالیس (43) ہ کو مصر میں وصال ہوا۔

26 ”حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ“

آپ رضی اللہ عنہ عرب کے بہادر اور شجاع لوگوں میں سے ہیں حضور ﷺ نے انہیں دو مکتوبات دیکر نجاشی کی طرف بھیجا۔ اس نے گرامی نامے وصول کرتے ہی آنکھوں سے لگائے اپنے تخت سے نیچے اتر کر ان مکتوبات کا احترام کیا جوابی خط میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمان ہونے کی خبر دی ان مکتوبات کو ہاتھی کے دانتوں کی بنی ڈبیا میں ڈال کر کہا جب تک مکتوبات ہمارے پاس رہیں گے حبشہ خیر و عافیت میں رہے گا۔

27 ”حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ“

یہ بدری صحابی ہیں۔ غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ انہیں خیران کا عامل مقرر کیا گیا تھا تاکہ

انکو دین سکھائیں اس وقت انکی عمر سترہ سال تھی سن اکیاون (۵۱) ہمدینہ منورہ میں وصال کیا انکو یمن کی طرف فرائض اور حدود کی تعلیمات پر مشتمل گرامی نامہ دیکر روانہ کیا گیا تھا۔

28 ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ“

ان کو صنعاء کی طرف گرامی نامی دیکر روانہ کیا گیا تھا۔

29 ”حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ“

اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت حبشہ کا اجر لینے والے صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے دار ارقم تشریف لانے پر اسلام قبول کیا انکو بھی یمن کی طرف بھیجا گیا تھا۔

30 ”حضرت فرات بن حیان رضی اللہ عنہ“

یہ مہاجر صحابی ہیں جنکو ثمامہ بن اثال کی طرف میلہ کذاب کے قتل اور اس سے قتال کے بارے بھیجا تھا۔

31 ”حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ“

وہ بدری صحابی ہیں جو ہجرت حبشہ سے بھی سرفراز ہوئے آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ماموں ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن صفیہ انکے نکاح میں تھیں اڑسٹھ (۵۸) سال کی عمر میں چھتیس (۳۶) ہ کو وصال فرمایا انہیں منذر بن ساوی کی طرف بھیجا گیا۔

32. حضرت قیس بن نمط رضی اللہ عنہ“

وہ معزز صحابی ہیں جنکو جناب رسول اللہ ﷺ نے وفادار ہونے کا اعزاز بخشا۔ زمانہ جاہلیت میں حج کیلئے نکلے تو سرکار ﷺ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا اور مکتوب گرامی لیکر ابو زید قیس بن عمر کی طرف گئے وہ بھی مشرف باسلام ہو گیا۔

33 ”حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما“

ان کو یمن کی طرف روانہ فرمایا انکی روانگی تبوک سے واپسی پر دس (۱۰) ماہ ربیع الاول کو ہوئی۔ دیگر روایات کے مطابق مالک بن عبد اللہ اور مالک بن عقبہ بھی حضرت معاذ (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ ہی گئے تھے۔

34 ”حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ“

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ کے بھائی تھے انہیں حارث بن عبد کلال حمیدی کی طرف روانہ فرمایا پہلے اس نے تردد کیا پھر مشرف باسلام ہو گیا۔

35 ”حضرت نمیر بن خراشہ رضی اللہ عنہ“

ان کو مکتوب شریف دیکر ثقیف کی طرف بھیجا۔

36 ”حضرت نعیم بن مسعود الاشجعی رضی اللہ عنہ“

ان کو ابن ذی اللحیہ کی طرف گرامی نامہ دیکر روانہ فرمایا۔

37 ”حضرت واثکہ بن اسقع رضی اللہ عنہ“

ان کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ اکمیدر کی طرف روانہ فرمایا۔

38 ”حضرت ویر بن محسین رضی اللہ عنہ“

ان کو داذویہ کی طرف مدعی نبوت اسود غسانی کذاب کی سرکوبی کے لیے گئے۔

39 ”حضرت ولید بن بکر جہمی رضی اللہ عنہ“

ان کو یمنی سرداروں کی طرف روانہ فرمایا۔

40 ”حضرت ابو امامہ صدی رضی اللہ عنہ“

آپ جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ چھپاسی

(86) سال کی عمر میں وصال فرمایا انکو مکتوب گرامی دیکر انکی قوم باہلہ کی طرف روانہ فرمایا تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 347 تا 374)

آپ ﷺ کے کاتب

س: آپ ﷺ کے کاتبین کون تھے؟

ج: آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف اصحاب بطور کاتب مقرر فرمائے۔

1 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

2 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

3 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

4 حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

5 حضرت طلحہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ

6 حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

7 حضرت ایان بن سعید قریشی اموی رضی اللہ عنہ

8 حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، مدینہ طیبہ میں پہلے کاتب وحی تھے۔

9 حضرت ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ سے عبد یغوث بن اعلہ حارثی اور عاصم بن حارث حارثی
کیلئے خطوط لکھوائے۔

10 حضرت بریدہ بن حبیب رضی اللہ عنہ

11 حضرت ثابت بن قیس، انصاری خوزجی رضی اللہ عنہ سے شمالہ اور حدان کے وفد کیلئے مکتوب
لکھوایا۔

12 حضرت جہیم بن صلت رضی اللہ عنہ سے یزید بن طفیل حارثی کیلئے لکھوایا

13 حضرت جہیم بن سعد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کے ساتھ صدقات لکھا کرتے تھے۔

- 14 حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے مشہور کاتب تھے۔
- 15 حضرت حویطب بن عبدالعزیٰ رضی اللہ عنہ
- 16 حضرت حصین بن عمیر رضی اللہ عنہ یہ رسول اللہ ﷺ کے معاملات لکھا کرتے تھے۔
- 17 حضرت حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہ
- 18 حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کجھو روغیرہ کا ڈھیر دیکھ کر اندازہ لگا کر لکھتے تھے۔
- 19 حضرت خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے بنو عذرہ بن حمید کو اسلام کی طرف بلانے کیلئے خط لکھوائے۔
- 20 حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے سب سے پہلے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ لکھا تھا اور ثقیف کے وفد کی عرض پر ان سے مکتوب گرامی لکھوایا کہ وجہ کادریخت کاٹا جائے نہ اس کے جانور کا شکار کیا جائے۔
- 21 ”حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ“ آپ ﷺ کے مشہور کاتب تھے۔
22. حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ“ کو یہودیوں کی کتابت سیکھنے کا حکم دیا انہوں نے پندرہ دن میں یہ کتابت سیکھی۔
- 23 ”حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ“ فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا اور طائف کے روز شہید ہوئے۔
- 24 ”حضرت سہل رضی اللہ عنہ“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ کے کاتب کا نام سہل تھا۔
- 25 ”حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ“ نے سب سے پہلے نبی پاک کے لئے ﷺ لکھا۔
- 26 ”حضرت مامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے بزم معونہ کے روز شہید ہوئے ہجرت میں سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کیلئے امان نامہ لکھنے

کا حکم دیا تو آپ نے چڑے کے ٹکڑے پر لکھ دیا۔

27 "حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ" فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیت المال کی نگرانی میں تیس ہزار درہم دیے مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا کہ میرا جبر اللہ تعالیٰ پر ہے آپ رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے مکتوب کو سرکار اللہ ﷺ نے پسند فرمایا۔ اسی لئے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما بھی آپ سے لکھوایا کرتے تھے۔

28 "حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی عبداللہ عنہ" نے اپنے باپ کے قتل کی اجازت مانگی مگر آپ ﷺ نے منع فرمایا جنگ یمامہ میں گیارہ (11) ہر کو شہید ہوئے آپ بھی مکتوبات لکھا کرتے تھے۔

29 حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ انصاری خورجی بدری صحابی تھے۔ آپ جنگ موتہ میں شہید ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کا تب بھی تھے۔

30 حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف لکھا جس کو آپ ﷺ نے پسند فرمایا۔

31 "حضرت عبداللہ بن سعد ابی سرح رضی اللہ عنہ" آپ نے بہت ساری فتوحات میں حصہ لیا اور افریقہ فتح کیا۔ انہوں نے وحی خدا کو لکھا مگر بعد میں مرتد ہو گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکے لئے امان مانگی آپ ﷺ نے معاف کر دیا پھر مشرف باسلام ہو گئے۔

32 حضرت عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ

33 "حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ" نے بھی نبی ﷺ کیلئے لکھا تھا۔

34 "حضرت علاء بن عقبہ رضی اللہ عنہ" کا لکھا ہوا خط جہینہ میں بنو شیخ کیلئے ارسال فرمایا۔

35 "عبدالعزی بن خطل" یہ مرتد ہونے سے پہلے لکھا کرتا تھا مگر تحریف کا قائل تھا یعنی "عَفُوزَ رَحِيمَ" لکھنے کو کہا جاتا تو "رَحِيمَ عَفُوزَ" لکھتا آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو جواب

دیا جو میراجی چاہے گا میں وہی لکھوں گا بعد میں مرتد ہو کر مکہ چلا گیا فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور قاتل کو جنت کی بشارت دی اسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے واصل جہنم کیا یہ کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا۔

36 "حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ" کا لکھا ہوا خط مہری بن الابیض کی طرف روانہ فرمایا۔

37 "حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ" کیلئے سرکار ﷺ نے دعا فرمائی! مولا! ہمیں کتاب اور حساب کی تعلیم عطا فرما! ہمیں شہروں میں تسلط عطا فرما۔ حضرت مسروق بن وائل کی عرض پر انہی قوم کیلئے گرامی نامہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لکھوایا گیا۔

38 "حضرت سعید بن ابی سعید رضی اللہ عنہ" ابتداء اسلام مکہ میں مسلمان ہوئے ہجرت حبشہ کا اعزاز پایا آپ ﷺ کی انگوٹھی کے نگران تھے مکتوبات گرامی بھی لکھا کرتے تھے۔

39 "حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ" سے بنو حارث کے پادری، نجران پادریوں کا ہندوؤں اور انکے پیروکاروں اور راہبوں کیلئے گرامی نامہ لکھوایا۔ بنو ضباب بن بنو حارث، بنو قنات بن ثعلبہ، بنو جین الطائیں، بنو جرم بن ربیعہ کیلئے خطوط لکھے تھے۔

40۔ بنو حارث کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کیلئے کتابت کیا کرتا تھا مگر اہل کتاب سے مل گیا اور مرتد ہو گیا کچھ دنوں بعد گردن ٹوٹ گئی۔ لوگوں نے گڑھا کھود کر اوپر مٹی ڈالی تو زمین نے باہر پھینک دیا اسے قبول ہی نہ کیا تین بار ممکنہ گہری قبر کھودی گئی مگر ہر بار صبح کے وقت باہر سے ملتا بالآخر لوگ سمجھ گئے اور باہر ہی پھینک دیا گیا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 375 تا 394)

آپ ﷺ کے خطیب

س: کیا زمانہ مصطفیٰ ﷺ میں وعظ و نصیحت کیلئے اصحاب رسول ﷺ کو معین کیا گیا تھا؟

ج: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے خطیب کے لقب کا شرف پانے والے حضرت ثابت بن

قیس انصاری خزر جی رضی اللہ عنہ جن کو خطیب الانصار، اور خطیب رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا انکو جنت کی بشارت دی گئی آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ یمامہ می گیارہ (۱۱)ھ کو ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت کے بعد کسی کو خواب میں کہا کہ میری زرہ فلاں آدمی اتار کر لے گیا اور اس وقت اس نے فلاں جگہ پر رکھی ہوئی ہے وصول کر کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دینا اور عرض کرنا کہ میرے اوپر فلاں فلاں کا قرض ہے اور فلاں غلام میری ملکیت میں ہے جبکہ فلاں غلام کو میں نے آزاد کر دیا ہے اس کو خواب مت سمجھنا یہ میری وصیت ہے خواب دیکھنے والے آدمی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خبر دی انہوں نے مخالفین میں مطلوبہ جگہ سے ذرہ حاصل کر لی جب یہ خبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دی گئی تو انہوں نے اس وصیت کو جائز قرار دیتے ہوئے اس پر عمل کیا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 395)

آپ ﷺ کے شعراء کرام

س: کیا نبی ﷺ کے ظاہری زمانہ میں شعراء مخصوص تھے؟

ج: بہت سے صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم تھیں جو نبی ﷺ کی مدح میں اشعار کہا کرتے تھے جنکی تعداد تقریباً دو سو (200) ہے۔

س: آپ ﷺ کی فضیلت اور کفار کی جوبیان کرنے والے اصحاب کے نام اور انکی شاعری کی خصوصیات بتائیں؟

ج: یہ فریضہ انجام دینے والے مشہور تین صحابہ ہیں۔

1 ”حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ“ آپ رضی اللہ عنہ کی شاعری کی خصوصیت یہ ہے کہ کفار کی جھو کرتے وقت انکے لب کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

2. حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ“ آپکی شاعری کی خصوصیت یہ تھی کہ کفار کو انکے عقیدہ

کفر پر عار دلاتے تھے۔

3 "حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ" آپ کے اشعار کی خصوصیت یہ تھی کہ کفار کو انکی شکستیں اور اسلامی فتوحات یاد دلا کر جنگ سے ڈراتے تھے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 396)

آپ ﷺ کے حدی خواں

س: حدی خوانی کسے کہتے ہیں اور اس کا آغاز کیسے ہوا؟

ج: اپنی سحر بیانی کے ساتھ اونٹوں کے سامنے لمبے سفروں پر جو لوگ چلائے جاتے تھے تاکہ انکی آواز پر مست ہو کر اونٹ تیز چلیں حدی خوانی کہلاتا ہے۔ اس کا آغاز کچھ یوں ہوا جبکی خبر اصحاب رسول ﷺ نے نبی ﷺ کو عرض کی۔

یا رسول اللہ ﷺ! سب سے پہلے ہم میں سے حدی خوانی کا آغاز اس طرح ہوا کہ ایک شخص سفر میں تھا اس نے اپنے غلام کے ہاتھ پر مارا اور وہ ٹوٹ گیا غلام اونٹ ہانک رہا تھا وہ اپنی تکلیف کی وجہ سے کہنے لگا "وَاَيْدَا، وَاَيْدَا" اس نے کہا "هَيَّيَا، هَيَّيَا" آواز کا ردھم سن کر اونٹ تیز رفتار چلنے لگے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 11، ص 396)

س: کیا سرکار ﷺ نے اونٹوں کی حدی خوانی کھیلنے صحابہ کرام کا اختصاص فرمایا؟

ج: مختلف سفروں میں مختلف اصحاب نے یہ ذمہ داری سرانجام دی جن کی تفصیل یہ ہے۔

1 "امحشہ" یہ خوبصورت آواز رکھنے والے سیاہ فام غلام تھے۔ حجتہ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی سواریوں کی حدی خوانی کھیلنے انہیں مختص کیا گیا، آپ رضی اللہ عنہ کی آواز پر اونٹ مست ہو کر تیز رفتار ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا "زَوَيْدَا اِنَّا نَجْشَةُ لَا تَكْسِرُ

الْقَوَادِيرُ" ذرا آہستہ؛ شیشے کے جام نہ توڑ دینا۔ (یعنی خواتین کمزور ہیں)

2. حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ

3 "حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ"

4 "حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ" یہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔

آپ ﷺ کی بارگاہ میں آمد و فود

س: آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے وفود کے اسماء کیا ہیں۔
ج: آپ ﷺ کی بارگاہ میں آنے والے وفود کسی مشہور شخصیت کی سربراہی یا مشہور جگہ سے آنے کی وجہ سے اس شخص یا جگہ کی طرف منسوب کر دیئے گئے۔

ارو بن معلیٰ اور سلمہ بن عیاض الاسدی	حمیرا	بنو نجیم
حضرت جریر بن عبد اللہ بنحلی	جذام	بن حارث
بنو حنفیہ اور مسلمہ کذاب	بنی سلیم	بنی سدوس
بنی الرواس بن کلاب	حضرت موت	ہمدان
حضرت فروہ بن مک	بنی کنانہ	بنی شیبان
طے حضرت زید النخیر کے ہمراہ	صداء	علماء نجران
حضرت الیاس علیہ السلام سے ملاقات	معار یہ بن حمیدہ	محارب
حامہ بن اھیم بن لاقیس سے ملاقات	قیس بن عاصم	زبید
حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات	عبد بن عدی	بن عبس
درندوں کا خدمت میں حاضر ہونا۔	عدی بن حاتم	وائل بن حجر
عمرو بن معدی کریب	عبد القیس	مہرۃ نافع بن زید
بنی حارث بن کعب	غمرۃ	حیثان
عبدالرحمن بن ابی عقیل	بلی	بنی بکر
حکم بن حزن الکفشی	بنی ثعلبہ	غسان

طارق بن عبد اللہ	اشجع	غافق
کنندہ ابورزین بن عامر	بنی کلب	وفود جن
بنو ہلال بن عامر ہمدان	بنی کلاب	صدف
حارث بن حسان	فروہ بن عمرو جدائی	ابی صفرة
بنی سعد ہذیم	وائل بن حجر	احمس
حجاج بن علاط	باحلہ	جرم
ضمائم بن ثعلبہ	ادعمان	محارب
عفس کا ایک شخص	خفاف بن فضلہ	غامد
واٹکہ بن اسقع	بنو عامر صعصعہ	بنی قشیر
ازدثنوۃ	جعدہ	بنی تمیم
جعفی	جہینہ	نخع
فزارہ	مرہ	رہاوتین
بنی عذرہ	مزینہ	بنی عقیل

(بل الحدی والرشاد ج 6، 261 تا 440)

سامان جہاد

آپ ﷺ کی کمائیں

س: آپ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے زیر استعمال کمائوں کی تعداد کتنی ہے؟
ج: آپ ﷺ کی زندگی میں تیر اندازی کیلئے استعمال ہونے والی کمائوں کی تعداد چھ ہے جن کے اسماء یہ ہیں۔

1 "زوحاء"

2. شو حط "اسکا دوسرا نام بیضاء بھی ہے

3 "صَفْرَاءُ" یہ نوح درخت کی لکڑی سے تیار شدہ تھی اور یہ کمان غزوہ احد میں ٹوٹ گئی تھی جسے

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے برکت کیلئے لے لیا تھا

4 "السِّدَّاسُ" اگرچہ بعض نے اسے تلوار میں شمار کیا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رضی

اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی ایک کمان تھی جس کا نام السداس تھا۔

5 "زُورَاءُ"

6 "كَنْوَمُ" اس کمان کی خاصیت یہ تھی کہ جب اس سے تیر پھینکا جاتا تو اس سے آواز نہیں آتی

تھی یہ کمان بھی غزوہ احد میں ٹوٹ گئی تھی اس کو حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے حاصل

کر لیا تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 362)

نوٹ: بعض اہل سیر نے آپ ﷺ کی ایک کمان کا نام قوس مُزْتَمِع بھی بتایا اس کمان کی

ترکش اور پٹی دباغت شدہ چمڑے سے بنی ہوئی تھی جس میں چاندی کے تین حلقے بنے

ہوئے تھے نیز اس کا بکسوا (بٹس) اور کنارہ (دھانہ) بھی چاندی کا تھا۔

(الغرر والدور فی سیرت خیر البشر (مترجم) ص 67)

آپ ﷺ کی تلوار میں

س: کیا آپ ﷺ نے اپنی تلواروں کو سونا چاندی وغیرہ سے مزین کیا؟

ج: جی ہاں! آپ ﷺ کی بعض تلواروں کا دستہ جبکہ بعض کا پھل چاندی کا تھا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "ذَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى سَيْفِهِ

ذَهَبٌ وَفِصَّةٌ" (ترمذی: رقم 1690) فتح مکہ کے روز آپ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے

تو آپ ﷺ کی تلوار پر سونا اور چاندی چڑھے ہوئے تھے۔

س: آپ ﷺ کی تلواروں کی تعداد اور تعارف بیان کریں۔؟

ج: آپ ﷺ کی تلواروں کی تعداد نو یا گیارہ بیان کی جاتی ہے۔ جسکے نام اور تعارف یہ ہے۔
1 ”الْمَأْنُورُ“ آپ ﷺ کو اپنے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے وراثت میں ملنے والی یہ پہلی تلوار ہے جو کہ آپ کی ملکیت بنی ہجرت کے وقت آپ ﷺ اسے اپنے ساتھ مدینہ طیبہ میں لے آئے تھے۔

عبدالحمید بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمَدِينَةِ فِي الْهَجْرَةِ بِسَيْفٍ كَانَ لِأَبِي مَأْنُورٍ“ ہجرت کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ الما ثور نامی ایک تلوار تھی جو کہ آپ کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے وراثت میں ملی تھی۔

2. ذوالفقار ”یہ تلوار آپ ﷺ کو غزوہ بدر میں مال غنیمت کے طور پر ملی تھی۔ آپ ﷺ نے اسکا یہی نام ذوالفقار برقرار رکھا یہ تلوار پہلے قاضی ابن منبہ لکھمی کی ملکیت تھی وہ جنگوں میں کبھی اس کو جدا نہ کرتا۔ اس کے اوصاف میں ہے کہ اسکا دستہ چرخی اور پھل چاندی کا تھا اس کے وسط میں گڑھے تھے یہی تلوار آپ ﷺ کو غزوہ بدر کے روز خواب میں دکھائی گئی تھی۔

حضرت ابوالکلم الصیقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”أَنَّهُ صَقِلَ سَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَا الْفَقَّارِ“ کہ انہوں نے آپ ﷺ کی تلوار کو صیقل کیا اسکا دستہ چاندی کا تھا جسکو ذوالفقار کہا جاتا تھا۔

(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث 840)

نوٹ: ابن عدی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حجاج بن علاط نے حضور ﷺ کو ذوالفقار تلوار بطور تحفہ پیش کی تھی ”وَكَاثَتْ لَهُ قُبْضَةٌ مِنْ فَصْوَ وَكَانَ يَسْمَى ذَا الْفَقَّارِ“ کہ جس کا قبضہ چاندی کا تھا۔
(سنن ابن ماجہ: رقم 2808)

3 ”قَلْبِيْعَةٌ“: یہ جنگل میں قلعہ کی پراگاہ کی طرف منسوب تھی۔

4 ”الْبَتَّازُ“: بتار کا معنی ہے کاٹنے والی چونکہ یہ زیادہ تیز اور دھاری دار تھی اسی وجہ سے اس کو بتار کہا جاتا ہے۔

5 ”الْحَفَفُ“: حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی ایک تلوار کا نام الحفف ہے وہ تیز دھار تھی۔

نوٹ: یہ تینوں تلواں غزوہ بنو قینقاع کے مال غنیمت سے حاصل ہوئیں تھیں۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 364)

6 ”الْمُخَزَمُ“:

7 ”رَسَنُوبَا“: مروان بن ابی سعد الملعنی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک تلوار تھی جسے المخرم کہتے تھے، ایک تلوار کو رو با کہا جاتا تھا یہ طے کے بت الفلّس کے پاس سے آئی تھیں۔

8 ”الْعَضْبُ“: یہ تلوار ابو بکر بن ابی خیشمہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ہجرت کے وقت آپ ﷺ کے پاس دو تلواں تھیں ان میں سے ایک کو ”العضب“ کہا جاتا تھا آپ ﷺ نے اسی کے ساتھ غزوہ بدر میں شرکت کی تھیں۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 364)

دوسری روایت کے مطابق غزوہ بدر کی طرف جاتے ہوئے یہ تلوار آپ ﷺ کو حضرت سعد بن ابی عبادہ رضی اللہ عنہ نے تحفہ کے طور پر پیش کی تھی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 364)

9 ”الْقَضِيبُ“: یہ تلوار بھی آپ ﷺ کو غزوہ بنو قینقاع کے مال غنیمت کے السلحہ سے ملی تھی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 364)

10 ”الصَّمْصَامَةُ“: یہ تلوار عمرو بن معدیکرب الذبیدی کی تھی حضرت خالد بن سعد رضی اللہ عنہ نے یہ تلوار بطور ہدیہ آپ ﷺ کو پیش کی تھی یہ عرب کی مشہور تلواروں میں سے ایک ہے جسکو نبی ﷺ استعمال فرمایا کرتے تھے۔

11 ”الْكَحِيفُ“:

ان میں سے بعض تلواروں کو حافظ ابوالفتح نے اپنے دیوان میں یوں نظم کیا۔

وَ إِذَا هَزَّ خَشَامًا هَزَّهُ خَنْفَ الْكَمَامَةِ مِنْ قَضِيْبٍ وَرَسُوْبٍ رَأْسٍ فِي الصَّرْبَاتِ
أَبْيَضُ النَّارِ قَدْ حَدَا الْبَاتِرَاتِ خِلَتْ لَمَعُ الْبُزُقِ يَبْدُو مِنْ سَنَاءِ الْفَقَرَاتِ
وَلِلنَّارِ الْمُخْزَمِ الْمَاضِي لَهَيْبِ الْجَمَرَاتِ وَبِمَا الْحَتَفِ وَالْعُضْبِ ظُهُورُ الْمُعْجَزَاتِ
(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 364)

جب آپ ﷺ نے زرہ پوش جوانوں کو دیکھ کر حسام (تور) کو ہلایا اسی طرح قضیب، اور رسوب کی ضربوں سے سروں کو چیرنے والی تلواروں کو حرکت دی، سفید بتار نے تیز تلواروں کو کاٹ کے رکھ دیا، تم خیال کرو گے کہ فقرات کی روشنی میں نکلی چمک رہی ہے، تیز تلوار الحزم کیلئے آگ کی پسیٹیں تھیں، اسی طرح الحتف اور العضب سے معجزات کا ظہور ہوا۔

آپ ﷺ کے نیزے

آپ ﷺ کے نیزے دو طرح کے تھے یعنی بڑے اور چھوٹے جنہیں برچھیاں بھی کہا جاتا ہے۔

س: آپ ﷺ کے نیزے کتنے تھے تعداد مع نام ذکر کریں؟

ج: آپ ﷺ کے زیر استعمال رہنے والے نیزوں کی تعداد پانچ تھی، جن کے نام یہ ہیں۔

1 "الْمُنْشَىٰ" یہ نام اس لیے پڑا کہ یہ نیزہ جسے لگتا تھا وہ دم توڑ جاتا تھا۔

2. الْمُنْشَىٰ

3. الْعَنْزَه - آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نجاشی سے لیا تھا۔

4. النَّبْعَة

5. الْبَيْضَاء (الفرور والدرور فی سیرۃ خیر البشر "مترجم" ص 67)

5. الْبَيْضَاء

نوٹ: بعض سیرت نگاروں نے آخری تین کو برجیوں میں شمار کیا ہے۔

آپ ﷺ کی برجیاں

س: آپ ﷺ کی برجیوں کی تعداد کتنی ہے نیز اسماء ذکر کریں؟

ج: حضور ﷺ کے زیر استعمال برجیوں کی تعداد پانچ ہے جن کا تعارف یہ ہے۔

1: ”النَّبْعَةُ“ یہ چھوٹی برجی تھی اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ حِزْبَةٌ تَسْمَى النَّبْعَةُ“ حضور ﷺ کے ایک برجی کا نام ”النْبَعَةُ“ تھا۔ (المعجم الكبير: رقم 11208)

2: ”الْبَيْضَاءُ“ یہ برجی النْبَعَةُ سے بڑی تھی جو کہ عید کی نماز میں سترہ کے طور پر سامنے نسب کر دی جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عید کے روز یہ آپ ﷺ کے سامنے گاڑ دی جاتی تھی۔ آپ ﷺ اسی طرف رخ انور کر کے نماز عید ادا فرماتے تھے۔

3: ”الْعَنْزَةُ“ یہ تلوار کی مانند چھوٹا برج تھا آپ ﷺ نے خیبر سے واپسی پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ہجرت کے وقت نجاشی رضی اللہ عنہ سے لیا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسے لیکر عیدین کے موقع پر آپ ﷺ کے سامنے چلا کرتے تھے کبھی آپ ﷺ بھی اسکو لے کر چلتے تھے اور ضرورت کے وقت آپ ﷺ اس کو سترہ کے طور پر زمین میں گاڑھ لیتے تھے۔

4: ”الْهَذَّ“

5: ”الْقَمَرَةُ“ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ حِزْبَةٌ تَسْمَى الْقَمَرَةُ“ آپ ﷺ کا ایک حربہ تھا جسے القمرہ کہا جاتا تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 365، 366)

آپ ﷺ کے عصائے مبارکہ

س: کیا عصاء رکھنا نبی ﷺ کی سنت ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ اکثر اپنے ہاتھ میں عصاء مبارک رکھا کرتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا ”إِنَّهُ اتَّخَذَ الْعَصَا فَقَدْ اتَّخَذَهَا أَبِي إِبْرَاهِيمَ“ اگر میں نے عصاء پکڑا ہے تو میرے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی پکڑا تھا۔

س: آپ ﷺ کے پاس کتنے عصائے مبارک تھے ان کا مختصر تعارف و تعداد بتائیں؟

ج: حضور ﷺ کے مشہور چار عصائے مبارک تھے۔

1 ”الْدَّقْنُ“ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”كَانَ لَهُ وَحَدَّجَن يَسْفِي الدَّقْنَ“ آپ ﷺ کی ایک لاٹھی کو ”الدقن“ کہا جاتا تھا جو ایک ذراع یا اس سے طویل تھی آپ ﷺ اسے لیکر چلتے اور سوار ہوتے تھے اور اپنے سامنے اونٹ پر رکھتے تھے۔

2 ”الْمُخَضَّرَةُ“ اس کا دوسرا نام ”عُزْجُونُ“ بھی ہے عرجون کھجور کی اس شاخ کو کہتے ہیں جو خشک ہونے کے بعد قدرے ٹیڑھی ہو جائے آپ ﷺ کا یہ عصا یا تو ایسی ہی لکڑی سے بنا ہوا تھا یا

پھر اس کے خمدار ہونے کی وجہ سے اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (مدارج النبوة: ج 2، ص 824)

3 ”قَضِيبُ“ یہ شوح نامی درخت کی لکڑی سے بنا ہوا عصاء تھا جسے مشوق بھی کہتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَضِيبٌ يَسْمَى الْمَمْشُوقَ“ حضور ﷺ کے ایک عصاء کا نام قَضِيبُ تھا جسے مشوق بھی کہا

(المعجم الكبير: رقم 2676)

جاتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ یہی عصاء تھا جسے خلفاء راشدین پکڑتے تھے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 366)
4 ”هزاة“ آپ ﷺ کی یہی وہ چھڑی تھی جس کو ”عصا“ کہا جاتا تھا۔

آپ ﷺ کی زریں

س: آپ ﷺ کے پاس کتنی زریں تھیں تعداد و تعارف بیان کریں؟

ج: آپ ﷺ کی استعمال شدہ زریں کی تعداد سات تھی۔ جن کے اسماء اور تعارف یہ ہے۔

1 ”السُّغْدِيَّةُ“ اس کو ”س“ اور ”ص“ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ (مدارج النبوة: ج 813)

یہی وہ زرہ تھی جسے اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت سے قتال کرتے وقت زیب تن کیا تھا اور اس کو واصل جہنم کیا آپ ﷺ نے غزوہ حنین اور خیبر میں ”سُغْدِيَّةُ“ اور اس کے ساتھ ”ذات الفضول“ نامی زرہ کو زیب تن فرمایا۔ جبکہ بعض نے داؤدی زرہ کا نام ردھا بھی لکھا ہے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 368)

2. أَلْفَضَّةُ ”مروان بن ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو دو زریں

”سُغْدِيَّةُ“ فضہ، غزوہ بنو قینقاع کے اسلحہ سے ملی تھیں۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 368)

اسے آپ ﷺ نے غزوہ احد میں ذات الفضول نامی زرہ کے اوپر پہنا تھا۔

(مدارج النبوة: ج 2، ص 813)

3 ”ذات الفضول“ یہ لوہے کی بنی ہوئی زرہ تھی جس کے اوپر چاندی کے چار کڑے تھے

دو کندھوں کی جانب دو سینہ کی طرف تھے اس کی طوالت کی وجہ سے اس کا نام پڑ گیا تھا۔ جب

آپ ﷺ غزوہ بدر کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے

ہدیہ کے طور پر آپ کو پیش کی تھی۔ (مدارج النبوة: ج 2، ص 813)

یہی زرہ تھی جس کو تیس صاع کے عوض ابو ثعمر یہودی کے پاس گروی رکھا گیا تھا۔

4 ”ذات الوشاح“

5 ”ذات الحواسی“ یزرہ بالکل منفرد بناوٹ کی تھی اس وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا۔

(مدارج النبوة: ج 2، ص 813)

6 ”البتراء“ اس کا یہ نام اس کے چھوٹے پن کی وجہ سے دیا گیا ہے۔

(مسبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 368)

7 ”الخِرْقَى“ اس کا تعارف نہیں مل سکا۔

آپ ﷺ کی جنگی ٹوپی

س: کیا غزوات میں نبی ﷺ حفاظتی ٹوپی پہنا کرتے تھے؟

ج: فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے ”السبوغ“ پہنا ہوا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ ”دَاخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ مَغْفَزٌ مِنْ حَدِيدٍ“ حضور ﷺ فتح مکہ کے روز

مکہ میں جب داخل ہوئے آپ ﷺ کے سراقدس پر لوہے کا خود تھا۔ (مسلم: رقم 1357)

س: آپ ﷺ کے خود کتنے اور ان کا کیا نام تھا؟

ج: آپ ﷺ کے مشہور خود تین تھے۔

1 ”السَّبُوغُ“

2 ”الْمَوْشِحُ“

3 ”بَيْضُهُ“

”بَيْضُهُ“ نامی خود کو آپ ﷺ نے احد کے دن پہنا ہوا تھا، اس کی ایک کڑی آپ ﷺ کے

(مدارج النبوة: ج 2، ص 813)

چہرہ انور میں چمک رہی تھی جس سے خون بھی جاری ہوا تھا۔

آپ ﷺ کا کمر بند

س: آپ ﷺ کے پاس کمر بند کتنے اور کون کون سے تھے؟

ج: آپ ﷺ کے پاس ایک کمر بند تھا جس کو ”مِنْطَقَةٌ“ کہا جاتا تھا۔ اس سے آپ ﷺ

اپنی کمزوری کو باندھا کرتے تھے۔ یہ کمزور بند پھیلے ہوئے چمڑے کا بنا ہوا تھا اس میں چاندی کے تین حلقے تھے۔ اور کمزور بند کے سرے اور یکسو بھی چاندی کا تھا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 369)

آپ ﷺ کی ڈھالیں

حضور ﷺ ڈھال کا استعمال فرماتے تھے حضرت عبدالرحمن بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ”وَمَعَهُ ذِرَافَةٌ اسْتَتَرُ بِهَا“ (ابوداؤد: رقم 22)

آپ ﷺ کے پاس چمڑے کی ڈھال تھی جسے آپ ﷺ نے اڑ بنایا ہوا تھا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 370)

س: آپ ﷺ کے زیر استعمال رہنے والی ڈھالوں کی تعداد اور تعارف بیان کریں۔؟

ج: آپ ﷺ کی ڈھالوں کی تعداد تین تھی جنکے نام یہ ہیں۔

1 ”الرِّلُوفُ“ یہ لفظ زلق سے بنا ہے جس کا معنی ہے حرکت دینا

2 ”الْفَتْقُ“ اس کا معنی ہے شکاف ڈالنا۔ (مدارج النبوة: ج 2، ص 813)

3 ”الْفَرْسُ (تُرْس)“ اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اس پر کچھویا، میٹڈے کی تصویر تھی۔

جب آپ ﷺ نے ناپسند جانتے ہوئے اس پر ہاتھ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ختم فرمادیا۔

(الغرر والدور فی سورۃ خیر البشر: ص 67)

آپ ﷺ کی ترکش

س: کیا آپ ﷺ کے پاس ترکش بھی نام بتائیں۔؟

ج: جی! آپ ﷺ اپنے پاس ترکش رکھتے تھے جس کا نام ”کنانہ“ تھا۔ حدیبیہ کے کنارے

جب پڑاؤ ڈالا تو کنوئیں میں پانی کم تھا جو جلد ہی ختم ہو گیا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی

کی کمی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا اور اسے کنوئیں میں گاڑنے کا حکم

ارشاد فرمایا "مَا زَالَ يَجْنِشُ بِالرَّيِّ حَتَّى صَدَرُوا" (بخاری: رقم 2731) تیر گاڑنا ہی تھا کہ پانی امنڈ آیا تمام لشکر نے سیراب ہو کر پانی پیا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 370)

آپ ﷺ کے جھنڈے

نبی ﷺ جب غزوات میں تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص رنگ کے جھنڈے ہوتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاءُهُ أَبْيَضٌ" (ترمذی: رقم 1679)

جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک جھنڈا تھا جس کا رنگ سفید تھا۔

س: آپ ﷺ کے جھنڈوں کی تعداد اور نام بتائیں؟

ج: حضور ﷺ کے جھنڈوں کی تعداد کی طرح نام بھی معین نہیں ہیں کیونکہ جھنڈے مخصوص نہ ہوتے تھے مختلف رنگوں کے کپڑوں کو مختلف اوقات میں استعمال فرمایا۔

مختلف روایات سے آپ ﷺ کے جھنڈوں کے چھ طرح کے رنگ ثابت ہیں۔

1 "لواء ابيض" سفید جھنڈا تھا جس پر کلمہ طیبہ "لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ" لکھا ہوا تھا۔

2 "لواء اسود" یہ سیاہ رنگ کا جھنڈا تھا۔

3 "لواء اغبر" خاکستری جھنڈا تھا۔

4 "لواء غیرہ سوداء" یہ درمیانہ سیاہ رنگ کا جھنڈا تھا جو کہ دھاری دار تھا اسی علم کو عقاب کہا جاتا تھا۔

5 "لواء صفراء" یہ زرد رنگ کا جھنڈا تھا۔

6 "لواء حمراء" یہ سرخ رنگ کا جھنڈا تھا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 371)

آپ ﷺ کے خیمے

آپ ﷺ کے پاس چمڑے کا بنا ہوا خیمہ ہوتا تھا جس کو آپ ﷺ سفر میں اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ انکے رنگ کے بارے میں تین طرح کے الفاظ ملتے ہیں۔

1 "قُبَّةٌ مِنْ أَدَمَ" عون بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمَ" (بخاری: رقم 3176)

میں نے غزوہ تبوک میں آپ ﷺ کی زیارت کی اس وقت آپ ﷺ چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔

2 قُبَّةٌ حُمْرَاءُ سرخ خیمہ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي قُبَّةٍ حُمْرَاءَ مَوْبَعَةٍ" (بخاری: رقم 376)

میں نے نبی ﷺ کو سرخ رنگ کے چکوری خیمہ میں تشریف فرما دیکھا۔

3 "قُبَّةٌ مِنْ شَعْرٍ" بالوں والا خیمہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

"أَمَرُ النَّبِيِّ ﷺ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعْرٍ" (مسلم: رقم 1218)

بے شک نبی ﷺ نے بالوں والے خیمہ کو لگانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 372)

آپ ﷺ کی زین

آپ ﷺ زین کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبد الرحمن فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ سرکاری ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"أَسْرِجْ لِي الْفَرْسَ دَفْتَاهُ مِنْ لَيْفٍ لَيْسَ فِيهِ أَشْرٌ وَلَا بَطْنٌ" (ابوداؤد: رقم 5233)

میرے گھوڑے پر زین ڈالو۔ انہوں نے ایسی زین ڈالی جس کے کنارے کھجور کے بنے

ہوئے تھے جس میں غرور و تکبر کا نام تک نہ تھا۔

س: آپ ﷺ کی زین کا نام کیا تھا؟

ج: حضور ﷺ کی زین کا نام ”الدا ج الموجز“ تھا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 7، ص 374)

غرورات کا بیان

س: کفار کے ساتھ ہونے والی جنگ کو اسلامی اصطلاح میں کیا کہا جاتا ہے؟
ج: کفار کے ساتھ ہونے والے جنگی معرکوں کو غرودہ یا سریہ کہا جاتا ہے۔ جسکی جمع غرورات و سرایا آتی ہے۔

س: غرودہ اور سریہ میں کیا فرق ہے؟
ج: جن مہمات میں نبی ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے انکو غرورات کہتے ہیں جبکہ کفار مشرکین کی سرکوبی کے لیے دتے روانہ فرمائے مگر خود شریک نہ ہوئے ان مہمات کو سرایا کہا جاتا ہے۔

س: سرایا کی تعداد کتنی ہے؟
ج: نبی ﷺ نے اپنی ظاہری زندگی میں جن دستوں کو روانہ فرمایا اختلاف کے ساتھ ان کی تعداد (73, 66, 50, 48, 35) تک بیان کی جاتی ہے۔

سرایا کا بیان

س: آپ ﷺ کے ظاہری زمانہ میں ہونے والے سرایا کے اسماء بتائیں؟
ج: آپ ﷺ کے ظاہری زمانہ میں ہونے والے سرایا کے اسماء درج ذیل ہیں۔
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

عکاشہ بن محض عمر مہ زوق کی طرف	حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ
حضرت علی المرتضیٰ یمن کی طرف	ابو بکر صدیق بنو فزارة کی طرف
عبدالرحمن بن عوف کی طرف	ابوسلمہ عبداللہ الاسد قطن کی طرف
حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ	بہر معونہ کے شہداء
سرایہ محمد بن مسلمہ	صاء بنت مروان کا قتل
حضرت محمد بن مسلمہ القرطاء کی طرف	حضرت عمرو بن امیہ بارگاہ رسالت مآب میں
محمد بن مسلمہ معاویہ کی طرف	محمد بن مسلمہ معاویہ کی طرف
زید بن حارثہ العیص کی طرف	ابو عبیدہ بن جراح ذوالقصة کی طرف
زید بن حارثہ جذام کی طرف	زید بن حارثہ الطرف کی طرف
زید بن حارثہ الطرف کی طرف	حضرت عبداللہ بن انیس
حضرت عامر بن مہیزہ کی شہادت	حضرت زید بن حارثہ القرذہ کی طرف
زید بن حارثہ وادی القری کی طرف	محمد بن مسلمہ معاویہ کی طرف
حضرت زید بن حارثہ مدین کی طرف	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تریہ کی طرف
کرز بن جابر یاسعید بن عتین کی طرف	حضرت زید بن حارثہ وادی القری کی طرف
حضرت ابان بن سعید نجد کی طرف	حضرت علی رضی اللہ عنہ بنو سعد بن بکر کی طرف
حضرت ابو بکر نجد میں ذوالکلاب کی طرف	حضرت عبداللہ بن عتیک ابورافع کی طرف
بشیر بن سعد بنو مرہ ذک کی طرف	حضرت غالب بن عبداللہ المیعقہ کی طرف
ابی قتادہ لطن انصم کی طرف	ریہ حضرت بشیر بن سعد یمن اور جبار کی طرف
ابو عامر الاشعری اوطاس کی طرف	حضرت سعد بن زید الاشہلی مناة کی طرف
غالب بن عبداللہ بنو ملوح کی طرف	حضرت اخرم بن ابی العوجاء سلمی بنو سلیم کی طرف

- غالب بن عبد اللہ بن ملوچ کی طرف کعب بن عمیر ذات اطلاق کی طرف
- امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ فلس کی طرف حضرت شجاع بن وہب کی طرف
- حضرت عمرو بن عاص ذات السلاسل کی طرف حضرت ابو عبیدہ ساحل سمندر کی طرف
- ابو قتادۃ الانصاری حضرۃ کی طرف حضرت خالد بن ولید عزی کی طرف
- حضرت اسامہ بن زید کی الحركات کی طرف مہم حضرت عکاشہ کی طرف
- حضرت طفیل بن عمرو دوسی ذوالکفین کی طرف عیینہ بن حصن الفزاری بنو تمیم کی طرف
- حضرت عمرو بن مرہ ابوسفیان بن حارث کی طرف قیس بن سعد بن عبادۃ یمن کی طرف
- حضرت عبد اللہ بن عوسجہ بنو حارث کی طرف حضرت علقمہ بن مجزز حبشہ کی طرف
- حضرت خالد بن ولید بن مالک کی طرف حضرت قطہ بن عامر کی طرف
- حضرت ضحاک بن سفیان بنو کلاب کی طرف بنی عیسٰی رعتیہ الحسبی کی طرف
- حضرت خالد بن ولید، عبد المران کی طرف حضرت خالد بن ولید المدان کی طرف
- حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ طاغیہ کی طرف
- حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت خالد بن سعد یمن کی طرف خالد بن ولید خشم کی طرف۔
- اسلام لانے سے قبل حضرت جریر بن عبد اللہ ذوالخلفہ کی طرف۔
- حضرت عمرو بن عاص اور حضرت خالد کی کمانہ میں سے بنو خزیمہ کی طرف روانگی۔
- حضرت اسامہ بن زید اپنی کی طرف بعض ان شہروں کا تذکرہ جنہیں آپ نے فتح کیا۔
- س: آپ ﷺ کے مشہور سرایا کا مختصر تعارف کریں۔
- ج: آپ ﷺ کے مشہور سرایا درج ذیل ہیں۔
- 1 ”سر یہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ“

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی زیر کمان ساٹھ (60) یا اسی (80) مہاجر صحابہ پر

مشتمل دستہ روانہ فرمایا تاکہ قریش مکہ کا لشکر جو کہ عکرمہ بن ابی جہل یا ابوسفیان کے زیرِ کمان تھا اس کو ریاست مدینہ کی حدود میں داخل نہ ہونے دیں۔ یہ واقعہ ہجرت کے آٹھ (8) ماہ بعد واقع ہوا۔
(سیرت خیر الانام: ج 1، ص 364، طبقات ابن سعد: ج 2، ص 7)

2. سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے زیرِ کمان بیس (20) یا اکیس (21) پیادہ مجاہدین کو انحرار (محہ کے قریب ایک چٹڑ یا وادی) کی طرف روانہ فرمایا مگر کسی لشکر سے تصادم نہ ہوا۔ یہ واقعہ بھی ہجرت کے آٹھ ماہ بعد پیش آیا۔
(طبقات ابن سعد: ج 2، ص 7)

3 ”سریہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ۔

کفار مکہ نے ابو جہل کی کمان میں تین سو افراد پر مشتمل لشکر بھیجا جن کے مقابلہ کے لئے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل جیش روانہ کیا گیا جن کی کمان سرکار ﷺ کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کی، یہ معرکہ مجدی بن عمرو الجہنی جو دونوں کا حلیف تھا، اس کے مجبور کرنے پر کیا تاکہ دونوں اپنے معاہدہ کے پابند رہتے ہوئے لڑائی سے باز رہیں۔

(سیرت ابن ہشام: ج 2، ص 247)

4 ”سریہ عبد اللہ بن تحش رضی اللہ عنہ

سرکار ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن تحش کی کمان میں آٹھ (8) یا بارہ (12) افراد پر مشتمل لشکر دیکر ایک خفیہ مہم پر روانہ فرمایا جس کے خلاف تصادم بھی ہوا۔ جبکہ یہ واقعہ ماہ رجب دو (2) ہجری میں پیش آیا۔
(سیرت ابن ہشام: ج 2، ص 252)

5 ”سریہ عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ

پانچ محرم الحرام چھ (6) ہجری بروز پیر حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو سفیان بن خالد الہذلی کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا جو کہ ”عرنہ“ کے مقام پر جمیعت اٹھی کر رہا تھا تاکہ مدینہ

منورہ پر یلغار کرے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کامیابی لیکر پلٹے۔

(طبقات ابن سعد: ج 2، ص 50)

6 ”سریہ طرف“

مدینہ منورہ سے چھتیس⁽³⁶⁾ میل کے فاصلے پر واقع ایک مقام کا نام طرف ہے جمادی الآخر چھ⁽⁶⁾ ھ میں بنو ثعلبہ کو سزا دینے کیلئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی کمان میں پندرہ افراد پر مشتمل ایک لڑاکا گشت روانہ کیا گیا، اس سریہ کا مکمل نام ”زید بن حارثہ الی الطرف“ ہے۔

(سیرت خیر الانام: ج 1، ص 390)

7 ”سریہ وادی القری“

ماہ رجب چھ⁽⁶⁾ ھ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بارہ⁽¹²⁾ مجاہد کے ساتھ وادی القری کی طرف روانہ کیا گیا کیونکہ اس علاقے کے قبائل نے کچھ عرصہ قبل حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نو⁽⁹⁾ ساتھیوں کو شہید کر دیا تھا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ خود بھی زخمی ہو گئے تھے۔

(المغازی واقدی: ج 2، ص 564)

8 ”سریہ بنو غطفان“

ماہ شعبان سات⁽⁷⁾ ھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کمان میں مجاہدین کا ایک دستہ بنو غطفان کی شاخ بنو فزار کی طرف روانہ کیا کیونکہ انہوں نے پھر اسلام کے خلاف لشکر کشی کا منصوبہ تیار کر لیا تھا، مسلمانوں کا یہ دستہ قتال کے بعد کامیابی لیکر واپس ہوا۔

(طبقات ابن سعد: ج 2، ص 117)

9 ”سریہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ“

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کمان میں تین مجاہدین کا دستہ بنو جوازن کی ایک شاخ جو مدینہ منورہ کے قریب مقام ”ثریبہ“ میں آباد تھی کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا جو کہ لشکر اسلام کی خبر سن کر پہاڑوں میں منتشر ہو گئے یوں کوئی تصادم نہ ہوا۔ (سیرت خیر الانام: ج 1، ص 400)

10 ”سریہ غالب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ“

ماہ رمضان المبارک سات (7) ہجرت کے کنارے ”المیضہ“ میں آباد بنو عوال بنو عبد بن ثعلبہ کی سرکوبی کیلئے غالب بن عبد اللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک سو تیس افراد پر مشتمل لشکر روانہ کیا کیونکہ وہ پھر بغاوت پر آمادگی کا اظہار کر رہے تھے۔ پھر معمولی سی لڑائی پر شکست قبول کر لی جس پر انہیں معاف کر دیا گیا۔ (طبقات ابن سعد: ج 2، ص 119)

11 ”سریہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ“

ماہ شعبان یا شوال سات (7) ھ میں ”الجناب“ کے مقام کی طرف حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی کمان میں تین سو (300) مجاہدین کا لشکر روانہ کیا کیونکہ وہ دیگر قبائل سے الحاق کر کے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ لشکر اسلام الجناب کے مقام پر پہنچا تو خمیسہ گاہوں کو ویران پا کر واپس ہو لیے انہوں نے تعاقب کیا سخت لڑائی ہوئی جس کے نتیجے میں انکے دو افراد ہلاک اور متعدد قیدی بنے جبکہ انکی تیر اندازی میں مہارت کی وجہ سے مسلمان شدید زخمی ہوئے۔ (الواقعی: ج 2، ص 727)

12. سریہ ابن ابی العوجاء السلمی رضی اللہ عنہ“

ابن العوجاء کی قیادت میں پچاس افراد پر مشتمل دستہ بنو سلیم کے مذموم مقاصد کو خاک میں ملانے کیلئے روانہ فرمایا دونوں طرف سے سخت مزاحمت ہوئی فرزند ان اسلام نے تیروں کی بارش میں تبلیغ اسلام کا اہم فریضہ انجام دینے کو ضروری خیال کیا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کا خاصہ نقصان ہوا مگر مخالفین کو بہت زیادہ نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔

(طبقات ابن سعد: ج 2، ص 123)

13 ”سریہ غالب بن عبد اللہ اللیثی رضی اللہ عنہ“

ماہ صفر آٹھ^(۵) ہ میں حضرت غالب بن عبد اللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک سو بارہ^(۱۱۲) افراد کو بنو لیث کی شاخ بنو الملوچ جو کہ مقام ”الکدید“ میں سکونت پذیر تھے کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا جنہوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ بنو الملوچ کو انکی بغاوت کی سزا دی۔

(الواقعی: ج 2، ص 751)

14 ”سریہ کعب بن عمیر الغفاری رضی اللہ عنہ“

آپ ﷺ کو شام کے مقام ذات اطلاق سے اسلام دشمن سرگرمیوں کی خبر ملی تو حضرت کعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پندرہ^(۱۵) افراد پر مشتمل ربیع الاول آٹھ^(۵) ہ کو دستہ روانہ فرمایا۔ مطلوبہ مقام پر پہنچ کر قبیلوں کا اجتماع پایا انہیں تبلیغ اسلام کی تو انہوں نے تیروں کی بارش کر دی جس سے جنگ کا بازار گرم ہو گیا نتیجے میں ایک صحابی کے علاوہ تمام نے جام شہادت نوش کیا بچنے والے بھی شدید زخمی ہوئے۔

(الواقعی: ج 2، ص 752)

15 ”سریہ شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ“

مقام ”السی“ میں بنو ہوازن کی شاخ بنو عامر آباد تھی۔ انہوں نے بھی مدینہ منورہ کے خلاف بغاوت کا اظہار کیا جس کو تہ تیغ کرنے کیلئے شجاع بن وہب رضی اللہ کی کمان میں چوبیس مجاہدین ماہ ربیع الاول آٹھ^(۵) ہ میں روانہ کیے گئے۔ مجاہدین اسلام کے آنے کی خبر سن کر وہ پہاڑوں میں منتشر ہو گئے۔

(سیرت خیر الانام: ج 1، ص 402)

16 ”سریہ النخبط“

ماہ رجب آٹھ^(۵) ہ میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی کمان میں تین سو⁽³⁰⁰⁾ مجاہدین کا لشکر ساحل سمندر کے ساتھ شاہراہ پر امن و امان قائم کرنے کیلئے روانہ فرمایا کیونکہ وہاں بنو جہینہ کی ایک شاخ مصروف فساد تھی۔ جو آمدورفت کے قافلوں کے ساتھ مزاحم تھے لشکر اسلام کی خبر پاتے ہی یہ منتشر ہو گئے اور یہ مہم کامیاب رہی۔

(سیرت خیر الانام : ج 1، ص 405)

یہ چند مشہور سرائیہ تھے جن کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جنکی تفصیل کتب سیر میں دیکھی جاسکتی ہے ان کے علاوہ بھی بہت سے سرائیہ عمل میں آئے جو کہ اعلاء کلمۃ اللہ کا سبب بنے۔

غزوات

س: غزوات کی کل تعداد کتنی ہے؟ نیز تعارف بیان کریں۔

ج: بالاتفاق غزوات کی تعداد ستائیس (27) ہے

1 ”غزوہ ودان۔

اسے غزوہ الالباء بھی کہا جاتا ہے غزوہ ودان مشرکین کے حلیف بنو خزیمہ کو مرعوب و خائف کرنے کیلئے ماہ صفر کے شروع دو (2) ہ میں ستر (70) مہاجرین پر مشتمل ایک لشکر نبی ﷺ کی زیر نگرانی روانہ ہوا۔ اس لشکر میں علم بردار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے جس علم کا رنگ سفید تھا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر کیا گیا بنو ضمرہ نے لڑے بغیر صلح کر لی آپ ﷺ پندرہ (15) دن مدینہ منورہ سے باہر رہنے کے بعد واپس آ گئے یہ پہلی فوجی مہم تھی جس میں حضور ﷺ خود شریک ہوئے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 4، ص 14)

2. غزوہ بواط۔

اگلے ہی مہینے ربیع الاول دو (2) ہ میں دو سو (200) مہاجرین کو لیکر قریش کے ایک تجارتی قافلہ جس کا امیر امیہ بن خلف تھا کو خائف کرنے کیلئے ”بواط“ تشریف لے گئے جس میں علم بردار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے اس جھنڈے کا رنگ بھی سفید تھا جب کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر کیا گیا قافلہ گزر جانے کی وجہ سے لڑائی کی نوبت نہ آئی چند روز بعد آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 4، ص 15)

3 ”غزوہ سفوان۔

بواہ سے واپسی پر معلوم ہوا کہ کرز بن جابر فہری مسلمانوں کے مویشی لوٹ کر لے گیا آپ ﷺ فوراً ستر (70) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس کے تعاقب میں نکلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم بردار بنایا گیا جس کا رنگ سفید تھا جبکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا گیا۔ بدر کے قریب ”سفوان“ کی وادی تک تلاش کیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ تو اللہ کے نبی ﷺ وہاں سے واپس آگئے یہ معرکہ بیچ الثانی یا جمادی الاول دو (2) ہر میں پیش آیا۔

5 ”غزوہ ذی العشیرہ۔

قریش نے غلاف معمول موسم سرما میں شام کی طرف ایک تجارتی قافلہ روانہ کیا کھوج لگانے پر علم ہوا اس تجارت کا خاص مقصد مسلمانوں کے غلاف جنگی ہتھیار خریدنے کیلئے سرمایہ کاری کرنا ہے۔ آپ ﷺ جمادی الاخری دو (2) ہر کو ایک سو پچاس (150) مہاجرین کے ساتھ اس قافلہ کو روکنے کیلئے روانہ ہو کر ذی عشیرہ کے مقام پر خیمہ زن ہوئے اس کارواں میں علم بردار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے جب کہ قافلہ ہاتھ نہ آیا چند روز قیام کے بعد بنو مدلج سے معاہدہ کر کے واپس آگئے اس دوران حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ مدینہ کے نائب تھے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 4 ص 17)

5 ”غزوہ بدر۔

بدر پہلا وہ غزوہ ہے جس میں لڑے بغیر کوئی چارہ نہ تھا، آپ ﷺ نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر کیا اور تین سو تیرہ (313) جاٹاروں کے ہمراہ آٹھ (8) رمضان دو (2) ہر بمطابق تیرہ (13) مارچ (624) عیسوی کو یہ معرکہ رونما ہوا۔ جس میں چودہ (14) مسلمان شہید جبکہ ستر (70) دشمن ہلاک ہوئے اور ستر (70) ہی قیدی ہوئے (27) رمضان کو

(سبل الہدی والرشاد: ج 4، ص 18،)

آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے۔

6 ”غزوہ بنی قینقاع۔

بدر سے واپسی کے بیس (20) دن بعد شوال دو (2) ھ کے آخر میں بنو قینقاع کے یہودی لفظوں نے ایک مسلمان خاتون کے پردہ کو بے نقاب کر دیا حضور ﷺ نے انہیں تنبیہ کی تو وہ اکھڑ گئے جبکہ وجہ سے بنی قینقاع پر یہ لشکر کشی کی حضرت لبابہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں نائب مقرر کیے گئے پندرہ (15) روز کے محاصرے کے بعد دشمن صلح پر آمادہ ہو گئے۔ آپ نے جان بخش دی مال و اسباب لیکر انہیں جلا وطن کر دیا۔

7 ”غزوہ موئیت۔

عربی میں ”موئیت“ ستوکو کہتے ہیں ہوایہ کہ بدر کی شرمناک شکست کا بدلہ لینے کیلئے ابوسفیان مدینہ پر حملہ آور ہوا سوتے ہوئے دو اصحاب کو شہید کر کے فرار ہو گیا۔ اطلاع ملنے پر نبی ﷺ نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کر کے دو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ پانچ (5) ذی الحجہ دو (2) ھ کو تعاقب میں روانہ ہوئے۔ ابوسفیان نے بوجھ بکا کرنے کیلئے ستو کے بورے راستے میں پھینکے اور بھاگ نکلا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ پانچ دن کے بعد مدینہ واپس آ گئے۔

8 ”غزوہ قرقرۃ الکدر۔

عراق اور مکہ کے راستے پر بنو سلیم اور غطفان اسلام کے خلاف منصوبہ تیار کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر کیا اور دو سو (200) صحابہ کے ہمراہ پندرہ (15) محرم دو (2) ھ کو روانہ ہوئے۔ ”قرقرۃ الکدر“ پہنچنے پر دشمن اپنے مویشی چھوڑ کر بھاگ چکا تھا لڑائی کی نوبت نہیں آئی پانچ سو اونٹ مال غنیمت کے طور پر ہاتھ آئے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 4، ص 172)

9 "غزوہ بنی غطفان۔

"ذوامر" کے مقام پر ثعلبہ اور محارب کے مشرکین کے اجماع کی خبر موصول ہونے پر آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ چالیس سے پچاس گھڑ سوار مجاہدین کے ہمراہ بارہ (12) ربیع الاول تین (3) ہزار روانہ ہوئے۔ دشمن سے مقابلے کی نوبت نہیں آئی تینیس (23) ربیع الاول کو واپس تشریف لے آئے۔

10 "غزوۃ الفروع۔

یہ خبر موصول ہوئی کہ بنو سلیم بحران کے مقام پر حملہ کی نیت سے جمع ہو رہے ہیں آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نیابت سپرد کر کے تین سو (300) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ چھ (6) جمادی الاول تین (3) ہزار میں اس خطرے کے سد باب کیلئے روانہ ہوئے دشمن کو خبر ہوئی تو وہ منتشر ہو گئے جنگ نہ ہوئی قافلہ سولہ (16) جمادی الاول کو واپس مدینہ آ گیا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 4، ص 178)

11 "غزوہ احد۔

پھر تین ماہ بعد اطلاع موصول ہوئی کہ قریش بدر کا بدلہ لینے کیلئے تین ہزار کا لشکر لیکر مدینہ منورہ پر حملہ کے لئے آرہے ہیں۔ پانچ (5) شوال کو یہ اطلاع ملی تو آپ ﷺ اگلے ہی روز حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کر کے ایک ہزار (1000) کا لشکر لیکر نکلے۔ راستے میں "تین" سے منافقین ساتھ چھوڑ گئے۔ سات (7) شوال تین (3) ہزار کو مدینہ کے شمال مشرق میں "جبل احد" کے دامن میں معرکہ ہوا۔ مسلمان تیر اندازوں کی حکم عدولی کی بنا پر ستر (70) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اسی جنگ میں نبی ﷺ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے قریش کے تینیس (23) افراد واصل جہنم ہوئے۔ دشمن اپنی مضبوطی کے باوجود ایک

بار پھر شکست خوردہ منہ لیکر مکہ واپس ہو گیا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد: ج 4، ص 182)

12. غزوہ حمر و الاسد۔

نبی ﷺ اگرچہ احد میں زخمی ہوئے اس کے باوجود آپ ﷺ آٹھ (۸) شوال کو تھکے ماندے مجاہدین کے ساتھ ہی دشمن کے تعاقب کیلئے روانہ ہو گئے مقصد یہی تھا کہ دشمن کہیں پلٹ کر نہ حملہ کر دے۔ اس مہم میں قتال کی نوبت نہ آئی۔ آپ ﷺ تین دن حمر و الاسد میں قیام کے بعد تیرہ (۱۳) شوال تین (۳) ہر کو مدینہ پہنچے واپس آ گئے۔

13 ”غزوہ بنی النضیر“

غزوہ احد کے چار ماہ بعد بنو عامر کی خواہش پر اکتالیس (۴۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تبلیغ کیلئے بزمعونہ بھیجا ان میں سے چالیس (۴۰) کو بنو سلیم نے شہید کر دیا۔ ایک صحابی بچ نکلے واپسی پر جوش انتقام میں بنو عامر کے دو لوگوں کو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ آپ ﷺ ان مقتولین کی دیت کے حوالے سے بات چیت کرنے بنو نضیر کے پاس گئے تو انہوں نے آپ ﷺ پر حملہ کرنے کی سازش کی اس بدعہدی کی وجہ سے حکم فرمایا کہ تم دس دن کے اندر مدینہ سے نکل جاؤ انہوں نے گستاخی سے جواب دیا۔ جکی وجہ سے آپ ﷺ نے ایک جماعت کے ساتھ یہودیوں کے قلعہ کا پندرہ دن محاصرہ کیے رکھا۔ بالآخر وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے اس دوران کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ ان کا اسلحہ ضبط کر لیا گیا اور انہیں اجازت دی کہ اونٹوں پر جتنا مال لے جاسکتے ہیں لے جائیں، محاصرہ کے دوران عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نائب مقرر تھے یہ واقعہ ربیع الاول چار (۴) ہر کو پیش آیا۔ (سبل الہدیٰ، ج 4، ص 317)

14 ”غزوہ بدر الموعود۔“

احد سے شکست خوردہ ہو کر ابوسفیان نے آئندہ سال بدر میں مقابلہ کی دھمکی دی مگر اسکی تیاری نہ کر سکا جبکہ مدینہ منورہ میں پروپیگنڈہ کرایا کہ اس سال مقابلہ ہو تو مسلمانوں کو

شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ خبر سنتے ہی نبی ﷺ نے اعلان جہاد فرمایا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو قائم مقام فرما کے پچیس (26) شوال چار (4) ہ کو پندرہ سو (1500) مجاہدین کی معیت میں بدر روانہ ہوئے۔ ابوسفیان دو ہزار (2000) کا لشکر لیکر نکلا مگر ہمت ہار کر ”مر البطران“ سے ہی واپس ہٹ گیا اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ آٹھ روز انتظار کر کے بارہ (12) یا تیرہ (13) ذیقعدہ کو مدینہ منورہ پلٹ آئے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 4، ص 337)

15 ”غزوہ ذات الرقاع۔

انمار اور ثعلب نامی قبیلوں کی اسلام کے خلاف تیاری کی خبر سن کر آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قائم مقام مقرر فرما کر چار سو (400) اصحاب کے ساتھ دس (10) محرم پانچ (5) ہ ذات الرقاع کی طرف رخت سفر باندھا چار روز سفر کے بعد وہاں پہنچنے پر پتہ چلا مخالفین دم دبا کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ چند روز وہاں قیام کے بعد آپ ﷺ پچیس (25) محرم پانچ (5) ہ کو واپس لوٹ آئے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 5، ص 15)

16 ”غزوہ دومۃ الجندل۔

مدینہ کے شمال میں دومۃ الجندل کا نصرانی والی اکیدر مسلمانوں کے تجارتی قافلوں کو متواتر پریشان کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے آخر اسکی سرکوبی کیلئے ایک ہزار (1000) اصحاب رضی اللہ عنہم پر مشتمل جیش لیکر پچیس (25) ربیع الاول پانچ (5) ہ کو روانہ ہوئے حضرت ساع بن عرفلہ انصاری رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا۔ مگر ہمیشہ کی طرح دشمن مقابلے میں نہ آیا چند روز قیام کے بعد دو (2) ربیع الثانی کو کچھ اونٹ مال غنیمت لیکر واپس آ گئے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 4، ص 342)

17 ”غزوہ بنی المصطلق۔

قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو مصطلق کی مدینہ پر حملہ کی تیاری کی خبر ملی تو تحقیق کے بعد مختصر

فوج لیکر دو (2) شعبان پانچ (5) ہر مریع کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو قائم مقام مقرر فرمایا۔ دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جس کے نتیجے میں کئی صحابی رضی اللہ عنہم شہید، دس (10) کفار ہلاک چھ سو (600) قید ہوئے، جن میں قبیلہ کے سردار کی بیٹی جویریہ بھی تھیں جن کو آزاد فرما کر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہونے کا شرف عطا کیا۔ اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوسرے قیدی بھی آزاد کر دیے پانچ (5) شعبان پانچ (5) ہمدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔

18 ”غزوہ خندق“

یہود اور قریش کے مشترکہ حملے کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے مدینہ میں رہ کر مقابلہ کرنے کا منصوبہ فرمایا مدینہ کے شمال مغرب تین (3) میل لمبی خندق کھودی جس کا کام تین ہفتوں میں مکمل ہوا۔ تائیس (27) یا اٹھائیس (28) شوال کو مقابلہ شروع ہوا دشمن کی تعداد دس ہزار (10,000) جبکہ حق کے داعی تین ہزار (3000) تھے خندق کے باعث معرکہ نہ ہوسکا چونہیں روز (24) کی چھوٹی جھڑپوں میں دو مشرک ہلاک ایک مجاہد زخمی ہوا جو کہ ایک ماہ بعد شہید ہو گئے۔ بالآخر دشمنوں کی صفوں میں پھوٹ پڑ گئی ساتھ ہی خدائی مدد یعنی آندھی بھی شامل ہوئی جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے اور ایک بار پھر شکست کا منہ دیکھ کر اکیس (21) یا بائیس (22) ذیقعدہ کو واپس پلٹ گئے۔ اس دوران مدینہ منورہ میں قائم مقام حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 4، ص 363)

19 ”غزوہ بنی قریظہ“

بنو قریظہ کے یہود نے خندق میں مسلمانوں سے بد عہدی کی جبکی وجہ سے آپ ﷺ نے تینیس (23) ذیقعدہ پانچ (5) ہر کو تین ہزار (3000) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ انکا محاصرہ کر لیا پندرہ (15) روزہ تیر اندازی کے بعد وہ شکست تسلیم کر گئے اور حضرت سعد بن

معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالثی کیلئے منتخب کر لیا کہ انکا فیصلہ حتمی ہو گا۔ ثالث کے فیصلہ کے مطابق بنو قریظہ کے تمام مرد جنگی تعداد چھ سات سو کے درمیان ہے قتل کیا گیا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا گیا۔ یہ مہم سات (7) ذی الحجہ پانچ (5)ھ کو ختم ہوئی اس دوران حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا گیا۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 5، ص 3)

20 "غزوہ بنو لحيان۔

دو ہی مہینے گزرے تھے الرجیع کے قبیلہ بنو لحيان نے دھوکے سے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا جبکہ تبلیغ اسلام کیلئے بلایا تھا۔ اس غداری کی سزا دینے کے لیے دو سو (200) کا لشکر لیکر نبی ﷺ اتیس (29) صفر چھ (6)ھ کو روانہ ہوئے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا گیا دشمن خبر سن کر راہ فرار اختیار کر گیا و دن تلاش کیا مگر وہ ہاتھ نہ آئے پھر آپ نے مرعوب کرنے کی غرض سے چند روز عصفان کے گرد و نواح میں فروکش رہے۔ چودہ (14) ربیع الاول چھ (6)ھ کو واپس تشریف لائے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج 5، ص 30)

21 "غزوہ ذی قرد۔

ابھی واپس آئے دو روز ہی گزرے تھے کہ بنو عطفان کے لیئرے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے بیس (20) اونٹنیاں لے نکلے خبر ملتے ہی چند افراد کو انکے تعاقب میں روانہ کیا سولہ (16) ربیع الاول چھ (6)ھ کو پانچ سو (500) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لیکر روانہ ہوئے مگر لیئرے بھاگ چکے تھے آپ ایک شب و روز ذی قرد کے چشمے پر قیام فرما کر واپس تشریف لائے اس واقعہ میں دو مسلمان شہید ایک کافر ہلاک ہوا۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 5، ص 95)

22. غزوہ (ملح) حدیبیہ۔

ماہ شوال کے آخر میں آپ ﷺ چودہ سو (1400) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ

عمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف نکلے جن میں جنگ کی نیت تھی لیکن حالات ایسے پیدا ہو گئے جس کے پیش نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت بھی لی گئی حدیبیہ میں معاہدہ امن طے ہوا ذی قعدہ چھ (۶)ھ کے آخر میں آپ ﷺ مدینہ واپس آ گئے اس دوران قائم مقام عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔

(سبل الہدی والرشاد: ج5، ص33)

23 ”غزوہ خیبر۔

صلح حدیبیہ کے ذریعے قریش سے مامون ہوتے ہی دعوت اسلام کا دائرہ وسیع کر دیا گیا اور یہود کے زور کو ہمیشہ کیلئے توڑنے کا عزم صمیم فرمایا اور محرم کے آخر سات (7)ھ چودہ سو (1400) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے حضرت سباع بن عرفطہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں قائم مقام چھوڑا تقریباً دو (2) ماہ کے عرصہ میں یہود کے مختلف قلعے فتح ہو گئے جس میں سترہ (17) مسلمان شہید جبکہ ترانوے (93) دشمن ہلاک ہوئے اس طویل مہم کے نتیجے میں جزیرۃ العرب سے یہودیوں کا اثر ہمیشہ کیلئے ختم ہو گیا آپ ﷺ جمادی الاولیٰ سات (7)ھ واپس تشریف لائے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج5، ص15)

24 ”غزوہ عام الفتح۔

صلح حدیبیہ کے سترہ (17) ماہ بعد قریش اور ان کے حلیف بنو بکر کی عہد شکنی کی سزا دینے کیلئے وسیع پیمانے پر تیاری کی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینے میں قائم مقام مقرر فرمایا۔ دس (10) رمضان آٹھ (8)ھ کو مکہ روانہ ہوئے سترہ (17) رمضان کو ”مرا الطبیران“ کے مقام پر خیمہ زن ہوئے ہیں (20) رمضان کو اسلامی فوجیں مکہ میں داخل ہوئیں ایک جگہ کفار نے مزاحمت کی جبکی وجہ سے تین (3) مسلمان شہید جب کہ چوبیس (24) کفار ہلاک چار (4) مشرکین ساکنہ جرائم کی وجہ سے قتل کیے گئے اس مہم میں دس ہزار (10000) حامیان اسلام نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

(سبل الہدی والرشاد: ج5، ص200)

25 ”غزوہ حنین۔

قیام مکہ کو پندرہ (15) دن گزرے تھے کہ ہوازن اور ثقیف کے قبائل کی اسلام دشمنیاں سامنے آنے لگیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عتاب بن اسد اموی رضی اللہ عنہ کو قائم مقام بنا کر بارہ ہزار (12000) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ چھ (6) شوال آٹھ (8) ہجری کو روانہ ہوئے حنین کی تنگ گھاٹیوں میں کفر کے اچانک حملے کی وجہ سے اسلامی لشکر جوابی اصولوں پر قائم نہ رہ سکا نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متحد فرما کر حملہ کیا تو دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور اوٹاس جا پہنچے مسلمانوں نے تعاقب کیا اور شرمناک شکست دی اس جنگ میں چھ (6) مسلمان شہید، تائبیس (27) کفار ہلاک اور چھ ہزار (6000) قید ہوئے مال غنیمت میں چوبیس ہزار (24000) اونٹ چالیس ہزار (40000) بکریاں شامل تھیں۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 5، ص 310)

26 ”غزوہ طاائف۔

حنین کے معرکہ سے فارغ ہو کر بغیر توقف کے تیرہ (13) شوال آٹھ (8) ہجری کو طاائف کا محاصرہ فرمایا جو کہ اٹھارہ (18) روز تک جاری رہا، فیصل توڑنے کی کوشش میں بارہ (12) مسلمان شہید ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے آپ ﷺ نے محاصرہ ختم فرمادیا کیونکہ کفار کی اس جمیعت کی طرف سے کوئی بڑا خطرہ نہ تھا آپ ﷺ نے واپسی پر عمرہ ادا فرمایا اور چھبیس (26) ذوالقعدہ کو مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ (سبل الہدی والرشاد: ج 5، ص 382)

27 ”غزوہ تبوک۔

آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ رومی لوگ مسلمانوں پر حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور جب کے آخر نو (9) ہجری کو تیس ہزار (30000) کا لشکر لیکر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ اور تبوک میں خیمہ زن ہوئے، مگر دشمن

اس بار بھی مقابلہ میں نہ آیا، بیس (20) روز توک میں قیام فرما کر اوائل رمضان نو (9) کو مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔ یہ آخری جنگ تھی جس میں آپ ﷺ نے نفس نفیس شرکت فرمائی۔
(سبل الہدی والرشاد: ج 5، ص 433)

مدینہ شہر کے اسماء

أَثْرِب، اَرْضُ اللَّهِ، اَرْضُ الْهَجْرَةِ، أَكَاثَةُ الْبُلْدَانِ، أَكَاثَةُ الْقُرَى، إِيْمَان، الْبَارَةِ،
الْبَرَّةُ، الْبُحْرَةُ، الْبَحِيرَةُ، الْبَلَاطُ، الْبَلَدُ، بَيْتُ الرَّسُولِ، تَنْدَدُ، تَنْدَدُ،
الْجَابِرَةُ، جَبَار، الْجَبَارِ، جَزِيرَةُ الْعَرْبِ، الْجَنَّةُ الْخَفِيَّةُ، الْحَبِيَّةُ، الْحَرَمُ، حَرَمُ
رَسُولِ اللَّهِ، حَسَنَه، الْخَيْرَةُ، الْخَيْرَةُ، الدَّارُ، دَارُ الْأَنْبِيَاءِ، دَارُ الْأَنْبِيَاءِ،
دَارُ الْإِيْمَانِ، دَارُ السَّنَةِ، دَارُ السَّلَامَةِ، دَارُ الْفَتْحِ، دَارُ الْهَجْرَةِ، ذَاتُ الْحِجْرِ،
ذَاتُ الْحَرَارِ، ذَاتُ النَّخْلِ، السَّلْقَةُ، سَيِّدَةُ الْبُلْدَانِ، الشَّافِيَةُ، طَابَةُ، طَيْبَةُ، طَيْبُ،
طَائِبُ، طَبَابُ، الْعَاصِمَةُ، الْعَذْرَاءُ، الْعَرَاءُ، الْعَرُوضُ، الْغَرَاءُ، غَلْبَةُ، الْفَاضِحَةُ،
الْقَاصِمَةُ، الْقَبَةُ الْإِسْلَامِ، قَرْيَةُ الْإِنصَارِ، قَرْيَةُ رَسُولِ اللَّهِ، قَلْبُ الْإِيْمَانِ، الْمَوْمَنَةُ،
الْمُبَارَكَةُ، مَبْوَا الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، مَبْنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، الْمُحْفَوْفَةُ، الْمُحِبَّةُ،
الْمُحِبَّةُ، الْمُحِبَّةُ، الْمُحْبُورَةُ، الْمُحْرَمَةُ، الْمُحْفَوْفَةُ، الْمُحْفَوْفَةُ، الْمُخْتَارُ،
مَدْخَلُ صَدَقِ، الْمَدِينَةُ، مَدِينَةُ الرَّسُولِ، الْمَرْحُومَةُ، الْمَرْزُوقَةُ،
مَسْجِدُ الْإِقْضَى، الْمَسْكِينَةُ، الْمُسْلِمَةُ، مَضْجَعُ الرَّسُولِ، الْمُطْبِيعَةُ، الْمُقَدَّسَةُ،
الْمَقَرُ، الْمَكْتَانُ، الْمَكِينَةُ، مَهَاجِرُ الرَّسُولِ، الْمُؤَفِّيَةُ، النَّاجِيَةُ، نَبْلَاءُ، النَّحْرُ،
الْهَذْرَاءُ، يَثْرِبُ، يَنْدَدُ، يَنْدَرُ۔

اسمائے مصطفیٰ ﷺ

محمد، احمد، أحد، آحاد، الأبطحی، الأتقی، آخِذ، الأجود، الأجیر، الأبلج،
الأجل، الأخشم، أجزمًاخ، الأخِذ الصَّدَقَاتِ، الأذعج، الأبيض، الأخِذ
الحجرات، الأبر، الأخسن، أخوابا، الأخشى الله، الأذوم، أزجغ الناس
عقلاً، أذن خیر، الأرج، أرحم الناس بالعیال، الأرج، الأسد، الأزهر، الأزکی،
الاشنب، الأشد حياءً من العذراء، فی خدرها أشجع الناس، الاصدق،
الاطیب، الاعلی، الاعظم، اصدق الناس لهجة، اکثر الانبیاء تبعاً، الاغر،
افصح العرب، اعلم بالله، الاکرم، امام العالمین، الامجد، الاکلیل الامام، امام
العلمین، اکرم الناس، اکرم ولد آدم، امام المتقین، امام الناس، امام الخیر،
الامرو الناهی، امام النبیین، ام، امین، الامان، القمر، القص، الامن، الأمة،
الحائذ لامته من النار، حبیب الله، الالمعی، حبیب الرحمن، حبنطی،
الحجازی، الحجة البالغة، حجة الله علی الخلاق، الحریص، حوز الامین،
الحرمی، الحسیب، الحریص علی الایمان، الحکم، حرب الله، الحفی، الحق
الحفیظ، الحکیم، الحلاحل، الحلیم، الحماد، حَمَاطِیا، الحمید، حمعسق،
الحنان، حم، الحی، الحنیف، الخاتم الخاتم، الخازن لمال الله، الخافض،
الخاشع، الخاضع، خطیب النبیین، خطیب الوافدین علی الله تعالی، خطیب
الامم، الخالص، الخیر، الخلیل، خلیل الله، الخلیفة، خلیفة الله، خیر الانبیاء،
الخیر، خیرة الله، خیر الناس، خیر البریة، خیر هذه الامة، خیر العالمین، خیر
خلق الله، دار الحکمة، الامین، انفس العرب، الداعی الی الله، انعم الله، الأمی،
الانور المتجرد، اوفی الناس ذماماً، الاولی، الاواه، الاول، الاوسط، الاخر،

البدر، البحر، الباع، البديع، اول مشفع، البارع، الباطن، اول شافع، اول
الرسول خلقاً، اية الله، اول المؤمنين، البارقليط، الباهر، البدء، اول من تنشق عنه
الارض، الباهي، اول المسلمين، الزاهد، الزاهي، روح الحق، زين من وافي
القيامة، سراج منير، سبيل الله، السابق بالخيرات، الساجد، السخي، سابق
العرب، السديد، زلف، بشري عيسى، السبط، الذاهر، البرقليطس، روح
القدس، البر، البهاء، الزين، البهي، البرهان، الزمزمي، البشر، البينه، البيان،
زعيم الانبياء، الزكي، الزاجر، الشمال، ثاني الثنين، الجدد، التالي، التذكرة،
البليغ، التنزيل، التلقيط، التقى، التهامي، الجبار، الجامع، الجليل، الجهضم،
الجواد، الحاتم، حاط حاط، الحامد، الحاشر، الداني، الحافظ، الحاكم،
الدامغ، الحامي، الدعوة، دعوة ابزاهيم، دعوة النبيين، دليل الخير، دهم،
الذاكر، الذخر، الذكر، الذكار، ذكر الله، الذكر، ذواتاج، ذوالجهد،
ذوالحطيم، ذوالحوض، المورد، ذوالخلق العظيم، ذوالسيف، ذوالسكينة،
ذوالصراط المستقيم، ذوطيبه، ذوالعزة، ذوالعطايا، ذوالفتوح، ذوالفضل،
ذوالالمدينه، ذوالمعجزات، ذوالقضيبي، ذوالقوة، ذوالمقام المحمود،
ذوالميسم، ذوالهراوه، الرجيج، ذوالوسيلة، الراجي، الراضع، الراضي،
الراغب، الرافع، راكب البراق، راكب البعير، راكب الجمل، راكب الناقة،
راكب النجيب، الرجل، الرحب الكف، رحمة الامه، رحمة للعالمين، رحمة
مهداة، الرؤوف الرحيم، الرسول، رسول الله، رسول الرحمة، رسول
الملاحم، الرشيد، الرضاء، الرضوان، رضوان بالله، الرقيق، الرفيع الذكر،
الرفيع الدرجات، الرقيب، ركن المتوضعين، الرهاب، الروح، الصراط

المستقیم، سرخلیطس، السریع، سعد اللہ، سعد الخلائق، سعید، السلام،
السلطان، السميع، التسمی، السناء،
السند، سید الثقلین، سید الکونین، سید ولد آدم، سید الناس، السیف، السیف،
سيف الاسلام، سيف الله، الشارع، شافع، المشفع، الشفیع، الشافی، الشاکر،
الشکور، الشاهد، الشثن، الشدید، الشدقم، الشریف، الشفاء، الشمس،
الشهاب، الشهم، الشهيد، الصابر، صاحب، صاحب التاج، صاحب الکوثر،
صاحب الخاتم، صاحب سلطان، صاحب السیف، صاحب اللواء، صاحب
المحشر، صاحب المدرعه، صاحب المعشر، صاحب المقام المحمود،
صاحب الهراوة، صاحب لا اله الا الله، الصادع، الصادق، صاعد المعراج،
الصالح، الصبور، الصبیح، الصدوق، الصدق، الصدیق، الصراط المستقیم،
الصفوه، الصفوح، الصفی، الصندی، الصین، الضابط، الضارع، الضحاک،
الضحوک، الضمین، الضیغم، الضیاء، طاب، طاب، الطاهر، الطیب،
الطراز المعلم، طس، طسم، طه، الطهور، الطیب، الظاهر، الظفور، العابد،
العادل، العارف، العاضد، العافی، العالم، العلیم، العامل، العائل، العبد،
عبد الله، العدة، العدل، العربی، العروة الوثقی، العزیز، العصمة، عصمة الله
تعالی، العطوف، العظیم، العفو، العقیف، العلامة، العلم، علم الايمان، علم
الیقین، العلی، العماد، العمدة، عین العز، العین، الغالب، الغظم، الغفور،
الغنی، الغوث، الغیاث، الفاتح، الفارق، الفارقلیط، الفاصل، الفائق، الفتح،
الفجر، الفخر، الفخم، الفدغم، الفرد، الفرط، الفصیح، الفضل، فضل الله،
الظن، الفلاح، الفهم، فئة المسلمین، القاری، القاسم، القاضی، القانت،

القائد، قائد الغر المحجلین، قائد الخیر، القائل، القائم، القتال، القتل، قثم،
قثوم، قدم صدق، قدما یا، القرشی، القریب، القسم، القطب، القمر، القوی،
القیم، الکاف، الکافۃ، الکافی، الکامل، الکثیر الصمت، الکریم، الکفیل،
کنیدہ، الكنز، کھیض، الکوکب، اللیب، اللسان، اللسن، اللوزعی،
اللیث، المؤمن، المؤمل، المؤمن، المؤید، المؤید، الماء المعین، المامون،
المؤمن، الماجد، الماحی، ماذماذ، المانح، المانع، المبارک، المبراء،
المبتهل، المبشر، المبعوث بالحق، المبلغ المبیح، المبین، المبتل،
المتبسم، المتبع، المتربص، المترحم، المتضرع فی الدعاء، المتقن،
المتقی، المتلو، المتلوعلیہ، المتمکن، المتمم لمکارم الاخلاق، المتمم،
المتجهذ، المتوسط، المتوکل، المتین، المثبت، المثبت، المجادل،
المجاهد، المجتبی، المجتهد، المجیب، المجیر، المجید، المحجة،
المُحَرِّض، المحفوظ، المحکم، المحرم، المحلل، المحمود، المحید،
المخبث، المخبر، المختار، المختص، المختص بالقرآن، المختص بآی
لا تنقطع، المختم، المخصوص بالعز، المخضرم، المخلص، المدثر، المدني،
مدينة العلم، المذکر، المذکور، المرء، المرتجی، المرتضی، المرتل،
المرحوم، مرحمة، المرسل، المرشد، مرغمة، المرغب، المزکی، المزمّل،
المذموم، مزیل الغمة، المسیح، المستجیب، المیز، المهاب، المهاجر،
المهداة، المهدی، المذهب، المهیمن، المورد حوضه، الموصل، المؤتی
جوامع الکلم، الموحی الیه، المولی، مودمود، الموعظة، المؤقر، الموقن،
میذمیذ، المیزان، المیسر، میثم، النابذ، الناجر، الناس، الناسخ، الناسک،

المستعید، المستغفر من غیر ماثم، المستغنی، المستقیم، المسدد، المسرئیه،
المسعود، المسلم، المسيح، المشاور، المشذب، المشرود، المشفع،
المشهود، المشیخ، المشیر، المصافح، المصارع، المصباح، مصحح
الحسنات، المصدق، المصدوق، المصطفی، المصلح، المصلی، المصون،
المضخم، المضری، المضی، المطهر، المطیع، المعروف، المعزز،
المعصوم، المعطى، المعظم، المعقب، المعلم، معلم الامه، المعلى، المعمم،
المعین، المغرم، المغنم، المغنی، المفتاح، المفخم، المفضل، المفضل،
المفلج، المفلح، المقتصد، المستقیم، المقتضى، المقدس، المقدم،
المقرى، المقدم، المقسط، المقصوص، المقفی، المقوم، مقیل العثرات،
مقیم السنه، المكتفی بالله، المكرم، المكفی، المكلم، المکی، المکین،
الملاحی، الملاذ، الملئى، الملجاء، الملحمة، ملقى القرآن، الملیک،
الملک، الملئى، الممنوح، الممنوع، المنادى، المنادى، المنتجب،
المنتخب، المنتصر، المنجد، المنحمن، المنذر، المنزل علیه، المنصف،
المنصور، المنقذ، المنیب، الناشئ، الناصب، الناصح، ناصر الدین، الناضر،
الناطق بالحق، الناظر من خلفه، الناهی، النبى، نبى الراحة، نبى الرحمة، النبى
الصالح، نبى الاحمر، نبى الاسود، نبى التوبه، نبى الحرمين، نبى زمزم، نبى
الرحمة، نبى الملحمة، نبى الملاحم، النجم، النجم الثاقب، النجیب، النجید،
نجی الله، الندب، النذیر، النسیب، النصیح، النعمة، نعمة الله، النقی، النقیب،
النور، نور الامم، نور الله الذى لا یطفأ، نون، الهادى، الهاشمی، الهجود،
الهدى، هدیة الله، الهمام، الهمه، الهین، الواجد، الواسط، الواعد، الواسع،

الواضح، الواعظ، الوافی، الوالی، الوجیه، الورع، الوسیم، الوسیلۃ، الوصی
، الوفی ولی الفضل، الولی، الوهاب، الیتیم، یسن، صاحب الآیات، صاحب
المعجزات، صاحب الازواج الطاهرات، صاحب البرهان، صاحب البیان،
صاحب الخیر، صاحب الدرجة العالیة الرفیعة، صاحب الرداء، صاحب
السجود لرب المعبود، صاحب السرایا، صاحب الشرع، صاحب
العطاء، صاحب العلامات الباهرات، صاحب العلو والدرجات، صاحب
الفضلیة، صاحب الفرج، صاحب القوم، صاحب المغنم، صاحب الحجة،
صاحب الحوض المورد، صاحب الحطیم، صاحب زمزم، صاحب شفاعۃ
العظمی، صاحب المعراج، صاحب المنیر، صاحب النعلین۔

(سبل الہدی والرشاد، ج 1، ص 407 تا 535)



خاتمہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سیرت مصطفیٰ ﷺ کا ہر قاری اس حقیقت کا معترف ہے کہ جس طرح بیان حمد و اختصار کا تقاضہ نہیں کرتا، ایسے ہی نعت و سیرت نگاری کا موضوع بھی زیادہ سے زیادہ شرح و اطناب کا متمنی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس مبارک ذکر کو زیادہ سے زیادہ طول دینے کے بعد بھی دل و روح سیر نہیں ہوتے بلکہ جی چاہتا ہے کہ یہ مقدس داستان دراز تر ہوتی چلی جائے۔ زبان و قلم کی سب سے بڑی سعادت یہی ہے کہ وہ سیرت نبوی ﷺ کے اعلان و اظہار کا ذریعہ قرار پائیں۔ اور سالہا سال کی رطب لسانی، مدح خوانی اور ہزاروں صفحات پر مشتمل سیرت نگاری کا شرف حاصل کر لینے پر بھی نتیجہ یہی سامنے آتا ہے

زندگیاں ختم ہو گئیں اور قلم ٹوٹ گئے

تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

کس کی مجال ہے کہ وہ جانِ کائنات ﷺ کی سیرت نگاری کا حق ادا کر سکے۔ بلکہ ہمیشہ نیت حصول سعادت کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ فقیر راقم الحروف بھی اللہ تعالیٰ سے توفیق کا طالب ہے کہ جیسے سابقہ سالوں کی طرح اس سال بھی یہ مقالہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ کریم بصدقہ محبوب کریم ﷺ زندگی کے آئندہ سالوں میں یہ قافلہ عشق و محبت سوائے لطمائیوں ہی گامزن رہے۔

ماخذ و مراجع

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ	مؤلفی
1	القرآن المجید			
2	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل البخاری الجمعی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	256ھ
3	صحیح مسلم	ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری	دار الکتب العلمیہ، بیروت	261ھ
4	جامع الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی	احیاء التراث العربیہ، بیروت	279ھ
5	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	273ھ
6	سنن ابی داؤد	امام سلیمان بن اشعث الجستانی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	275ھ
7	سنن نسائی	ابو عبد الرحمن عمرو بن شعیب النسائی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	303ھ
8	مصنف ابن ابی شیبہ	ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ	دار الوطن، بیروت	235ھ
9	مصنف عبد الرزاق	امام عبد الرزاق ہمام الصنعانی	مکتبہ اسلامیہ، بیروت	211ھ
9	الفوائد الشیخ	ابو بکر محمد بن عبد اللہ البخداوی	دار ابن الجوزی، السعودیہ	354ھ
10	المستدرک	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ العیثی پوری	دار المعرفہ، البیروت	405ھ
11	المعجم الکبیر	ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	احیاء التراث العربیہ، بیروت	360ھ
12	المعجم الاوسط	ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	احیاء التراث العربیہ، بیروت	360ھ
13	المعجم الصغیر	ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	احیاء التراث العربیہ، بیروت	360ھ
14	المعجم لابن عساکر	ابو القاسم علی بن الحسن ابن عساکر	دار البیضاء، دمشق	571ھ
15	دارقطنی	اسام علی بن عمر الدارقطنی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	285ھ
16	شرح معانی الآثار	ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی	عالم الکتب، الازھر	321ھ
17	شرح السنہ	ابو عبد الحسین بن مسعود البغوی	المکتبۃ الاسلامیہ، بیروت	516ھ
18	جامع معمر بن راشد	معمر بن ابی عمرو راشد الازدی	المکتبۃ الاسلامیہ، بیروت	153ھ
19	الطب النبوی	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الہیثمی	دار ابن حزم، بیروت	430ھ
20	الحجۃ وجواهر العلم	ابو بکر احمد بن مروان الدینوری	دار ابن حزم، بیروت	333ھ

21	سنن الکبریٰ للبیہقی	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	458ھ
22	سنن الکبریٰ للسنائی	ابو عبد الرحمن عمرو بن شعیب السنائی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	303ھ
23	مسند الحارث	أبو محمد الحارث بن محمد بن داہر القسیمی	خدمۃ السنۃ، المدینۃ	282ھ
24	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل	دارالحديث قاہرہ، مصر	241ھ
25	مسند حمیدی	أبو بكر عبد الله بن الزبير الحمیدی	دارالاسقا، دمشق	219ھ
26	مسند البزار	أحمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار	مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ	292ھ
27	مسند ابی یعلیٰ	امام احمد بن علی المثنیٰ	دارالماحول، البیروت	307ھ
28	الغزازی للواقعی	محمد بن عزمین واقد	عالم الکتب، بیروت	207ھ
29	سیر اعلام النبلاء	امام محمد بن احمد الذہبی	دارالفکر، بیروت	741ھ
30	سبل الہدی والرشاد	امام محمد بن یوسف الصالحی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	942ھ
31	طبقات ابن سعد	امام محمد بن سعد	نفیس البیڈی	230ھ
32	المختصر النصح	المہلب بن احمد الاندلسی	دارائل السنۃ، الریاض	435ھ
33	سیرت خیر الانام	مجموعہ متفرق مقالات	مجمعہ مجلس اسلامیہ، پنجاب	000
34	آئندہ الغابہ	ابو الحسن علی بن محمد الجزری	مکتبہ وحیدیہ	630ھ
35	سیرت ابن ہشام	عبد الملك بن ہشام الحمیری	مطبعۃ مصطفیٰ، مصر	213ھ
36	الغرو الدرر	امام عبداللہ بن محمد بن جماعہ	دار النوادر	767ھ
37	مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	خزینہ علم وادب، لاہور	1052ھ
38	ضیاء القلوب	شیخ عبدالحق محدث دہلوی		1052ھ
39	کلیات امدادیہ	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	مکتبہ رحمتیہ، لاہور	1899ھ
40	وفاء الوفاء	امام نور الدین علی بن احمد السہودی	ادارہ پیغام القرآن، لاہور	911ھ
41	اردو معارف سلامیہ	دانش گاہ، پنجاب	مجمعہ مجلس اسلامیہ، پنجاب	000

جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام پیر محل

تعارف

پیر محل سے غربی جانب آدھ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ایک عظیم دینی درس گاہ جو تشنگا

ن علم و عرفان کو سیراب کر رہی ہے۔

سنگ بنیاد 11: اکتوبر 2009ء بروز اتوار

شعبہ جات: جامعہ ہذا درج ذیل شعبہ جات میں صدق و خلوص کے ساتھ اپنے فرائض

کے ساتھ ساتھ خدمت خلق کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔

(1) شعبہ علوم اسلامیہ

(2) شعبہ علوم عصریہ

1۔ شعبہ علوم اسلامیہ :-

یہ شعبہ درج ذیل شعبہ جات میں خدمات سر انجام دے رہا ہے۔

ا۔ **درس نظامی (عالم کورس) :-** اس شعبہ میں تنظیم المدارس کے

تحت درج ذیل 6 درجوں میں تعلیمی خدمات سر انجام دی جا رہی ہیں۔ ابتدائیہ، متوسطہ، عامہ،

خاصہ، عالیہ، عالمیہ

(الف)۔ **درجہ ابتدائیہ :-** اس درجہ میں بنیادی عربی قاعدہ سے لے کر ناظرہ قرآ

ن مکمل کروایا جاتا ہے۔

پہلے درجہ کا امتحان جامعہ خود لیتا ہے اس درجہ کی تکمیل کے ساتھ ہی طالب علم درجہ مڈل میں

داخل ہو سکتا ہے۔

(ب)۔ **درجہ متوسطہ :-** اس درجہ میں قرآن مجید کا آخری پارہ حفظ مع التجوید، حدیث

ترتیل اور بنیادی اسلامی عقائد کے ساتھ ساتھ ششم، ہفتم اور ہشتم کا گورنمنٹ نصاب پڑھایا جاتا ہے اس درجہ میں ششم ہفتم کا امتحان جامعہ ہذا کے ذمہ ہے۔ جبکہ سال سوم (ہشتم) کا امتحان تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان بورڈ کے تحت ہوتا ہے

(ج)۔ **درجہ عامہ:**۔ یہ درجہ دو سال پر مشتمل ہے اس میں ترجمہ القرآن مجید ابتدائی 9 پارے، فقہ، صرف و نحو، منطق اور عربی ادب کے ساتھ ساتھ نہم اور دہم کا امتحان حسب سالیان تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان بورڈ کے تحت ہوتا ہے۔

(د)۔ **درجہ خاصہ:**۔ یہ درجہ بھی دو سال پر مشتمل ہے اس کے اندر قرآن مجید مع ترجمہ تفسیر جلالین پارہ 10 تا پارہ 24 تک مکمل، حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، عربی ادب، سیرت، تاریخ اور بلاغت کے ابتدائی ابواب کے ساتھ ساتھ ایف اے کا امتحان تنظیم المدارس پاکستان بورڈ کے تحت لیا جاتا ہے۔

(ر)۔ **درجہ عالیہ:**۔ یہ درجہ بھی دو سال پر مشتمل ہوتا ہے درجہ عالیہ میں تفسیر جلالین پارہ 25 تا پارہ 30 اور اس کے علاوہ تفسیر و اصول تفسیر حدیث، اصول حدیث، اصول فقہ، عربی ادب، منطق، بلاغت اور عقائد کے بقیہ ابواب مکمل کروائے جاتے ہیں۔ اس درجہ کا امتحان بھی تنظیم المدارس پاکستان بورڈ کے تحت ہوتا ہے۔

(س)۔ **درجہ عالمیہ:**۔ درجہ عالمیہ میں علم الکلام، علم الفرائض حدیث شریف (صحاح ستہ مکمل) کروانے کے ساتھ ساتھ تنظیم المدارس پاکستان کی طرہ، دیئے گئے عنوان پر کم از کم پچاس صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالہ لکھنا ہوتا ہے۔ اس درجہ کی تکمیل کے ساتھ ہی طاب علم کا ایم اے (عربی و اسلامیات) مکمل ہو جاتا ہے۔

شعبہ حفظ:۔ اس شعبہ میں درست مخارج کے ساتھ تجوید و قرأت کے بنیادی قواعد کو مد نظر رکھتے ہوئے حفظ و ناظرہ کی تعلیم کا معیاری انتظام ہے۔ اس کے علاوہ حفاظ طلباء کیلئے بنیاد

ی عقائد کے ساتھ ساتھ علمی، عملی، فقہی اور اخلاقی تربیت کیلئے مختصر اسوالاً جواباً نصاب انتہائی سہل انداز میں ذہن نشین کروایا جاتا ہے۔

دارالافتاء:- یہ شعبہ بھی علوم اسلامیہ ہی کے تحت کام کر رہا ہے جو کہ روزمرہ کے نئے نئے پیش آنے والے دینی دنیاوی مسائل کیلئے قرآن و سنت کے مطابق فتویٰ نویسی کے ذریعے شرعی رہنمائی کر رہا ہے۔

تصنیف و تالیف:- یہ شعبہ بھی علوم اسلامیہ ہی کی ایک شاخ ہے جس میں تحریر کے ذریعے جدید تقاضوں کے مطابق قرآن و سنت سے رہنمائی لینے کیلئے خدمات انجام دے رہا ہے جس میں بنیادی عقائد، دینی معلومات کے ساتھ ساتھ نئے اٹھنے والے فتنوں کا احسن انداز میں رد کیا جاتا ہے۔

تبلیغ اسلام:- علوم اسلامیہ کے اس شعبہ کے تحت اسلام کے پیغام کو عام کرنے کیلئے مختلف تعلیمی اور کاروباری اداروں میں درس قرآن و حدیث کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ تجارتی مراکز، اکیڈمیز، سکول و کالجز میں فہم دین کے نام پر پروگرام کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(2) علوم عصریہ:- اس شعبہ کی درجہ ذیل دو بنیادی شاخیں ہیں۔

(1) سکول و کالج کی بنیادی تعلیم (2) کمپیوٹر کی بنیادی تعلیم

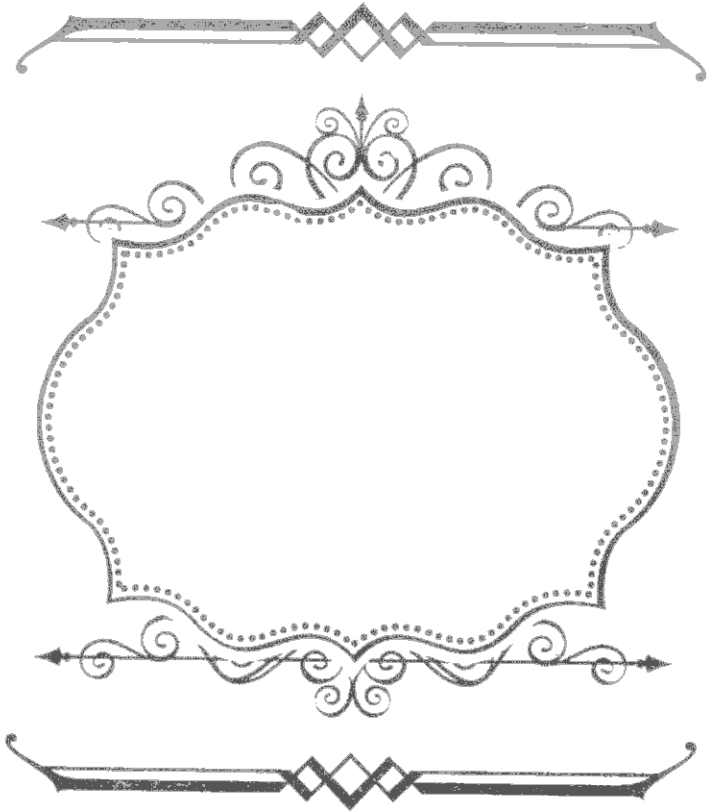
(1)۔ پہلی ذیلی شاخ کے تحت مڈل تا گریجویٹ کی تعلیم کا باقاعدہ ایوننگ کلاسز میں اہتمام کیا گیا ہے۔

(2) کمپیوٹر کی بنیادی تعلیم کیلئے کمپیوٹر لیب بھی عنقریب تکمیل کے مراحل میں ہے۔

اس کے علاوہ خطابت، نعت اور تلاوت کی اصل شرعی حیثیت کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ طلباء کی اخلاقی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

ان تمام شعبہ جات میں تقریباً تین سو (300) طلباء کے لیے 15 کے قریب اساتذہ کرام کی خدمات حاصل ہیں۔ ان تمام شعبہ جات کا ماہانہ خرچہ تقریباً 400000 لاکھ روپے ادارہ کے ذمہ ہے۔

اس کے علاوہ طلباء کی رہائش کی فوری ضرورت کے پیش نظر وسیع و غریب ہاسٹل بھی زیر تعمیر ہے اس کے علاوہ جامعہ کے تحت علاقہ بھر دینی مدارس کے قیام کا بھی سلسلہ ہے۔



جامعۃ التبلیغ و ترویج الاسلام

خدمات کے شعبہ جات

درس نظامی (عالم کورس) عامہ خاصہ عالیہ عالمیہ

تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

حفظ ناظرہ خطابت نعت تلاوت

ترجمہ القرآن اخلاقی تربیت

علوم عصریہ مڈل تا گریدجویٹ خطاطی تصنیف و تالیف

اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کیلئے جامعہ ہذا کا انتخاب فرمائیں۔

ناشر جامعۃ التبلیغ و ترویج الاسلام (میں)

مفتوحہ صلیبہ بہار گنگا پور ریلوے روڈ محل 0306-6374294